بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پُرنور کے حاجت روا، مشکل کشا دافع بلاء اور صاحب عطا ہونے پر

۶۰ آیات اور ۳۰۰ احادیث سے ثبوت

الامن والعلیٰ

تصنیف لطیف : اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت

مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۳۴۰ھ

فیضان کرم : مناظر اسلام محقق العصر محدث دور حاضرہ

حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب زاد اللہ عزہ وشرفہ وعلمہ الی یوم المعاد

(ریسرچ آفیسر محکمہ اوقاف دبئی)

تخریج وتصحیح

خادم مناظرِ اسلام قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی نقیبی

ناشر فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموںکی

نام کتاب .... الامن والعلیٰ

تصنیف .... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ

تخریج وتصحیح .... قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی نقیبی

باہتمام .... محمد نعیم اللہ خاں قادری بی ایس سی بی ایڈ۔ ایم اے

صفحات ۴۰۰

تاریخ اشاعت .... دسمبر ۲۰۰۲ء

تعداد بار اول ۱۰۰۰

ہدیہ .... -/150 روپے

ناشر

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز

جامع مسجد عمر روڈ کامونکی

ملنے کے پتے

مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ گوجرانوالہ ۔ مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ

ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ۔ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور

مکتبہ جمال کرم لاہور ۔ شبیر برادرز لاہور ۔ پروگریسو بکس لاہور
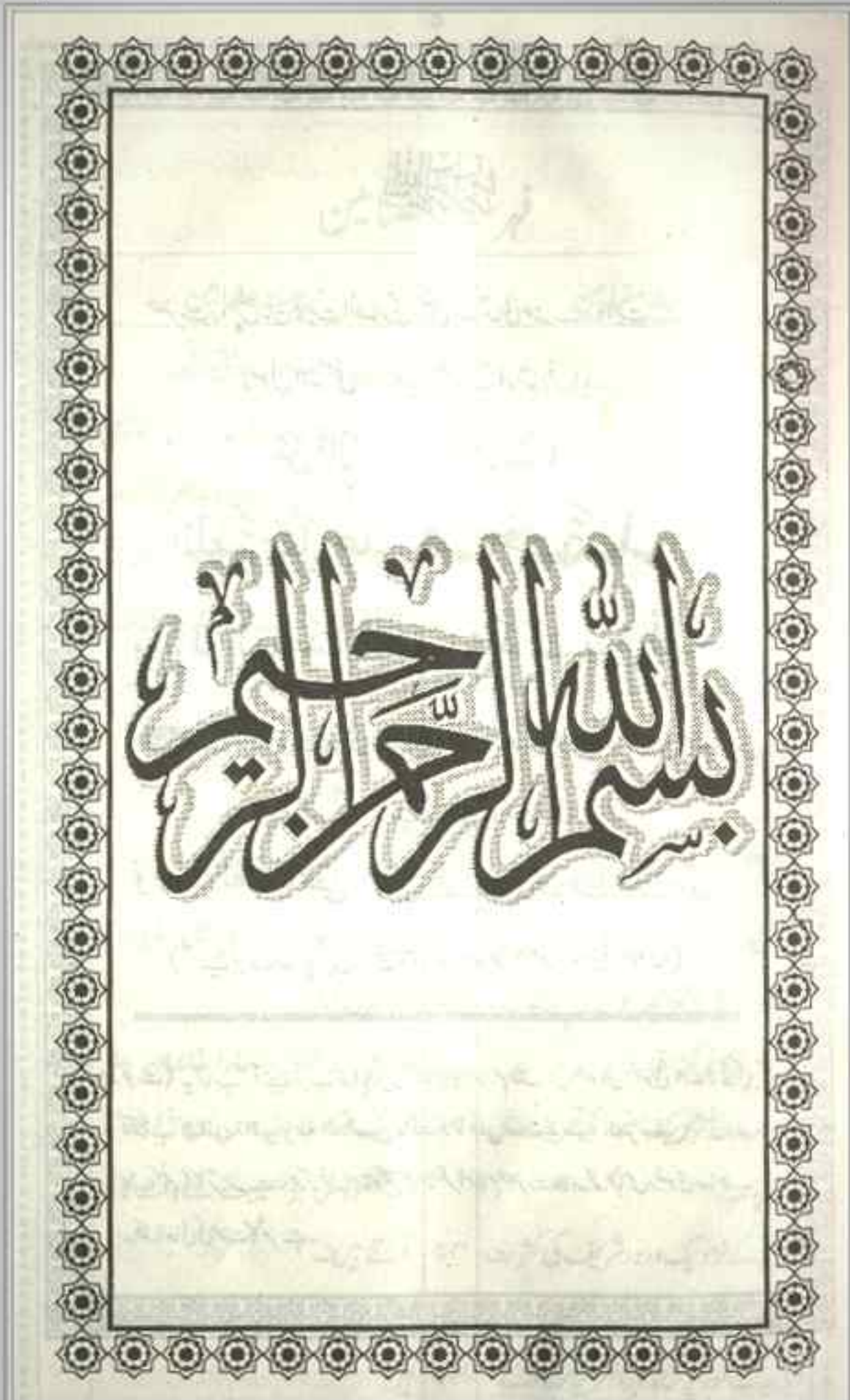
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ قَالَ .... جس نے کہا!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور ان کو ایسی جگہ عطا فرما
جو کہ آپ کی مقرب جگہ ہے قیامت کے دن۔

وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔

(آیئے قرب خدا پائیں۔ صفحہ ۴۴ و مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۰۸ ارقم ۱۷۱۱۶)

[نوٹ] یہ کتاب "آیئے قرب خدا پائیں" امام ابوالقاسم خلف بن بشکوال المتوفی ۵۷۸ ھ کی
کتاب "القربة الی رب العالمین بالصلاۃ علی محمد سید المرسلین (صلی اللہ
علیہ وسلم) کا ترجمہ ہے۔ جو کہ قبلہ استاد محترم مناظر اسلام حضرت علامہ محمد عباس رضوی صاحب
مدظلہ العالی کی محنت کا ثمر ہے۔

فہرست مضامین

فہرست مضامین	صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس حقیر سی کاوش کو

مناظرِ اسلام، محقق العصر، محدث دورِ حاضرہ، نمونۃُ السلف، حجۃُ الخلف

حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی

(ریسرچ آفیسر محکمہ اوقاف دوبئی)

کے نام انتساب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن کی

نظر کرم کے تصدق سے بندہ کو مطالعہ احادیث کا شوق پیدا ہوا

خادم مناظرِ اسلام

قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی عفی عنہ

خطیب جامع مسجد نور صدیق اکبر ٹاؤن دھلے گوجرانوالہ

پیش لفظ

زمانہ خدمت گاری مناظر اسلام میں ایک دن دوران ترتیب ''القول الصواب فی مسئلۃ الیصال الثواب'' ایک حدیث کی تخریج کے دوران قبلہ استاد محترم فرمانے لگے کہ اللہ عزوجل کسی فرد کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ الشیخ امام احمد رضا خاں محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ''الامن والعلی'' کی تخریج کا کام سرانجام دے۔ آپ نے تو فرمادیا لیکن بندہ ناچیز کے ذہن میں یہ بات کافی دیر تک رہی آخر جب قبلہ استاد محترم کا تقرر بطور ریسرچ آفیسر دوبئ میں ہوا تو ایک دن دوران مطالعہ اچانک اس کتاب پر نظر پڑی تو میں نے کتاب کو دیکھنا شروع کیا وہ نسخہ قبلہ استاد محترم کا تھا۔ جس پر کئی مقامات پر تخریج کا کام ہوا تھا۔ تو میں نے خدا کا نام لیکر اس کام کو سرانجام دینے کی کوشش شروع کردی لیکن جب کبھی کسی حدیث کو تلاش کرتے کرتے تھک جاتا تو اکثر یہ خیال آتا کہ کاش میں نے یہ کام قبلہ استاد محترم کی موجودگی میں کیا ہوتا تو اتنی مشکل پیش نہ آتی۔ تو اچانک ایک دن محترم جناب شفیق شہزاد صاحب ایم اے کے ساتھ قبلہ استاد محترم کی لائبریری میں ہی ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ میرے پاس اس کتاب پہ قبلہ استاد محترم کے لگائے ہوئے کچھ حوالہ جات موجود ہیں۔ تو ان سے وہ بھی حاصل کئے اور باقی کام کو کافی محنت اور لگن کے ساتھ بتوفیق الٰہی کرتا رہا یہ کام کتنا مشکل ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جسے کبھی اس سے واسطہ پڑا ہو۔ اس کتاب کی تخریج کے سلسلے میں میں نے زیادہ تر کوشش تو یہی کی ہے کہ اصل کتب کے حوالہ جات نقل کئے جائیں لیکن باوجود اس کے بعض احادیث اصل کتب میں مجھے نہیں مل سکیں کچھ تو اس لئے کہ وہ کتابیں ابھی تک مکمل شائع نہیں ہوئیں ان کا کچھ حصہ ابھی تک مفقود ہے اور کچھ حصہ عدم دستیابی کی وجہ سے، لیکن وہاں بھی کوشش یہ کی گئی ہے کہ کسی نہ کسی کتاب کا حوالہ قلم بند کردیا

جائے۔ زیادہ تر انحصار میں نے ان مقامات پر "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" پر کیا ہے لیکن پھر بھی چند احادیث جن کی تعداد تقریبا پانچ ہے مجھے نہیں مل سکیں جن کی جستجو جاری ہے پھر اس کا مسودہ جب میں نے کمپوزنگ کے لئے دیا تو ایک دن استاد العلماء مترجم لفظی ترجمۃ القرآن حضرت مولانا مفتی پیر محمد رضاء المصطفےٰ ظریف القادری صاحب مدظلہ العالی اور مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا کہ ساتھ ساتھ اس کی تصحیح بھی کر دی جائے تو بہت بہتر ہے۔ تو پہلے پروف پر میں نے دوبارہ اس کی تصحیح پر کام شروع کیا تو مسئلہ یہ پیدا ہو گیا کہ اب وہ کتب ذاتی طور پر میرے پاس موجود نہیں تھیں۔ تو اس کے لئے میں نے محقق العصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری صاحب مدظلہ العالی مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور سے رابطہ کیا تو آپ نے نہایت شفقت فرماتے ہوئے فرمایا کہ جب آپ کی مرضی ہو آجائیں تو جب میں وہاں حاضر ہوا تو آپ کی لائبریری تو بفضلہٖ تعالیٰ کافی وسیع تھی لیکن ایک تو لائبریری دو جگہ پر تقسیم تھی اور دوسرا جگہ کی کمی کی وجہ سے کتابیں آگے پیچھے بلکہ پھر ان کے پیچھے تھیں جس کی وجہ سے مجھے وہاں کتاب تلاش کرنا کافی مشکل محسوس ہوا تو عرض کرنے پر آپ نے فرمایا کہ میں جامعہ نعیمیہ کی لائبریری آپ کو بھیج دیتا ہوں وہاں آپ کو کافی آسانی ہو گی اور ساتھ ہی چند چیزیں جن کے متعلق مجھے علم نہیں تھا وہ بھی نہایت شفقت فرماتے ہوئے تلاش کر دیں۔ تو جامعہ نعیمیہ میں جب میری ملاقات ڈاکٹر علامہ مولانا محمد سرفراز احمد نعیمی صاحب مدظلہ العالی مہتمم جامعہ نعیمیہ سے ہوئی تو آپ نے بھی نہایت شفقت فرماتے ہوئے لائبریری میں کام کرنے کی اجازت دی اور ساتھ رہائش کا بھی بندوبست کر دیا بہر کیف تین چار دن بندہ ناچیز نے عبارات کی تصحیح کے لئے وہاں گزارے جن میں فقیر کے ساتھ تمام علماء اور طلباء نے بھی بہت محبت فرمائی میں تمام اپنے معاونین کیلئے

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

ان مراحل فقیر نے جو محنت کی ہے وہ تو پڑھنے کے بعد ہی آپ کو معلوم ہوگا لیکن میں اپنے تمام پڑھنے والوں سے عرض کروں گا کہ اس نہج پر فقیر کا یہ پہلا کام ہے اور انسان ہونے کے ناطے اس میں غلطیوں کا بھی امکان ہے تو جہاں کہیں کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں۔ بندہ کو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ مہربانی ہوگی۔ اور فقیر اپنے والد ماجد حضرت علامہ مولانا قاری محمد اشرف چشتی صاحب مدظلہ العالی حافظ آباد کا بھی انتہائی شکرگزار ہے۔ جنہوں نے مجھ جیسے نکمے کو کبھی پیار کے ساتھ اور کبھی سختی کے ساتھ اس راستے پر چلائے رکھا۔ ارحم الرحمین اپنے محبوب ﷺ کے صدقے ان پر اپنی رحمتوں کی برسات فرمائے آمین۔ اور بندہ ناچیز اپنے نہایت ہی مہربان دوست و محسن رانا محمد نعیم اللہ خاں صاحب (کاموں کی) کا بھی بہت مشکور ہے جنہوں نے اس کی طباعت و اشاعت میں مکمل جانی و مالی تعاون فرمایا اور اپنی جامع مسجد نور دھلے گوجرانوالہ کی انتظامیہ کا بھی بہت ممنون ہوں جو ہر وقت میرے ساتھ تعاون فرماتے ہیں اور اس کام میں میرے ساتھ عزیزم فاضل نوجوان علامہ ظہیر احمد نوری، عزیزم علامہ فیاض احمد رضوی اور عزیزم قاری سلامت علی رضوی وغیرہم نے بھی کافی معاونت فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ تمام دوست احباب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس کاوش کو بندہ ناچیز کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آخر میں میں ان تمام قارئین سے بھی التماس کروں گا کہ اس کے مطالعہ کے وقت بندہ ناچیز اور معاونین کو دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ اللہ عزوجل آپ کو بھی اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین!

خادم مناظر اسلام

قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی عفی عنہ گوجرانوالہ

حرفِ آغاز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ۔۱۹۲۱ء) کی پیدائش یوپی (بھارت) کے شہر بریلی شریف میں جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے تقریباً ایک سال پہلے ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی۔ آپ نسباً بڑیچ پٹھان، مسلکاً سنی حنفی اور مشرباً قادری تھے۔ پیدائشی نام محمد اور تاریخی المختار تجویز ہوا تھا۔ (۱) جد امجد آپ کو احمد رضا خاں کہا کرتے تھے۔ اہل سنت و جماعت کے عوام و خواص کی زبانوں پر آپ کے القاب اعلیٰ حضرت اور فاضل بریلوی تو ہر وقت جاری و ساری ہیں۔ یگانہ روزگار ہستیوں نے آپ کو امام زمانہ اور مجدد دین وملت قرار دیا ہے۔ (۲)

حق یہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے پرفتن دور میں جبکہ گمراہی اور بے دینی کا سیلاب خوشنما رنگوں میں امڈ کر آرہا تھا۔ اور اکثر بے خبر مسلمان اپنے گمراہ گر علماء اور لیڈروں کی زبانوں اور دلوں کے تضاد کو سمجھنے سے عاجز رہ گئے تھے۔ کیونکہ وہ ان کا رخ حرم سے لندن کی جانب پھیر رہے تھے۔ اور کچھ ایسے بھی تھے جو بھولے بھالے مسلمانوں کو حبیب پروردگار کے قدموں سے ہٹا کر سومنات کے مندر میں لے جانے اور بت پرست نواز بنانے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ تو اس ستم ظریفی کے دور میں امام احمد رضا خاں کی ذات وقت کا اہم تقاضا تھی۔ اس نازک دور میں جہاں آپ نے سرمایہ ملت اور امانت اسلاف کی حفاظت کا فریضہ ادا کیا اور کمال جوانمردی سے ادا کیا وہاں رہنمائی اور پیشوائی کا دم بھرنے

۱؎ بدرالدین احمد، مولانا: سوانح اعلیٰ حضرت مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۶۳ء، ص ۶۸۔

۲؎ ظفرالدین بہاری، مولانا: چودھویں صدی کے مجدد، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء، ص ۵۶ تا ۷۱

والے تمام گندم نما جو فروش علماء کے چہروں کی نقاب الٹ کر ان کا اصلی رنگ روپ سب کو دکھا دیا۔ گذشتہ امتوں میں یہ کارنامہ انبیائے کرام کے سپرد ہوتا تھا، لیکن اب جو بزرگ یہ فریضہ ادا کرتے ہیں۔ انہیں مجدد کہا جاتا ہے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی سرمایۂ ملت کے ان نگہبانوں کی لڑی میں سے ایک اور چودھویں صدی کے برحق مجدد ہیں[1] فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) بھی ایک متبحر عالم دین، علمبردار مسلک اکابر، سچے عاشق رسول اور صاحب تصانیف کثیرہ نافعہ[2] تھے۔ جد امجد مولانا رضا علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء) بھی جید عالم اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہ کے عقیقہ کے روز انہوں نے خواب دیکھا تھا کہ یہ نومولود آسمان علم و عرفان کا مہر درخشاں ہوگا۔[3]

والد محترم اور جد امجد کی امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ پر ابتدا ہی سے خصوصی نظر کرم تھی۔ ان بزرگوں کے فیضان نظر نے بچپن ہی میں اس امام زمانہ کو کندن سے زر خالص بنا دیا تھا۔ اسی خصوصی نگاہ عنایت کے باعث فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۴، شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء کو علوم عقلیہ و نقلیہ میں دسترس پیدا کر کے سند فراغ حاصل کر لی تھی۔ اور اسی روز سعید سے فتویٰ نویسی کا آغاز بھی ہو گیا تھا۔ جس کا سلسلہ آخری وقت تک متواتر ۵۴ سال جاری رہا۔ سند فراغ حاصل کرنے کے وقت آپ کی عمر صرف تیرا سال دس ماہ اور چار دن تھی۔ اتنی سی عمر میں یہ مقام حاصل کر لینا ایسا شرف ہے۔ جو نہایت ہی قلیل

---

[1] عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری: تجلیات امام ربانی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۳۵ تا ۳۷

[2] ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی ۱۹۳۱ء، ص ۳ تا ۱۱

[3] محمد ایوب قادری، پروفیسر: تذکرہ علماء ہند اردو، مطبوعہ کراچی ۱۹۳۱ء ص ۹۸

حضرات کو حاصل ہوا ہے۔ (۱) ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

۱۲۹۴ھ/۱۸۷۸ء میں اپنے والد کے ہمراہ آپ حضرت شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ (۲) صاحب نظر مرشد برحق نے اس ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات پہلی ہی نظر میں دیکھ لئے تھے۔ چنانچہ اسی موقعہ پر انہوں نے امام احمد رضا خاں کو اجازت وخلافت سے مشرف کر کے خرقہ بھی مرحمت فرما دیا تھا۔ مرشد کامل کو اس گوہر یکتا پر بڑا ناز تھا۔ ایک مرتبہ انہوں نے یہاں تک فرما دیا تھا کہ امام زمانہ کے بیعت ہونے سے پہلے میں بہت متفکر رہتا تھا۔ لیکن ان کے بیعت ہو جانے سے میری وہ پریشانی رفع ہوگئی ہے۔ اب اگر حشر کے روز داور محشر نے پوچھا کہ اے آل رسول! دنیا سے میرے لئے کیا لائے ہو؟ میں عرض کروں گا اے پروردگار! میں دنیا سے تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں۔ (۳)

۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والدین کریمین کے ہمراہ حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مطہرہ کی سعادت پائی۔ اسی موقع پر تیئس سالہ عمر میں آپ نے مکہ معظمہ کی جلیل القدر علمی ہستیوں یعنی مولانا سید احمد دحلان مفتی شافعیہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء) اور مفتی احناف مولانا عبدالرحمٰن سراج رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء) سے حدیث، فقہ، تفسیر اور اصول وغیرہ کی سندیں حاصل کیں۔ (۴)

اسی مبارک موقع پر ایک روز آپ مقام ابراہیم میں مغرب کی نماز ادا کر رہے تھے۔

۱۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: یاد اعلیٰحضرت ۱۳۹۰ھ ص ۳۰

۲۔ ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت جلد اول، ص ۸

۳۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: یاد اعلیٰحضرت ۱۳۹۰ھ ص ۳۰

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

کہ امام شافعیہ مولانا حسین بن صالح جمل اللیل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء) نے بغیر کسی سابقہ تعارف کے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ دیر تک آپ کی مبارک پیشانی کو تھامے رکھا، بوسہ دیا اور فرمایا۔ اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ (یقیناً میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں) اس کے بعد انہوں نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت مرحمت فرمائی اور صحاح ستہ کی سند دیتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے۔ اس سند میں امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵۶ھ/۸۶۸ء) تک گیارہ واسطے ہیں۔ (۱)

مولانا حسین بن صالح جمل اللیل رحمۃ اللہ علیہ نے مناسک حج کے بارے میں شافعی مذہب کے مطابق ''الجوھرۃ المضیۃ'' نامی کتاب لکھی تھی۔ موصوف کی خواہش پر امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو روز کے اندر اس کی شرح عربی میں لکھی، جس کا نام النیرۃ الوضیۃ فی شرح الجوھرۃ المضیۃ'' رکھا۔ آپ نے شرح میں احناف کے مذہب کی وضاحت بھی کردی ہے۔ اور جب آپ نے یہ شرح امام شافعیہ کی خدمت میں پیش کی تو وہ بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔ (۲)

دوسری مرتبہ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو حرمین شریفین کی حاضری کا شرف حاصل ہوا یہ سال اس لحاظ سے بڑا تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ کہ اسی سال حرمین طیبین کی مقدس سرزمین پر علماء حرمین شریفین کے ہاتھوں حق و باطل کا فیصلہ ہوا تھا۔ جبکہ فریقین کے سرگروہ وہاں موجود تھے۔ علمائے حرمین پر جب آپ کی خداداد اور بے مثال صلاحیت کا اظہار ہوا اور انہوں نے آسمان علم و عرفان کے اس نیر تاباں

۱۔ محمد ایوب قادری، پروفیسر: تذکرہ علماء ہند اردو مطبوعہ کراچی ص ۹۹

۲۔ ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۱۲ (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو بیک زبان پکار اٹھے کہ امام احمد رضا تو امام زمانہ، اپنے دور کے یگانہ اور اس صدی کے برحق مجدد ہیں۔ اسی لئے تو مولانا اختر الحامدی الرضوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ (۱)

نہ کیوں ناز اں ہوں اختر اہلسنت اپنی قسمت پر
رضا لوٹے مدینے سے مجدد کی سند لے کر [۲]

اس مبارک موقع پر حسام الحرمین، الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ کی تصنیف عمل میں آئی۔ علمائے حرمین شریفین نے ان پر دھوم دھام سے تقریظیں لکھیں جو ان کے تاثرات کی مکمل آئینہ دار ہیں۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ان تینوں تصانیف میں سے ہر ایک تاریخ اسلام کا ایک تابناک باب ہے۔ دور حاضر کی وہ قابل فخر ہستی صرف مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہ کی ذات گرامی ہے۔ جس نے نوٹ کی شرعی حیثیت کا تعین فرمایا۔ جس پر آج پوری دنیا کے مسلمانوں کا عمل ہے اور اس لحاظ سے دوستوں اور دشمنوں سب پر احسان عظیم ہے[۳]۔ حکیم عبدالحیٔ لکھنوی نے مخالف ہونے کے باوجود آپ کی فقاہت کا یوں اعتراف کیا ہے۔

یندر نظیرہ فی عصرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی وجزئیاتہ یشھد بذالک مجموعہ فتاوہ وکتابہ کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاسا لدراھم الذی	فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر ان (امام احمد رضا خاں بریلوی) کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شائد ہی کہیں ملے اور اس دعوی پر ان کا مجموعہ فتاوی شاہد ہے نیز ان کی تصنیف کفل اللفقیہ الفاہم فی احکام

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی اور ترک موالات طبع دوم ۱۳۹۱ھ ص ۱۵

۲۔ مولانا محمد مرغوب شاہ اختر الحامدی، شاعر اہل سنت، نعت محل ۔ مطبوعہ لاہور ص ۱۹۹

۳۔ عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہاں پوری: اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء ص ۴۳

الفه فی مکة سنة ثلاث وعشرین	قرطاس الدراہم، جوانہوں نے ۱۳۲۳ھ
وثلاث مائة والف [۱]	میں مکہ معظمہ میں لکھی تھی

بہر حال یہ زندہ حقیقت ہے کہ فقہ میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام اتنا بلند ہے کہ سرمایہ روزگار اور خلاصہ لیل ونہار سمجھی جانے والی ہستیاں بھی آپ کی وسیع النظری کو دیکھ کر انگشت بدندان رہ گئیں۔ اور انہوں نے آپ کی فقاہت کو خراج عقیدت[۲] پیش کیا ہے فتاوئ رضویہ شریف کی جہاں بارہ جلدیں اس امر کی واضح شہادت دے رہی ہیں وہاں ردالمحتار کی آپ نے جدالممتاز کے نام سے جو پانچ جلدوں میں شرح لکھی وہ آپکے فقیہ اعظم ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خدا کا شکر واحسان ہے کہ یہ عظیم الشان مجموعہ زیور طبع سے آراستہ ہوکر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونے والا ہے۔ جبکہ مدتوں سے ہم نے اس بے بہا علمی سرمایہ کو زیور طاق نسیان بنایا ہوا تھا۔

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کو تقریباً پچاس علوم وفنون میں مہارت حاصل تھی اور ان میں سے ہر ایک کے اندر آپ کی مستقل تصانیف موجود ہیں۔ بعض علوم تو آپ ہی کی ایجاد تھے۔ اور آپ کے بعد ان کا جاننے والا بھی کوئی نہیں رہا۔ کتنے ہی علوم میں آپکو اس درجہ مہارت حاصل تھی کہ معاصرین میں سے کوئی آپ کا ان علوم میں پاسنگ بھی قرار نہیں دیا جاسکتا تھا۔ بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کہ آپ کی طرح اتنے علوم وفنون کی جامع کسی دوسری ہستی کو دیکھنا مقصود ہو تو بہت پیچھے کی طرف جھانکنا پڑے گا کیونکہ معاصرین میں یہ بات کہاں۔

---

[۱] حکیم عبدالحیٔ لکھنوی، مولوی نزہۃ الخواطر ج ۸ مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۷۰ء ص ۴۱

[۲] بلکہ محافظ کتب حرم، مولانا سید اسماعیل بن سید خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) نے تو آپ کے فتاویٰ کے چند اوراق دیکھ کر ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ کو آپ کے نام جو خط لکھا اس میں یہ تحریر فرمایا۔ واللہ

(باقی ص۲۹)

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات

تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا بریلوی خاں رحمۃ اللہ علیہ چند کثیر التصانیف بزرگوں میں سے ایک ہیں ۔ خاتم الحفاظ، امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ /۱۵۰۵ء) کے علاوہ پوری امت محمدیہ سے اس میدان میں شاید آپ کا مد مقابل کوئی اور نہ ہو۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ آپ کی جملہ تصانیف کا شمار ایک محتاط اندازہ کے مطابق ایک ہزار کے لگ بھگ ہے[1]۔ ۳۵۰ کتابوں کی فہرست مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) نے المجمل المعدد کے نام سے پیش کی ۔ ماہنامہ المیزان بمبئی، امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶ء میں ۵۴۸ کتابوں کے نام شائع کیے گئے[2]۔ شرکت حنفیہ لاہور والوں نے اس مجموعے کو ترمیم و اضافے کے ساتھ انوار رضا کے نام سے شائع کیا تو انہوں نے بھی یہی فہرست مشتہر کی[3]۔ راقم الحروف نے معارف رضا جلد دوم، میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ۶۱۲ تصانیف کی فہرست پیش کی ہے۔ معارف رضا کی چاروں جلدیں جو اعلیٰ حضرت کے احوال و معارف پر مشتمل ہیں ۔ اور آپ کے تجدیدی کارنامے کی وضاحت کرتی ہیں ۔ ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں لکھی گئی تھیں ۔ لیکن معارف رضا جلد اول کے زندہ در گور ہو جانے کے باعث طباعت کی جانب قدم بڑھانے سے محروم

اقول والحق اقول انه لو راها ابو حنیفة النعمان لا قرت عینه ولجعل مؤلفها من جملة الاصحاب یعنی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ اگر اسے امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ دیکھتے تو ان کی آنکھوں کو ضرور ٹھنڈک پہنچتی اور اس کے مولف کو اپنے تلامذہ میں شامل فرما لیتے ۔ سبحان اللہ (الاجازات المتینہ مشمولہ رسائل رضویہ جلد دوم مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء ص ۲۳۹

[1] ڈاکٹر محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی اور ترک موالات ص ۱۹ بار سوم ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۲ء

[2] ماہنامہ المیزان بمبئی، امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶ء ص ۳۰۶ تا ۳۲۳

(باقی صفحہ ۳۰)

ہیں۔بہرحال ہر کام کا قدرت کی جانب سے ایک وقت مقرر ہے، اور وہ اپنے وقت پر ہی انجام پذیر ہوتا ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، اسماء الرجال، کلام، منطق، سیرت، اور تصوف وغیرہ کی تقریباً ڈیڑھ سو مشہور و متداول کتابوں پر حواشی تحریر فرمائے ہیں۔جن میں سے بعض کتابوں کے نام سوانح اعلیٰحضرت میں مولانا بدر الدین احمد مدظلہ شیخ الحدیث دار العلوم فیض الرسول، براؤں شریف (بھارت) تحریر فرما دیئے ہیں[۱]۔اور ایسی پچاسی کتابوں کی فہرست راقم الحروف نے ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء کے اندر اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام[۲] میں پیش کی تھی۔فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف تقریباً پچاس علوم وفنون پر مشتمل ہیں[۳]۔مخدومی پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی نے ۴۵ علوم وفنون کی فہرست پیش کرنے کے بعد یہ وضاحت بھی فرمائی ہے۔

''مندرجہ بالا علوم کے علاوہ علم الفرائض، عروض قوافی، نجوم، اوفاق، فن تاریخ، اعداد، نظم ونثر فارسی، نظم ونثر ہندی اور خط نسخ اور خط نستعلیق وغیرہ میں بھی کمال حاصل کیا۔اس طرح فاضل بریلوی نے جن علوم وفنون پر دسترس حاصل کی ان کی تعداد ۵۴ سے متجاوز ہو جاتی ہے۔ہمارے خیال میں عالم اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالم نظر آئے جو اس قدر علوم وفنون پر دستگاہ رکھتا ہو۔پھر یہی نہیں کہ فاضل بریلوی نے ان علوم کی تحصیل کی بلکہ ہر ایک علم وفن میں اپنی کوئی نہ کوئی یادگار چھوڑی ہے۔''

---

[۳] انوار رضا، مطبوعہ معارف پرنٹنگ پریس لاہور ۱۳۹۷ھ ص ۳۲۶ تا ۳۲۸

[۱] بدر الدین احمد، مولانا سوانح اعلیٰ حضرت مطبوعہ لکھنؤ بار اول ص ۲۹۵ تا ۳۰۰

[۲] عبد الحکیم اختر شاہ جہان پوری: اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء مطبوعہ لاہور ص ۲۰ تا ۲۴

[۳] (۱) محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، بار اول ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء ص ۶۹ تا ۷۰

(باقی حاشیہ صلا پر)

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی جامعیت واقعی بڑی تعجب خیز اور نرالی بات ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کو اکثر علوم عقلیہ ونقلیہ میں اس درجہ مہارت حاصل تھی کہ ان میں منصب امامت پر فائز تھے۔ اور پوری دنیا کے اندر ان علوم میں آپ کا کوئی مدمقابل نہیں تھا۔ اس مقام رفیع پر متمکن ہونے کے ساتھ آپ شمع رسالت کے ایسے عدیم النظیر پروانے تھے کہ گویا زبان حال سے ہر وقت یہی کہتے رہتے تھے۔

تیرے سوا خیال نبی میں تیرے نثار
سمجھا نہ کوئی دیدہ گریاں کی گفتگو

ہمارے خیال میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی جامعیت، وسیع النظری اور جملہ علمی وعملی کمالات کا سر چشمہ یہی عشق رسول تھا۔ جو آپ کی چھوٹی بڑی ہر تصنیف کے اندر روح رواں کی طرح کارفرما نظر آتا ہے۔ لفظوں اور عبارتوں میں خیالات ونظریات میں، تائید وتردید میں، تحریر وتقریر میں، یہی وہ مبارک جذبہ ہے جو آپ کی زبان وقلم کو روح بن کر متحرک رکھتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بلبل باغ مدینہ بن کر بارگاہ رسالت میں اپنی عقیدت ومحبت کے نغمے بھی پیش کیے ہیں۔ لیکن شاعر کہلانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے قلب مضطر کو تسکین دینے کی خاطر اپنے جذبات واحساسات کو شرعی حدود کے اندر الفاظ کے سانچے

(۲) شجاعت علی قادری، مفتی: مجدد الامۃ (عربی) مطبوعہ کراچی ص ۱۱

۱ محمد صابر نسیم بستوی، مولانا: مجدد اسلام مطبوعہ بھارت ص ۷۹۔ ۱۳۷۹ھ ۱۹۶۰ء

۲ انوار رضا مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء ص ۳۶۸

۳ محمد مسعود احمد، پروفیسر: اعلیٰ حضرت علماء حجاز کی نظر میں ص ۷۰

۴ محمد مرغوب شاہ اختر الحامدی۔ مولانا نعت محل مطبوعہ لاہور ص ۷۵

میں ڈھالا ہے نہ اس فن میں کسی کے شاگرد تھے، نہ کسی کو شاگرد بنایا، کیونکہ مقصد تو محبوب کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرنا تھا۔ لہذا زبان کھولنے اور قلم کو جنبش دینے کا شعور بھی اسی بارگاہ عالی سے پایا اور پایا بھی ایسا شعور جس کی نظیر نظر نہیں آتی یہی وجہ ہے محبوب کی اس نوازش کو دیکھ کر تحدیث نعمت کے طور پر بے اختیار آپ کے قلم سے یہ شعر ٹپک پڑا۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں

نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ، مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

مخدومی ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت گوئی کا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے۔

"نعت گوئی میں حضرت رضا بریلوی (۱۸۵۶ء/۱۹۲۱ء) کا بڑا پایہ ہے۔ عقیدت مندوں میں آپ کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اردو ادب کے تذکرہ نگاروں اور تاریخ نویسوں نے بڑی تنگ دلی سے کام لیا ہے۔ بعض نے سرسری ذکر کیا ہے اور بعض نے تو نظر انداز ہی کر دیا ہے۔ شاید اس لئے کہ وہ کسی کے شاگرد نہیں تھے۔ وہ تلمیذ رحمٰن تھے۔ مگر نعت گو شعراء میں ان کے مقابلے کا کوئی نہیں۔ اس صنعت شاعری میں وہ سرتاج شعراء ہیں۔ نعت گوئی میں اپنے مقام و مرتبہ کا خود ان کو بھی احساس تھا"۔ [۳]

عشق رسول ﷺ کی دولت کے باعث امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کو قدرت نے اس صدی میں سرمایہ ملت کی نگہبانی اور حفاظت کا فریضہ سونپا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ فاضل بریلوی کے جملہ کارہائے نمایاں میں تجدید دین وملت کا کارنامہ سرفہرست ہے۔ بلکہ یوں کہیے کہ آپ کے باقی سارے کام اسی مقدس درخت کی مبارک شاخیں ہیں۔ آپ نے سرمایہ ملت کو پر اسرار نصوص دین کی دست درازی سے جس طرح بچایا اس کو تفصیل کے ساتھ ہم

۳؎ محمد مسعود احمد، پروفیسر: مواعظ مظہری مطبوعہ کراچی ص ۳۳۶ ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

نے معارف رضا کی چار جلدوں میں بیان کرنے کی بساط بھر کوشش کردی ہے۔ اس کتاب کی ہر جلد تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سابقہ مجددین حضرات کے قدم بقدم اسی سرمایہ ملت کے نگہبان اسی مبارک سلسلے کی ایک کڑی اور چودھویں صدی کے مجدد برحق تھے یہ بات کسی خوش فہمی پر مبنی نہیں بلکہ حقیقت نفس الامری ہے۔ دنیائے اسلام کی یگانہ روزگار اور صاحب نظر ہستیوں کی یہی رائے تھی۔ جس طرح شاگرد اپنے استاد کے متعلق اور مرید اپنے پیرومرشد کے بارے میں حسن عقیدت کے تحت مبالغہ کر جاتے ہیں۔ یہ معاملہ قطعاً ایسا نہیں ہے۔ یہ آپ کے متعلقین و متوسلین کا پروپیگنڈہ نہیں۔ بلکہ عالم اسلام کے جید اساطین علم کی رائے ہے اور یہ رائے آپ کے علمی و عملی کارناموں کی روشنی میں حقیقت پر مبنی نظر آتی ہے۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و عملی کارناموں سے قطع نظر آپ کے برحق مجدد ہونے کا آج بھی یہ زندہ ثبوت ہر صاحب نظر کے سامنے موجود ہے۔ کہ اس چودھویں صدی میں جو فرد، افراد، گھرانے اور ادارے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے علمی، اعتقادی یا روحانی رشتہ رکھتے ہیں۔ وہ بفضلہ تعالیٰ گمراہ گروں کے شر سے محفوظ و ماموں اور صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہیں، لیکن جن سنی افراد، گھرانوں یا اداروں کا مجدد مائۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ سے علمی، اعتقادی یا روحانی رشتہ نہیں یا کم از کم وہ آپ سے متفق نہیں، تو اگرچہ وہ بدمذہبوں کی کسی جماعت میں شامل ہونے سے محفوظ بھی رہے ہوں لیکن صحیح العقیدہ سنی مسلمان بھی نہیں رہ سکے ہیں۔ دیدہ باید۔

چونکہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا تجدیدی کام تیرھویں صدی کے آخر میں شروع

ہو چکا تھا۔ دیکھنے والے دیکھ رہے تھے۔ کہ سرمایہ ملت کی نگہبانی میں کلک رضا کی رفتار کا جواب نہیں ہے۔ اس لئے ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء) کے نامور خلیفہ اور دہلی جیسے عروس البلاد شہر کی مایہ ناز معمر علمی شخصیت مولانا کرامت اللہ خاں رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اکتالیس سالہ مجدد کی خدمت میں ایک استفتاء بھیجا۔ اور تفصیلی جواب کے طلب گار ہوئے۔ اس استفتاء سے محسوس ہوتا ہے کہ اس زمانے میں اہلسنت وجماعت کے جید علمائے کرام کی نگاہیں بھی مجدد مائۃ حاضرہ کی جانب اٹھنے لگی تھیں۔ اور انہیں احساس ہو گیا تھا کہ سرمایہ ملت کی نگہبانی اور بدمذہبوں کی سرکوبی میں احمد رضا کے رہوار قلم کی رفتار اور کلک رضا کی نگارشات وتحقیقات کا معیار اتنا بلند ہے۔ جس کی نظیر نظر نہیں آتی۔

ہاں تو سوال یہ تھا کہ بعض لوگ درود تاج کا پڑھنا بایں وجہ کفر وشرک بتاتے ہیں کہ اس میں نبی کریم ﷺ کو دافع البلاء وغیرہ کہا گیا ہے۔ بھلا جو سرمایہ ملت کا نگہبان ہو جو شمع رسالت پر پروانہ وار نثار ہو، جو حبیب پروردگار کا عاشق زار ہو اور جو اپنا نام عبدالمصطفٰے احمد رضا خاں لکھنے کا التزام کرتا اور بارگاہ رسالت کے ہر گستاخ سے برملا یوں کہتا ہو۔

ع .... ہم ہیں عبدالمصطفٰے پھر تجھ کو کیا

وہ بھلا مرکز دائرہ اسلام کی تنقیص پر کس طرح خاموش رہتا؟ ایسا پروانہ بھلا کیوں شمع رسالت کی اس توہین پر رہوار قلم کو اذن خرام نہ دیتا؟ شان رسالت کے منکروں کے فرار کی ہر گلی کیوں نہ بند کرتا؟ آخر یہ معاملہ اس محبوب کا تھا جس کی رضا خود خالق ومالک بھی چاہتا ہے۔.... تمام بلاؤں میں سب سے بڑی قیامت کی بلا ہے جبکہ اس روز انبیاء کرام جیسے مقربین بارگاہ الٰہیہ بھی نفسی نفسی پکاریں گے، مخلوق کے عرض گزار ہونے پر بھی بارگاہ

خداوندی میں سفارش وشفاعت نہیں کریں گے۔ بلکہ "اذھبوا الی غیری" سنائیں گے اس وقت جو خدا کا حبیب انا لھا فرمائے گا، شفاعت کبریٰ کا علم لہرائے گا۔ سجدہ میں گر کر گرتوں کو اٹھائے گا، جملہ بنی آدم کی بگڑی بنائے گا سارے انسانوں سے بلا دفع فرمائے گا، کیا اس کے ذریعے بلا دفع نہیں ہوگی؟ اگر خدائے ذوالمنن نے اس محبوب کو دافع البلاء نہیں بنایا تو اور بنایا کیا ہے؟ اگر اس کے ذریعے کفر وشرک کی بلا دفع نہیں کی تو کس کے ذریعے دفع فرمائی ہے؟۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اور ساری کائنات کے آقا ومولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے اختیارات کو بیان کرنے کی غرض سے اپنے قلم حق رقم کو جنبش دی ہیں۔ کلک رضا نے میدان تحقیق میں جولانی دکھائی اور رہوار قلم ایسا سرپٹ دوڑا کہ بے دینی اور گمراہ گری اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔ پچاس آیات کریمہ اور تین سو احادیث مطہرہ سے فخر دو عالم ﷺ کے اختیارات کو ایسا مبرہن کیا ہے کہ اہل ایمان کی آنکھوں کو نور اور دلوں کو سرور کی دولت میسر آگئی۔ اس کے باعث گلشن ایمان بہار در کنار ہو گیا۔ کشت محبت وعقیدت لہلہانے اور دل لبھانے لگی، مرغان حرم چہچہانے اور خوشیوں کے شادیانے بجانے لگے غلامان مصطفےٰ ہر محفل اور ہر مقام پر حبیب پروردگار ﷺ کے خدا داد اختیارات سننے سنانے لگے اور شمع رسالت کی ضیاء باریوں نائب دست قدرت کی معجزہ کاریوں سے چڑنے والے سارے گستاخان رسول اپنے منہ اہل ایمان سے چھپانے اور پیچ وتاب کھانے لگے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ایمان افروز رسالہ ہدایت قبالہ میں صراحت فرمائی کہ فاعل حقیقی اور قادر مطلق صرف اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ اس کے بغیر حکم کوئی ایک تنکے کو بھی حرکت نہیں دے سکتا۔ ایسی قدرت کا غیر کے لئے اثبات یقیناً

کفر وشرک ہے۔لیکن کوئی مسلمان کسی نبی یا ولی کے لئے یہ قدرت ہرگز ثابت نہیں کرتا جو ان پر ایسا عقیدہ رکھنے کا ڈھول بجاتا ہے۔وہ یا تو مسلمانوں کو کافرو مشرک ٹھہرانے کے شوق میں خواہ مخواہ الزام تراشی کرتا تہمت دھرتا ہے یا اس کے دل میں حبیب پروردگار کی جانب سے خلش وخار ہے کہ منصب رسالت کا جس کی زبان سے اقرار اسی سے خصائص مصطفٰی کا انکار ہے حالانکہ اصطلاح شرع میں یہ تو نفاق کا آزار ہے۔

اسطرح مقدس اسلام کے ٹھنڈے میٹھے شربت میں تنقیص شان رسالت کا زہر ملانا خصائص مصطفٰی ﷺ کا انکار کر کے بھولے بھالے مسلمانوں کو بھی مسلم نما کافر بنانا۔ جنت کا راستہ دیکھ بھال کر جہنم کی طرف قدم بڑھانا، مسلمانوں مین شامل ہو کر غلامان مصطفٰی کو محبوب کردگار کی توہین وتنقیص کے سبق پڑھانا ایسی ستم ظریفی اور دورنگی چال ہے جس کو منافقت کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے؟

ظاہر ہے کہ نفاق کی مضرت کھلے کفر سے بدرجہا زیادہ ہے۔ منافق مسلمانوں میں گھل مل کر ان کے دین وایمان کے خلاف ڈائنامیٹ بچھاتا ہے جبکہ غیر مسلم کافر کے پھندے میں کوئی کم ہی آتا ہے۔لیکن جن راہزنوں نے رہنماؤں کا لباس پہنا ہوا ہو جو مسلمانوں کے علمی وروحانی پیشوا بن کر ان کے ایمان کی دولت کو لوٹنے لگیں تو خوشنمائی میں چار چاند لگاتے اور پھر گندم نمائی وجو فروشی کا کاروبار چلاتے ہیں ۔ یہ محمد عربی ﷺ کی بھولی بھالی بھیڑوں میں شامل ہوتے ہیں تو بھیڑوں کی شکل دکھا کر اپنے بھیڑ ہونے کا یقین دلاتے اور تاڑنے والے نگران کے خلاف دل کھول کر شور مچاتے اور آسمان سر پر اٹھاتے ہیں۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ مبارکہ میں وضاحت فرمائی کہ مقربین بارگاہ الٰہیہ کو جو علیٰ قدر مراتب اختیار حاصل ہوتا ہے وہ قادر مطلق جل جلالہ کے مرحمت فرمانے

سے ہے۔ نبی کریم ﷺ کے بعطائے الٰہی دافع البلاء ہونے کی بھی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ کہ آپ دفع بلا کا سبب ہیں اور دوسری صورت میں اس لفظ کا آپ پر اور دیگر مقربین بارگاہ الٰہیہ پر مجازی لحاظ سے اطلاق ہوتا ہے۔ پہلی صورت کے اثبات میں آپ نے چھ آیتیں اور ساٹھ حدیثیں پیش کی ہیں جبکہ دوسری صورت کو چوالیس آیات میں اور دو سو چالیس احادیث سے مدلل و مبرہن کیا ہے۔ آیات و احادیث کے تحت آپ نے مفسرین وشارحین کی تصریحات کو جابجا پیش کر کے حقیقت کو آفتاب نیمروز کی طرح واضح کر دکھایا ہے۔ جیسے ہی یہ رسالہ، حبیب پروردگار کی خداداد طاقت بتانے والا مرتبہ ۱۳۱۱ھ ر ۱۸۹۳ء میں منظر عام پر آیا تو اس کی تحقیقات جلیلہ باہرہ اور ابحاث جمیلہ قاہرہ کے سامنے آتے ہی بوالہبی اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔ گستاخان رسول کی سالہا سال کی تگ و دو پر بریلی کے اس مرد حق آگاہ نے پانی پھیر دیا تھا، سارے حیلے حوالے مٹا کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھایا تھا۔ اس دینی و ایمانی عقیدے کی حفاظت کا پورا پورا سامان فراہم کر دیا گیا تھا۔

خدا کے فضل سے رسالہ مبارکہ "الامن والعلیٰ" پورے نواسی سال سے لاجواب ہے۔ اور ہمیشہ لاجوب ہی رہے گا۔ کلک رضا کی عظمت وصداقت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ مخالفین اس کے دلائل میں کسی ایک دلیل کو دعویٰ سے لاتعلق ثابت نہیں کر سکے۔ اور نہ "الامن والعلیٰ" میں پیش کردہ کسی ثبوت کا آج تک کمزور ہونا ثابت کیا جا سکا ہے۔

احقر نے یہ چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ اپنی علمی بے مائیگی کے باوجود مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہ سے تعلق خاطر کے باعث "الامن والعلیٰ" کی تازہ اشاعت کے لئے حرف آغاز کے عنوان سے سپرد قلم کئے ہیں۔ رحمت دو عالم ﷺ کے صدقے میں خدائے ذوالمنن

اپنے حقیر بندے کی اس کاوش کو قبولیت سے نوازے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمِ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

گدائے در اولیاء

عبدالحکیم خاں اختر

مجددی مظہری شاہ جہاں پوری دار المصنفین لاہور

۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

۸۔ فروری ۱۹۸۰ء ...... جمعۃ المبارک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

محقق العصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری صاحب مدظلہ العالی
بانی جامعہ اسلامیہ لاہور

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنا نائب اور خلیفۂ اعظم بنایا ہے۔ آپ ﷺ اس کے خازن اور اس کے خزانوں کے تقسیم کنندہ ہیں۔ متعدد احادیث صحیحہ میں اس پر تصریح موجود ہے۔ ان میں سے چند کا ذکر کیے دیتے ہیں۔

(۱) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

انما انا قاسم و اللّٰہ یعطی
(البخاری ۱/۱۶، المسلم ۱/۳۲)

میں تو فقط تقسیم کرنے والا ہوں، عطا کرنے والا اللہ ہے۔

(۲) انہی سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

واللّٰہ المعطی و انا القاسم
(البخاری ۱/۴۳۹)

اللہ عطا کرنے والا ہے میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

(۳) تیسری روایت کے الفاظ ہیں۔

انما قاسم و خازن واللہ یعطی (البخاری ۱/۴۳۹)	میں قاسم اور خازن ہوں اور عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

(۴) مسلم کے الفاظ ہیں۔

انما انا خازن انما .... انا قاسم ویعطی اللہ (المسلم ۱/۳۳۳)	میں خازن و قاسم ہوں اور اللہ ہی عطا کرنے والا ہے۔

(۵)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

انما انا قاسم اضع حیث امرت (البخاری ۱/۴۳۹)	میں تقسیم کنندہ ہوں اور وہاں ہی خرچ کرتا ہوں جہاں کا حکم ہوتا ہے۔

(۶) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

بعثت قاسما اقسم بینکم	مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے تاکہ میں تم میں (اللہ کے خزانے) تقسیم کروں۔

ان تمام روایات کو پڑھیے کسی جگہ آپ ﷺ کی تقسیم کو محدود نہیں کیا گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا خازن قرار دے دیا تو اب اس کے بعد یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ آپ ﷺ کو صرف علم کا خزانہ دیا گیا ہے۔ دیگر خزائن نہیں دیئے گئے۔ اگر ایسی قید لگانا ہوتی تو حضور ﷺ خود لگا دیتے، محض ضد و ہٹ دھرمی کی بنیاد پر آپ ﷺ کی تقسیم کو محدود کرنا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا، پھر یہاں اللہ تعالیٰ کی عطا کا بھی ذکر ہے۔ کیا وہ بھی علم تک ہی محدود ہو گی؟ جیسے اللہ تعالیٰ کی عطا متعین نہیں اسی طرح اس کے حبیب ﷺ کی تقسیم بھی متعین نہیں۔

ان روایات کے بعد دیگر کسی حوالہ کی ضرورت نہیں۔ مگر پھر بھی ہم آئمہ امت کے الفاظ

نقل کئے دیتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ انہوں نے ان احادیث سے کیا سمجھا ہے۔

(۱) حضرت ملا علی قاری ''انما جعلت قاسما لا قسم بینکم '' کی شرح میں لکھتے ہیں

ای العلم والغنیمة ونحوهما وقیل البشارة للصالح والانذار للطالع ویمکن ان تکون قسمة الدرجات والدرکات مفوضة له صلی الله علیه وآله وسلم .

اس سے علم غنیمت اوران کی مثل دیگر اشیاء مراد ہیں ، بعض نے صالح کے لئے بشارت اور بد کے لئے ڈرانے والا مراد لیا ہے۔ ممکن ہے اس سے مراد درجات ہوں جو آپ ﷺ کے سپرد کر دیئے گئے۔

آگے فرماتے ہیں۔

ولا منع من الجمع کما یدل علیه حذف المفعول لتذهب انفسم کل مذهب ویشرب کل واحد من ذلک المشرب

ان تمام کو جمع کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں جیسا کہ اس پر مفعول کا حذف دال ہے تا کہ اس سے جو بھی مراد لیا جائے درست ہو۔

(المرقاۃ المفاتیح، باب الاسامی)

(۲) شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

قسمت مے کنم میان شما از جانب حق وآں چه وحی کرده شده است بسوئے من وفرستاده شده بر من از علم وعمل ومے رسانم یکے را آں چه نصیب اوست ومستحق ست بر آنرا ومے کنم

میں تم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقسیم کرنے والا ہوں جو اس نے میری طرف وحی کی ہے۔ اور جو مجھے علم وعمل عطا فرمایا میں ہر ایک کو حصہ دیتا ہوں جس کا وہ مستحق ہے اور میں ہر شخص کو اس کے مرتبہ وفضل کے مطابق مقام دیتا ہوں۔

ہر کس داد وجائے کہ در مرتبہ اوست
از فضل و شرف (اشعۃ اللمعات ۲۴۲/۴)

(۳) امام محمد مہدی فاسی ان مبارک الفاظ کا مفہوم ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

وهو خليفة الله فى العالم وواسطة حضرته و المتولى لقسمة مواهبه واعطيته فكل من حصلت له رحمةفى الوجود اوخرج له قسم من رزق الدنيا والاخرة والظاهر والباطن والعلوم والمعارف والطاعات فانماخرج له ذلك على يديه وبواسطته صلى الله عليه وآله وسلم (مطالع المسرات، ۲۳۶)	جہاں میں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اور بارگاہ الوہیت میں واسطہ ہیں اور اس کی بخششوں اور عطاؤں کی تقسیم کے امین ہیں تو جس کسی کو اس کائنات میں کوئی رحمت ملی یا جس کسی کو دنیا و آخرت، ظاہر و باطن، علوم و معارف اور طاعات سے جو حصہ ملا ہے وہ خود آپ ﷺ کے ہاتھوں اور واسطے سے ملا ہے۔

باقی کسی کا یہ کہنا کہ یہ حدیث فلاں باب میں ہے۔ اسلئے اس کا معنی صرف علم اور غنیمت تک محدود ہے۔ اس پر سوائے افسوس کہ کیا کہا جا سکتا ہے۔ سوچئے یہ احادیث اس وقت بھی تھیں جب کتب احادیث اور ان کے عنوانات معرض وجود میں نہ آئے تھے۔ بلکہ اگر محدث حدیث کو کسی عنوان کے تحت ذکر کرتا ہے تو اس کا مفہوم ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ اس سے صرف مذکورہ مسئلہ ہی اخذ کیا جا سکتا ہے اور کسی دوسرے مسئلہ پر اس کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

حذف مفعول کی بجہ سے عموم

حضرت ملا علی قاری وغیرہ نے عموم پر جو دلیل قائم کی ہے وہ اس جاہل کے سامنے ہی نہیں۔

انہوں نے فرمایا کہ یہاں مفعول کو حذف کر دیا گیا یعنی نہ تو تخصیص کی گئی کہ اللہ تعالیٰ فلاں عطا فرماتا ہے اور نہ آپ ﷺ کی تقسیم کو کسی چیز تک محدود رکھا گیا۔ تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ حضور ﷺ اس کے تقسیم کنندہ ہیں۔

محدث مغرب شیخ عبداللہ صدیق غماری مذکورہ احادیث لانے کے بعد لکھتے ہیں۔

هذه الروايات الصحيحه تبين انه صلى الله عليه وآله وسلم يقسم بين امته ما يرزقهم الله من معارف وعلوم واموال وغيرها وليس قسمه عليه الصلوة والسلام خاصاً بمال الفئ والمغانم بل هذا عام كما ذكرنا

صحیح روایات بتا رہی ہیں کہ آپ ﷺ اپنی امت کے درمیان اللہ کا عطا فرمودہ رزق تقسیم کرتے ہیں مثلاً علوم، معارف اموال وغیرہ اور آپ ﷺ کی تقسیم صرف مال فئی اور غنیمت تک ہی محدود نہیں بلکہ عام ہے جیسا کہ ذکر ہوا۔

(الاحادیث المنتقاہ فی فضائل رسول اللہ ۷۲)

کچھ لوگوں نے کہا یہ تقسیم مال غنیمت تک ہی محدود ہے ان کا رد اور عموم پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

يوئد هذا العموم ويوكده امر ان الاولى قوله انما بعث قاسما وهوا انما بعث لقسم ما اوتى من الهدى والنور والعلم والعرفان فاما قسم الفئ والمغانم فهو امر ثانوى انما حصل بعد فرض الجهاد و الامر

تقسیم کے عموم کی تائید و تاکید ان دو امور سے ہو رہی ہے۔ اول یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے اور بلاشبہ آپ ﷺ جن چیزوں کی تقسیم کیلئے مبعوث کئے گئے ہیں وہ ہدایت، نور، علم اور عرفان ہے رہا مال غنیمت کا تقسیم کرنا تو

يقتال المشركين بعد الهجرة الثانی انه علیه الصلوٰة والسلام نهی غیره ان یکتنی بابی القاسم وعلل النهی بانه یقسم ولو کان المراد قسم الفئی والمغانم لم یکن لهذاالنهی والتعلیل معنی لان کل امام وخلیفة یقسم المغانم بین المجاهدین کماکان یفعل عمر وغیره من الخلفاء وذلک هو االمقرر فی الشرع فلوله انه علیه الصلوٰة والسلام اختص فی القسم بشئی لم یشرکه فیه غیره لم یکن للنهی متی کما ذکرنا ـ (ایضاً ۷۴،۷۵)	وہ ثانوی امر ہے۔اور یہ عمل تو آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد اجازت جہاد کے بعد فرمایا دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دوسروں کو ابوالقاسم کنیت رکھنے سے منع فرمایا اور اس پر دلیل یہ دی کہ میں تقسیم کنندہ ہوں تمہارا یہ مقام نہیں اگر مراد مال فئی اور غنیمت کی تقسیم ہی ہوتی تو اس سے منع کرتے پر مذکورہ دلیل کا ہر امام وخلیفہ مجاہدین کے درمیان مال غنیمت تقسیم کرتا ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء کیا کرتے بلکہ شریعت میں یہی اصول ہے، اگر آپ ﷺ کی تقسیم ایسی نہیں جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو تو پھر کنیت سے منع کرنے کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا جیسا کہ ذکر ہوا۔

ملکیت اور تصرفات نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے بارے میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔

وملک وملکوت جن وانس وتمامه عوالم بتقدیر و تصرف	ملک، ملکوت، جن وانس اور تمام جہان اللہ تعالیٰ کی تقدیر واذن سے حضور ﷺ

الھی عزوعلا در حیطہ قدرت کے تصرف اور قدرت میں ہیں۔
وتصرف ولے بود صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم۔ (اشعۃ اللمعات ۱/۳۲۷)

جنہیں کتاب وسنت کی سمجھ آئی انہوں نے سچ کہا۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق ان کا کھلاتے یہ ہیں

امام اہل محبت نے اس موضوع پر نہایت ہی قیمتی مواد جمع فرما کرامت پر احسان کیا۔ ضرورت تھی کہ کوئی صاحب علم ان کے حوالہ جات کی تخریج کر دے۔ اللہ تعالیٰ قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی کو جزائے خیر عطا فرمائے، جنہوں نے بڑی جانفشانی سے اس کام کو سرانجام دیا ہے۔ یقیناً اہل علم کی طرف سے ان کے کام کو نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین

دعا گو

محمد خان قادری

بروز پیر ۱۲، رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ

مسمّٰی بنام تاریخی

الامن والعلیٰ، لناعتی المصطفٰے، بدافع البلاء

۱۳۱۱ھ

کلمۂ دافع البلاء کے ساتھ مصطفٰے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نعت بیان کرنے والوں کے لئے (بلاؤں سے) امن اور (ان کے مرتبے کی) سربلندی ہے۔

ملقب بہ لقب تاریخی

اکمال الطامة، علی شرک سوی بالامور العامه

۱۳۱۱ھ

پوری قیامت ڈھانا (وہابیوں کے اس) شرک پر جو امور عامہ کی طرح (موجود کی ہر قسم پر صادق) ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِستفتاء

از دہلی باڑہ ہندرائے مرسلہ مولوی محمد کرامت اللہ خاں صاحب[1] ۲۱ جمادی الآخریٰ ۱۳۱۱ھ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں .... زید کہتا ہے کہ پڑھنا درود تاج اور دلائل الخیرات کا شرک محض اور بدعت سیئہ ہے۔ اور تعلیم اس کی سم قاتل شرک اس لئے کہ درود تاج میں ...... دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ رسول اکرم ﷺ کی شان میں مذکور ہے اور بدعت سیئہ اس لئے کہ یہ درود بعد صدہا سال کے تصنیف ہوئے ہیں۔ عمرو جواب میں کہتا ہے کہ ورد اس درود مقبول کا موجب خیر و برکت اور باعث ازدیاد محبت ہے۔

زید عربیت سے جاہل ہے وہ نہیں سمجھتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبب ہیں دفع بلا کے۔ اگرچہ دافع البلاء حقیقتاً خدائے تعالیٰ ہے۔ مختصر المعانی میں اَنبَتَ الرَّبِیعُ البَقلَ کو بقول مومن مجازاً اور بقول کافر حقیقت فرمایا ہے علاوہ ازیں

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ (پ ۹ انفال: آیت ۳۳)

اور اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ انہیں عذاب دے اس حال میں کہ آپ ان میں رونق افروز ہیں[2]

---

[1] مولانا کرامت اللہ خاں صاحب خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہما۔

[2] اس اشاعت میں آیات واحادیث وغیرہ کے بالمقابل جو ترجمہ لکھا گیا ہے وہ مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمۃ نے کیا ہے۔

اور وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے

(پارہ:۱۷ سورۃ الانبیاء: آیت ۱۰۷)

ہمارے دعوے پر دو بزرگ گواہ ہیں۔ اور کیا سال ولادت حضرت رحمت عالم ﷺ میں قحط عام کی وبا دفع نہیں ہوئی؟ اس کے سوا جبریل جلیل کا مقولہ قرآن کریم میں اس طرح درج ہے۔

لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا تاکہ میں تجھے ستھرا بیٹا دوں

(پ ۱۶، مریم ۱۹)

یہاں بقول زید حضرت جبریل بھی معاذ اللہ مشرک ہو گئے کیونکہ وہ اپنے کو وہاب فرمارہے ہیں۔ پس جو جواب زید کی جانب سے ہو گا وہی ہماری طرف سے پھر چونکہ یہ درود معمول بہ اکثر علماء ومشائخ عظام ہے۔ پس وہ سب بھی زید کے نزدیک مشرک ہوئے۔ اور طرہ یہ کہ خود زید اس خواہ مخواہ کے شرک سے بچ نہیں سکتا کیونکہ وہ بھی سم کو قاتل اور ادویہ کو دافع درد رافع غشیان کہتا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ''قصیدہ اطیب النعم'' میں آنحضرت ﷺ کو دافع فرمارہے ہیں۔ سندیں تو اور بھی بہت ہیں مگر اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ رہا صدہا سال کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت سیئہ ہونا یہ بھی زید کی حماقت پر دال ہے۔ خود زید جو مولوی اسمٰعیل صاحب کے خطبے جمعہ میں بر سر منبر پڑھتا ہے۔ اس کے لئے اس کے پاس کوئی حدیث ہے یا وہ زمانہ رسول اللہ ﷺ کی تصنیف ہیں۔ (سُبْحَانَ اللّٰہ)

ان خطبوں کا پڑھنا (جو صدہا سال بعد کی تصنیف ہیں) تو زید کے لئے سنت ہو اور خاصان حق کی تصنیف درود کا پڑھنا بدعت سیئہ ٹھہرے ہاں جو صیغے درود کے حضور سرور

عالم ﷺ سے منقول ہیں ان کا پڑھنا ہمارے نزدیک بھی افضل وبہتر ہے۔ مگر علمائے راسخین وفقرائے کاملین نے حالت ذوق وشوق میں جو درود شریف بالفاظ بدیعہ تصنیف فرمائے ہیں۔ جن میں جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی بھی شامل ہیں اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں درج فرمائے ہیں۔ اور خود حضرت شیخ نے ایک مستقل رسالہ اس بارے میں تالیف فرمایا ہے۔ اور جتنے درود مشائخ عظام نے تصنیف فرمائے ہیں۔ سب اس میں درج ہیں اور شرح سفر السعادۃ میں ۳۶ صیغے رسول خدا ﷺ سے منقول ہیں۔ باقی صحابہ کرام وتابعین سے زیادہ کئے ہیں۔ زید جاہل نے ان سب حضرات کو (معاذ اللہ) مشرک بنایا ہے اب علمائے اعلام سے استفسار ہے کہ قول زید کا صحیح اور موافق عقائد سلف صالح کے ہے یا عمرو کا، بہ تشریح وتفصیل ارشاد ہو اللہ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب

خُطبہ

الحمد لله علی ما علم وھدٰنا للدین اقوم وسلک بنا السبیل الاسلم وصلی ربنا وبارک وسلم علی دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم سیدنا ومولانا ومالکنا ومأونا محمد مالک الارض ورقاب الامم وعلی آلہ وصحبہ اولی الفضل والفیض والعطاء والجود والکرم آمین قال الفقیر المستدفع البلاء من فضل نبیہ العلی الاعلٰی صلی علیہ اللہ تعالٰی عبدالمصطفٰی احمد رضا المحمدی السنّی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی دفع نبیہ عنہ البلاء ومنح قلبہ النور والجلاء۔

یہ مختصر جواب موضعِ صواب متضمن مقدمہ و دو باب و خاتمہ۔

مقدمہ

اتمام الزام وتمہید مرام میں عائدہ قاہرہ وفائدہ زاہرہ پر مشتمل۔

عائدہ قاہرہ

اَیُّھَا الْمُسْلِمُوْنَ دَفَعَ نَبِیُّکُمْ عَنْکُمْ بَلَاءَ الْمَجْنُوْنِ وَفِتْنَۃَ الْمَفْتُوْنِ ہ	اے مسلمانوں! تمہارے نبی ﷺ نے تم سے مجنوں کی بلاء اور فتنہ انگیز کا فتنہ دفع فرمایا۔

زید بے قید کے ایسے کلمات کچھ محل تعجب نہیں کہ مذہب وہابیہ کی بنا ہی حتی الامکان حضور سید الانس والجان علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے ذکر شریف مٹانے اور محبوبان خدا جل وعلا وعلیہم الصلوٰۃ والثناء کی تعظیم قلوب مسلمین سے گھٹانے پر ہے۔

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْآ اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ (پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء : ۲۲۷)

(اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے)

مگر تعجب ان مسلمانان اہل سنت سے کہ ایسے ناپاک اقوال پر کان دھریں بہت کان کھانے والے دنیا میں ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ مسلمان صحیح العقیدہ ان کی طرف التفات ہی کیوں کریں ایسوں کا علاج حضور میں خاموشی اور غیبت میں فراموشی اور اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر حال اپنے محبوب بے مثال ﷺ کے ذکر پاک کی زیادہ گرمجوشی کہ مخالف خود ہی اپنی آگ میں جل بجھیں گے۔

قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ اے محبوب فرماؤ کہ تم اپنے غیظ میں مرجاؤ اللہ دلوں کی باتیں جانتا ہے۔

(پارہ ۴ سورۃ آل عمران ۱۱۹)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں علماء وائمہ دین کا عقیدہ

اس طائفہ کے رد میں اقوال ائمہ وعلماء پیش کرنے کا تو کوئی محل ہی نہیں کہ یہ تم اپنے اعتقاد سے ائمہ وعلماء کہتے ہو ان کے نزدیک وہ بھی تمہاری طرح معاذ اللہ مشرک وبدعتی تھے درود محمود میں کتب وصیغ کثیرہ کی تصنیف واشاعت انہی نے کی۔ تمہارے پیارے نبی محمد مصطفےٰ دافع البلاء ﷺ کو اللہ عزوجل کا خلیفہ اکبر ومدد بخش ہر خشک وتر وواسطہ ایصال ہر خیر وبرکت ووسیلہ فیضان ہر جود ورحمت وشافی وکافی وقاسم نعمت وکاشف کرب ودافع زحمت وہی لکھ گئے جس کی تصریحات قاہرہ سے ان کی تصنیفات باہرہ کے آسمان گونج رہے ہیں۔ فقیر غفر اللہ لہٗ نے کتاب مستطاب....

"سلطنة المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ.. ۱۲۹۷ھ"

میں بکثرت ارشادات جلیلہ ونصوص جزیلہ جمع کیے جن کے دیکھنے سے بحمد اللہ ایمان تازہ ہو اور روئے ایقان پر احسان کا غازہ۔

وہابیوں کا پیشوا چھ سو برس سے سب عالموں کو کافر کہتا تھا

تو ان کے نزدیک حقیقۃً یہ شرک وبدعت تمہیں وہی سکھا گئے۔ آخر ان کا بانی مذہب شیخ[1] نجدی علیہ ما علیہ ڈنکے کی چوٹ پر کہتا تھا کہ ۶۰۰ سو برس سے جتنے علماء گزرے سب کافر

[1] عبدالوہاب نجدی .... (ارشد غفرلہ)

تھے۔

کما ذکرہ المحدث العلامۃ الفقیہ الفھامہ شیخ الاسلام زینت المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان المکی قدس سرہ المکی فی الدرالسنیہ۔ (صفحہ ۴۷: مترجم)

احادیث! دکھانے کا کیا موقع کہ آخر سب کتب حدیث صحاح وسنن ومسانید ومعاجم وغیرہا حضور والاصلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کے بعد تصنیف ہوئیں۔ تو ان کے طور پر معاذ اللہ سب بدعت اور مصنف بدعتی۔ رہی

آیت۔ کہ رب العزت جل وعلا نے تخصیص لفظ وصیغہ ووقت وعدد مطلقاً اپنے حبیب ﷺ پر درود وسلام کی طرف بلاتا ہے۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پارہ ۲۲: سورۃ احزاب ۵۶)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ كُلَّمَا وَلَعَ بِذِكْرِهٖ الْفَائِزُوْنَ وَمَنَعَ مِنْ اَكْثَارِهٖ الْهَالِكُوْنَ۔

تو دلائل الخیرات ودرود تاج وغیرہما سب اس حکم جانفزا کے دائرہ میں داخل یہ بھی انہیں مقبول ہوتی نظر نہیں آتی کہ ان کتب وصیغ میں حضور والا دافع البلاء ﷺ کے اوصاف عظیمہ جلیلہ ونعوت کثیرہ جزیلہ ہیں۔ اور

وہابیہ کے نزدیک حضور کی تعریف میں کمی چاہیے

ان کے امام الطائفہ[۳] کا حکم ہے کہ جو بشر کی سی تعریف ہو اس میں بھی اختصار کرو۔ علاوہ ازیں وظیفہ درود میں صدہا بار نام اقدس لینا ہوگا۔ اور ان کا امام لکھ چکا ہے کہ نام جپنا شرک

[۳] اسماعیل دہلوی۔ مصنف تقویۃ الایمان

ہے۔اب وہ اپنے امام کی تصریح مانیں یا تمہارے خدا کا اطلاق (حکم) ہاں اگر انہیں کے امام الطائفہ اور اس کے آباؤ اجداد و اکابر کی تصانیف دکھاؤ تو شاید کچھ کام چلے کہ امام الطائفہ کو کچھ تو کہیں ایمان کی گت بری بنے۔اور اس کے اکابر سے مکابر رہیں تو اس سے کیونکر گاڑھی چھنے ایسی ہی جگہ پر بدلگامی کا قافیہ تنگ ہوتا ہے۔کہ

ع ..... نہ رائے یافتن نہ روے ماندن

وہابیہ کے نزدیک شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ ولی اللہ صاحب بدعتی تھے

مثلاً اولاً یوں پوچھیے کہ حیادار و صرف اس جرم پر کہ حضرات علمائے دین مصنفین کتب رحمہم اللہ تعالیٰ زمانہ اقدس حضور دافع البلاء ﷺ میں نہ تھے انہیں کی کتابیں بدعت اور وہ معاذ اللہ اہل بدعت قرار پائیں گے یا یہ حکم امام الطائفہ اور اس کے عم نسب و پدر شریعت وجد طریقت جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور اس کے جد نسب وجد شریعت و فرجد طریقت شاہ ولی اللہ صاحب اور فرجد نسب و تلمذ وجد الجد بیعت شاہ عبدالرحیم صاحب وغیرہم اکابر عمائد خاندان دہلی کو بھی شامل ہوگا۔

کیا یہ حضرات زمانہ اقدس میں تھے۔کیا ان کی کتابیں جبھی تصنیف ہوئیں تھیں۔کیا انہوں نے اپنی تصانیف کے خطبوں میں بیسیوں مختلف صیغوں سے درود لکھے ہیں سب بعینہا حضور دافع البلاء ﷺ سے ثابت ہیں۔اگر ہیں تو پتا دو۔اور نہیں تو کیا ہٹ دھرمی سینہ زوری ہے کہ ان کی تصانیف بدعت اور یہ بدعتی نہ ٹھہریں؟

کیا وحی باطنی اسمٰعیلی میں یہ حکم تشریعی بھی آچکا ہے کہ

يَجُوْزُ لِاٰبَائِكَ مَا لَا يَجُوْزُ لِغَيْرِهِمْ ۔ تیرے آباؤ اجداد کیلئے جائز ہے اور دوسروں کیلئے جائز نہیں۔

ان کا امام[۵] صاف لکھ چکا کہ بعض غیر انبیاء پر بھی (جن میں اس نے اپنے پیر اور پردادا کو بھی داخل کیا ہے) بے وساطت انبیاء وحی باطنی آتی ہے جس میں احکام تشریعی اتر تے ہیں۔ وہ ایک جہت سے انبیاء کے پیرو اور ایک جہت سے خود محقق ہوتے ہیں۔ وہ شاگرد انبیاء بھی ہیں اور ہم استاذ انبیاء بھی وہ مثل انبیاء معصوم ہیں۔

(دیکھو صراط مستقیم مطبع ضیائی میرٹھ ص ۳۸ دو سطر اخیر تا ص ۳۹ سطر ۱۰، ۱۱ دو سطر اخیر ص ۴۱ سطر ۵، ۶ تا صفحہ ۴۲ سطر ۲، ۳، ۶)

گمراہی و بددینی کا منہ کالا پھر نبوت کیا کسی پیڑ کا نام ہے اللہ کی شان یہ کھلم کھلا اپنے استادوں، پیروں کو نبی بنانے والے تو امام اور ائمہ شریعت ....

اور علمائے اہلسنت اس جرم پر کہ صیغہائے درود مصطفےٰ ﷺ کی کیوں کثرت کی معاذ اللہ بدعتی بدنام

ثانیاً ۔ یہ قہرمانی حکم صرف حضور دافع البلاء ﷺ پر درود میں ہے یا خاندان امام الطائفہ کے ایجادات میں بھی کہ شاہ صاحب کے قول الجمیل جن کیلئے ضامن و کفیل۔[۶] اسی قول الجمیل میں اپنے پیران و مشائخ کے آداب طریقت و اشغال ریاضت کی نسبت صاف لکھا کہ ہماری صحبت و سلوک آمیزی تو نبی ﷺ تک متصل ہے۔

وَاِنْ لَمْ يَثْبُتْ تَعَيُّنُ الْاٰدَابِ وَلَا تِلْكَ الْاَشْغَالِ ۔ (صفحہ ۲۱۱) اگرچہ ان آداب و اشغال کا تعین ثابت نہیں۔

---

[۵] ۔ ملاحظہ ہو امام الطائفہ کا اپنے بڑوں کو صاف صاف نبی و صاحب شریعت و وحی و معصوم ماننا۔

[۶] ۔ خاص دینی کاموں میں خاندان امام الطائفہ کا نئی باتیں نکال کر دیا بیہ کے طور پر بدعتی ہو جانا۔

یعنی نہ ان خاص آداب کا نبی ﷺ سے ثبوت ہے نہ ان اشغال کا شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات وہیات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کیے۔'' مولوی خرم علی مصنف نصیحۃ المسلمین نے اس کے ترجمہ شفاء العلیل میں شاہ صاحب کا یہ قول نقل کر کے لکھا ہے۔ ''یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں''۔

ذرا تصور شیخ کا حکم ملاحظہ ہو! اور سنیے اسی قول الجمیل میں اشغال مشائخ نقشبندیہ قدست اسرارہم میں تصور شیخ کی ترکیب لکھی کہ

اِذَاغَابَ الشَّیْخُ عَنْہُ یَخَیَّلُ صُوْرَتَہٗ بَیْنَ عَیْنَیْہِ بِوَصْفِ الْمَحَبَّۃِ وَالتَّعْظِیْمِ فَتُفِیْدُ صُوْرَتُہٗ مَاتُفِیْدُ صُحْبَتُہٗ (ص ۹۶/۹۷)

جب شیخ غائب ہو تو اس کی صورت اپنے پیش نظر محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کرے جو فائدے اس کی محبت دیتی تھی اب یہ صورت دے گی۔

❖ شفاء العلیل میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیا۔ '' حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ تر قریب ہے۔''

وظائف کے التزام کا حکم

مکتوبات مرزا مظہر صاحب جانجاناں میں ہے (جنہیں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ قیم طریقہ احمدیہ داعی سنت نبویہ لکھتے ہیں)۔

دعائے حزب البحر وظیفہ صبح وشام وختم حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم ہر

دعائے حزب البحر صبح وشام کا وظیفہ اور حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا

روز بجہت حل مشکلات باید خوا

ختم شریف مشکلات کے حل کے لئے ہر روز پڑھنا چاہئے

ذرا اس صبح وشام و ہر روز کے الفاظ پر بھی نظر رہے کہ وہی التزام ومداومت ہے جسے ارباب طائفہ وجہ ممانعت قرار دیتے ہیں یہ ان داعی سنت نے بدعت اور بدعت کا حکم دیا بلکہ اس ختم مجددی کی نسبت انہیں مکتوبات میں ہے۔

بعد حلقہ صبح لازم گیرد (کذا الدعاوالدواء ص ۸۹ بھوپالوی)

اس کے بعد صبح کے حلقے کو لازم قرار دے لیں۔

اسی میں ہے۔

بعد از حلقہ صبح براں مواظبت نمایند۔

اس کے بعد صبح کے حلقے کی پابندی کرنی چاہئے

امام الطائفہ کا خود بدعتی بننا

سب جانے دو خود امام الطائفہ صراط المستقیم میں لکھتا ہے۔

اشغال مناسب ہر وقت در یاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا میباشند ولہذا محققان ہر وقت از اکابر ہر طرق در تجدید اشغال کوششہا کردہ اند بناء علیہ مصلحت دید وقت چنا اقتضا کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت ست تعیین کردہ شود۔ الخ

ہر وقت کے مناسب اعمال اور ہر زمانے کے مطابق ریاضتیں مختلف ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر میں سے ہر طریقے کے محققین نے اشغال واعمال میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی بایں وجہ جو مصلحت دیکھی یا حالات کا تقاضا ہوا اسی لئے اس کتاب کا ایک باب ایسے جدید اشغال کے لئے جو

اپنے اپنے وقت کی مناسبت سے شروع

کئے گئے متعین کیا گیا ہے۔

للہ انصاف یہ لوگ کیوں نہ بدعتی ہوئے اور ذرا تصور شیخ کی تو خبریں کہیے جسے جناب شاہ صاحب مرحوم سب راہوں سے قریب تر راہ بتا رہے ہیں۔ یہ ایمان تقویۃ الایمان پر ٹھیٹ بت پرستی تو نہیں یا حضرات شریعت باطنہ اسماعیلی سے مستثنیٰ ہیں۔

ثالثاً:۔ بھلا حضور اقدس دافع البلاء مانح العطاء علیہ السلام کو دافع البلاء کہنا تو معاذ اللہ شرک ہوا۔

وہابیہ کے طور پر سارا خاندان دہلی مشرک تھا

اب جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی خبر لیجئے۔ وہ اپنے قصیدہ نعتیہ اطیب النغم اور اس کے ترجمہ میں کیا بول بول رہے ہیں۔

بنظرنمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جائے دست زدن اندوہگین است در ہر شدتے (صفحہ ۳۲ مترجم)

ہمیں نظر نہیں آتا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مصیبت کے وقت غم خواری فرماتے ہیں۔

پھر کہا۔

جائے پناہ گرفتن بندگان وگریزگاہ ایشاں در وقت خوف ایشاں روز قیامت (صفحہ ۳۳)

حضور قیامت کے دن خوف زدوں اور خوف سے بھاگنے والوں کی جائے پناہ ہیں۔

پھر کہا۔

نافع ترین ایشاں است مرداں را

زمانہ کے حوادث کے ہجوم کے

نزدیک ہجوم حوادث زماں (صفحہ ۵۳)

وقت لوگوں کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہیں۔

پھر کہا۔

اے بہترین خلق خدا وے بہترین عطا کنندہ وا ے کسیکہ امید وداشتہ شود برائے ازالہ مصیبت (صفحہ ۱۵۶/۱۵۷)

اے خلق خدا میں بہترین عطا کرنے والے اور مصیبت کے وقت امیدوار کے مصیبت ٹالنے والے۔

پھر کہا۔

تو پناہ دہندۂ از ہجوم کردن مصیبتے۔ (صفحہ ۱۶۲)

آپ مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں۔

عاجزی وتذلل کے ساتھ حضور کو ندا کرے

اپنے دوسرے قصیدہ نعتیہ ہمزیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

حضور ہی ہر بلا سے پناہ ہیں

آخر حالت مادح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راوقتیکہ احساس کند نارسائی خودرا از حقیقت ثنا آنست کہ ندا کند خوار وزار شدہ باخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق ای رسول خدا عطائے ترامیخواہم روز حشر (الی قولہ) توئی پناہ از ہر

حضور کی تعریف کرنے والا جب اپنی نارسائی کا احساس کرے تو حضور کو نہایت عاجزی اور اخلاص سے پکارے اور فریاد کرے اور حضور کی پناہ اس طرح چاہے کہ اے خدا کے رسول قیامت کے دن تیری عطا چاہتا ہوں تو ہی میری ہر بلا کی پناہ ہے

بلا بسوئے تست رو آوردن من و بہ تست پناہ گرفتن من و در تست امید داشتن من آہ ۔ ملخصاً

جب ہی تو میں تری طرف رجوع کرتا ہوں اور تجھ سے پناہ کا طلب گار ہوں اور میری امیدیں تجھ سے ہی وابستہ ہیں۔

اولیاء کا مشکل کشا ہونا

یہی شاہ صاحب ہمعات میں زیر بیان نسبت اویسیہ لکھتے ہیں۔

از ثمرات ایں نسبت رویت آں جماعت ست در منام و فوائد ہا از ایشاں یافتن و در مہالک و مضائق صورت آں جماعت پدید آمدن و حل مشکلات دے باں صورت منسوب شدن۔ (صفحہ ۵۹)

اس نسبت کا ثمرہ یہ ہے کہ ان کی زیارت خواب میں ہو جاتی ہے اور ہلاکت و تنگی کے اوقات میں وہ جماعت ظاہر ہو کر مشکلیں حل فرماتی ہے۔

اولیاء کی روحیں جہاں چاہتی جاتی ہیں

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ان کے شاگرد رشید اور مرزا صاحب موصوف کے مرید تذکرۃ الموتی میں ارواح اولیائے کرام قدس اسرارہم کی نسبت لکھتے ہیں۔

ارواح ایشاں در زمین و آسماں و بہشت ہر جا کہ خواہند میروند و دوستاں و معتقداں را در دنیا[1] و آخرت مددگاری میفرمایند و دشمناں را ہلاک می سازند۔"

(صفحہ ۴۱ مطبع مجتبائی دہلی)

ان کی ارواح زمین و آسماں اور بہشت سے ہر جگہ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اپنے دوستوں اور معتقدوں کی دنیا اور آخرت میں مدد فرماتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں۔

[1] صفحہ ۶۱ پر

اور دافع البلاء کس چیز کا نام ہے۔ مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے۔

نسبت ما بجناب امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ میرسد و فقیر را نیاز[1] خاص بانجناب ثابت ست در وقت عروض عارضہ جسمانی توجہ بآنحضرت واقع میشود و سبب حصول شفا میگردد	میری حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نسبت خاص وجہ سے ہے کہ فقیر کو آنجناب سے خاص نیاز حاصل ہے اور جس وقت کوئی عارضہ بیماری جسمانی پیش ہوتی ہے میں آنجناب کی طرف توجہ دیتا ہوں جو باعث شفاء ہو جاتی ہے۔

ذرا اس نیاز خاص پر نظر رہے۔ یہی داعی سنت نبویہ فرماتے ہیں۔

التفات غوث[2] الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم شد بانچکس اہل ایں طریقہ ملاقات نشدہ کہ توجہ مبارک آنحضرت بحالش مبذول نیست۔	حضور غوث الثقلین اپنے تمام متوسلین کے حالات کی طرف توجہ رکھتے ہیں کوئی ان کا مرید ایسا نہیں کہ اس کی طرف آنجناب کی توجہ نہ ہو۔

ذرا اس عبارت کے تیور دیکھئے اور لفظ غوث الثقلین بھی ملحوظ خاطر رہے، اس کے یہی معنی ہیں ناں کہ انس و جن سب کی فریاد کو پہنچنے والے اور سنئے یہی نفس زکیہ فرماتے ہیں

ہمچنیں عنایت حضرت خواجہ نقشبند[3] بحال معتقدان خود مصروف است مغلاں[4] در صحرا یا وقت خواب اسباب و اسپان خود بحمایت حضرت خواجہ می	ایسا ہی حضرت خواجہ نقشبند اپنے، معتقدین کے حالات میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں چرواہے اور مسافر جنگل یا نیند کے وقت اپنے اسباب اور چوپائے

---

[1] حاجت روائی ارواح اولیاء کا مدد کرنا اور دشمنوں کو ہلاک کرنا۔ [2] بیماری میں مولی علی کی طرف توجہ۔

[3] غوث پاک کی توجہ و عنایت۔ (باقی حاشیہ ص۶)

سپارند و تائیدات از غیب ہمراہ ایشاں میشود۔	گھوڑے وغیرہ حضور خواجہ نقشبند کے سپرد کر دیتے ہیں غیبی تائید ان کے ساتھ ہوتی ہے

اب تو شرک کا پانی سر سے تیر ہو گیا ایمان سے کہیو تمہارے ایمان پر کتنا بڑا بھاری شرک ہے، جس پر مدد غیبی نازل ہوتی اور یہ بات حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز کے مدائح میں گنی جاتی ہے۔ خدا کرے اس وقت کہیں تمہیں

حدیث "اَعُوْذُ بِعَظِیْمِ ھٰذَا الْوَادِیْ" یا آیت کریمہ..........

"کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ" (پ۲۹ سورۃ جن:۶)

یاد آ جائے پھر جناب مرزا صاحب اور ان کے مداح جناب شاہ صاحب کا مزہ دیکھئے۔ آخر تمہارا امام (اسمٰعیل) بھوت پریت جن پری اور اولیاء شہداء سب کو ایک ہی درجہ میں مان رہا ہے۔

اولیاء بعد انتقال بھی دنیا میں تصرف فرماتے اور مشکلیں حل کرتے ہیں

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں اکابر اولیاء کا حال بعد انتقال لکھتے ہیں۔

دریں حالت تصرف در دنیا دادہ واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد واویسیاں تحصیل مطلب کمالات باطن	اولیاء اللہ بعد انتقال دنیا میں تصرف فرماتے ہیں اور ان کے استغراق کا کمال اور مدارج کے رفعت ان کو اس سمت توجہ دینے کی مانع نہیں ہے اویسیاں اپنے کمالات باطنی کا

۱؎ خواجہ نقشبندی کی عنایت۔

۲؎ ان کی حمایت میں اہل و اسباب کا سونپنا۔ (باقی حاشیہ صفحہ ۶۳)

ازاں ہا ہی نمایند وارباب حاجات و مطالب[۳] حل مشکلات خود از آنہامی طلبند ومی یابند	اظہار فرماتے ہیں اور حاجت مند لوگ اپنی مشکلات کا حل اور حاجت روائی انہیں سے طلب کرتے ہیں اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔

(تفسیر سورۃ انشقت پ ۳۰)

﴿❖﴾ ذرا یہ دنیا میں اولیاء کا تصرف بعد انتقال ملحوظ رہے اور حل مشکل و دفع بلا میں کتنا فرق ہے۔ (یا علی مشکلکشا مشکلکشا)

کاروبار عالم مولیٰ علی کے دامن سے وابستہ ہے اور مولیٰ علی کے نام کی منت

﴿❖﴾ اور تحفہ اثنا عشریہ میں تو اس سے بھی بڑھ کر جان نجدیت پر قیامت توڑ گئے، فرماتے ہیں۔

حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ او در تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پر ستند و امور تکوینیہ را با یشاں وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ چنانچہ جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔	حضرت امیر یعنی حضرت مولیٰ علی مشکلکشا اور انکی اولاد کو تمام امت اپنے مرشد جیسے سمجھتی ہے اور فاتحہ درود و صدقات اور ان کے ناموں نذر وغیرہ دینا رائج و معمول ہے۔

---

[۱] : کمال وسیع علم رکھتے ہیں۔ [۲] : اس عالم کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔

[۳] : فیض پہنچاتے ہیں۔

(تحفہ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۴۳ھ آخر ص ۳۹۶ و اول ۳۹۷)

کیوں صاحبو یہ کتنے بڑے شرکہائے اکبر و اعظم ہیں کہ شاہ صاحب جن پر اجماع امت بتا رہے ہیں اب تو عجب نہیں کہ روافض کی طرح امت مرحومہ کو معاذ اللہ امت ملعونہ لقب دیجئے بھلا دفع بلا بھی ''امور تکوینیہ'' میں ہے یا نہیں جو دامن پاک حضرت مولیٰ علی واہلبیت کرام سے وابستہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم ومولاہم وعلیہم وبارک وسلم طرفہ تر سنئے

شاہ ولی اللہ صاحب کا پھر بدعتی بننا

شاہ ولی اللہ صاحب کے ''انتباہ فی سلاسل اولیاء'' سے روشن کہ شاہ صاحب والا مناقب اوران کے بارہ اساتذۂ علم حدیث ومشائخ طریقت جن میں مولانا ابوطاہر مدنی اوران کے والد واستاذ وپیر مولانا ابراہیم کردی اوران کے استاذ مولانا احمد قشاشی اوران کے استاذ مولانا احمد شناوی اورشاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولانا احمد نخلی وغیرہم اکابر داخل ہیں کہ شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث انہیں علماء سے ہیں جواہر خمسہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہ الرحمۃ الباری وخاص دعائے سیفی کی اجازتیں لیتے اوراپنے مریدین ومعتقدین کو اجازت دیتے اعمال جواہر خمسہ ودعا سیفی کا زمانہ اقدس حضور دافع البلاء علیہ التحیۃ والثناء کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت اوراس وجہ سے ان صاحبوں کا بدعتی ومروج بدعت قرار پانا۔

شاہ صاحب کا بڑا بھاری شرک نادعلی

درکنار اسی جواہر خمسہ کی سیفی میں وہ جواہر دار سیف خونخوار جسے دیکھ کر وہابیت بیچاری اپنا جوہر کرنے کو تیار وہ کیا یعنی کہ نادعلی کہ ایمان طائفہ پر شرک جلی جواہر خمسہ میں ترکیب

دعائے سیفی میں فرمایا۔

نادعلی ہفت بار یاسہ بار یا یک بار بخواندو آں ایں است نَادِ عَلِیًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَّكَ فِي النَّوَائِبِ كُلُّ هَمٍّ وَّغَمٍّ سَيَنْجَلِي بِوَلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ	نادعلی سات بار یا تین بار یا ایک بار پڑھنا چاہئے اور وہ یہ ہے علی رضی اللہ عنہ کو پکار کہ وہ عجائبات کے مظہر ہیں تو انہیں مصیبتوں میں اپنا مددگار پائے گا ہر پریشانی اور غم آپ کی ولایت کے صدقے فوراً دور ہو جاتا ہے۔ یا علی یا علی یا علی۔

یعنی پکار علی مرتضیٰ کو کہ مظہر عجائب ہیں تو انہیں اپنا مددگار پائے گا مصیبتوں میں سب پریشانی وغم اب دور ہو جاتے ہیں حضور کی ولایت سے یا علی یا علی یا علی ذرا اب شرک طائفہ کا مول تول کیجیے اس نفیس سند کی قدرے تفصیل درکار ہو تو فقیر کے رسائل (انہار الأنوار من یم صلاۃ الاسرار، حیاۃ الموات بیان سماع الاموات، وانوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللّٰہ) ملاحظہ ہوں۔

رہے یہ کہ ان خاندانی اماموں نے طائفہ کی مٹی اور بھی خراب کی ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْد

❖ کیوں صاحبو یہ سب حضرات بھی ایمان طائفہ پر مشرک بے ایمان واجب العذاب مستحیل الغفران تھے یا تقویۃ الایمان کی آیتیں حدیثیں امام الطائفہ کا کنبہ چھوڑ کر باقی علمائے اہلسنت ہی کو مشرک بدعتی بنانے کے لئے اترے ہیں۔ اللہ ایمان وحیاء بخشے۔ آمین۔

غرض ان حضرات کے مقابل شاید ایسے ہی گرم دودھوں سے کام چلے جنہیں نہ نگلتے

بے نہ لگتے۔ وللہ الحجۃ الساطعہ۔

فائدہ زاہرہ خیریہ ۔ تو اجمالاً ان حضرات کی خدمت گزاری تھی اور بدعت کی بحث تو علمائے سنت بہت کتب میں غایت قصوی تک پہنچا چکے۔

وَمَنْ اَحْسَنَ مَنْ فَصَّلَهٗ وَحَقَّقَهٗ خَاتِمُ الْمُحَقِّقِیْنَ سَیِّدُنَا الْوَالِدُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ الْمَوْلٰی الْمَاجِدُ فِیْ کِتَابِهِ الْجَلِیْلِ الْمَفَادِ اُصُوْلِ الرَّشَادِ لِقَمْعِ مَبَانِی الْفَسَادِ۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے رسالہ

"اِقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامہ" وغیرہا

رسائل میں بقدر کافی نکات چیدہ گزارش کیے اور اپنے رسالہ

"منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" وغیرہا

میں خاندان مذکور کے بکثرت ایجاد و احداث لکھے کہ اس تو تصنیفی کی صفرا شکنی کو بس ہیں اور حضور دافع البلاء علیہ السلام کے وبا و بلا و قحط و مرض و الم کو دفع فرمانے کے جزئیات و وقائع جو احادیث میں مروی ان کے جمع کرنے کی ضرورت نہ حصر کی قدرت ان میں سے بہت بحمد اللہ تعالیٰ کتب و خطب علماء میں مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ چکے اور جو چاہے کتب سیر و خصائص و معجزات مطالعہ کرے۔

نکتہ جلیلہ کہ وہابیہ کا مذہب انبیا و ملائکہ یہاں تک کہ خود اللہ جل جلالہ کو معاذ اللہ مشرک کہتا ہے

مگر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ ایک نکتہ جلیلہ کلیہ بغایت مفید القا کرے کہ ان شاء اللہ تمام

شرکیات وہابیہ کی بیخ کنی میں کافی وافی کام دے۔ مسلمانو! کچھ خبر بھی ہے ان حضرات کا لفظ دافع البلاء اور اس کے مثال کو شرک بتانے بلکہ یہ بات بات پر شرک پھیلانے سے اصل مدعا کیا ہے وہ ایک دائے باطنی و مرض خفی ہے کہ اکثر عوام بیچاروں کی نگاہ سے مخفی ہے ان نئے فلسفیوں پرانے فیلسوفوں کے نزدیک شرک امورعامہ سے ہے کہ عالم میں کوئی موجود اس سے خالی نہیں یہاں تک معاذ اللہ حضرات انبیاء کرام وملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام تا آنکہ عیاذاً باللہ خود حضرت رب العزت وحضور پرنور سلطان رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ ولہذا امام الطائفہ نے جابجا وہ بیجا مسائل جی سے گڑھے کہ یہ ناپاک چھینٹا وہاں تک بڑھے جس کی بعض مثالیں مجموعہ فتاوائے فقیر

....

''العطایا النبویہ فی فتاوی الرضویہ'' کی مجلد ششم ''البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ'' میں ملیں گی۔ ان کی تفصیل طویل کی حاجت نہیں۔ یہ حضرات کہ اس امام کے مقلد ہیں اِنَّا عَلٰی اٰثَارِھِمْ مُّقْتَدُوْنَ پڑھتے ہوئے اسی ڈگر ہولئے یہ حکم شرک بھی اسی دبی آگ کا دھواں دے رہا ہے اجمال سے نہ سمجھو تو مجھ سے مفصل سنو۔

اقول: وباللہ التوفیق۔ نسبت واسناد دو قسم ہے۔ حقیقی کہ مسند الیہ حقیقت میں متصف ہو اور مجازی کہ کسی علاقہ سے غیر متصف کی طرف نسبت کردیں جیسے نہر کو جاری یا حابس سفینہ کو متحرک کہتے ہیں۔ حالانکہ حقیقۃً آب وکشتی جاری ومتحرک ہیں۔ پھر حقیقی بھی دو قسم ہے ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو اور عطائی کہ دوسرے نے اسے حقیقۃً متصف کردیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس وصف سے متصف ہو جیسے واسطہ فی الثبوت میں یا نہیں جیسے واسطہ فی الاثبات میں ان سب صورتوں کی اسنادیں تمام محاورات عقلائے جہان واہل ہر مذہب وملت وخود قرآن وحدیث میں شائع وذائع مثلاً انسان عالم کو عالم کہتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ۶۸)

فرق ذاتی وعطائی

قرآن عظیم میں جابجا

اُولُو الْعِلْمِ وَعُلِّمُوْٓا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْل اورانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لفظ علیم وارد یہ حقیقت عطائیہ ہے۔ یعنی بعطائے الٰہی وہ حقیقۃً متصف بعلم ہیں اور مولیٰ عزوجل نے اپنے نفس کریم کو علیم فرمایا یہ حقیقت ذاتیہ ہے کہ وہ بے کسی کی عطاء کے اپنی ذات سے عالم ہے سخت احمق وہ کہ ان اطلاقات میں فرق نہ کرے وہابیہ کے مسائل شرکیہ استعانت و امداد وعلم غیب وتصرفات ونداوسماع فریادوغیرہا۔ اسی فرق نہ کرنے پر مبنی ہیں۔

فقیر غفراللہ تعالیٰ لہٗ نے اس بحث شریف میں ایک نفیس رسالہ کی طرح ڈالی ہے اس میں متعلق نزاعیات وہابیہ صدہا اطلاقات کو آیات واحادیث سے ثابت اور احکام اسنادات کو مفصل بیان کرنے کا قصد ہے۔ انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ حضور پرنور معطی النعماء والسرور دافع البلاء والشرور شافع یوم النشور ﷺ کو دافع البلاء کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے۔ مخالف متعسف کو یوں توفیق تصدیق نصیب نہ ہوتو فقیر کا رسالہ "سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" مطالعہ کرے کہ بعونہ تعالیٰ تحقیق وتوثیق کے باغ لہکتے نظر آئیں اور ایمان وایقان کے پھول مہکتے خیر یہاں اس بحث کی تکمیل کا وقت نہیں[1]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[1] حاشیہ صفحہ ۱ ہم ان کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہیں۔ (ص۲) اسناد ونسبت کی تحقیق نفیس۔ (باقی حاشیہ ص۶۹)

جو معنی شرک ہیں کسی مسلمان کی خواب میں بھی ان کا خیال نہیں گزرتا

تنزلاً یہی سہی کہ احد الامرین سے خالی نہیں نسبت حقیقی عطائی ہے یا از انجا کہ حضور سبب ووسیلہ وواسطۂ دافع بلا ہیں۔ لہٰذا نسبت مجازی رہی حقیقی ذاتی حاشا کہ کسی مسلمان کے قلب میں کسی غیر خدا کی نسبت اس کا خطرہ گزرے۔

﴿۳﴾ امام علامہ سید تقی الملۃ والدین علی بن عبد الکافی سبکی قدس سرہ المالکی جن کی امامت وجلالت محل خلاف وشبہت نہیں۔

یہاں تک کہ میاں نذیر حسین دہلوی اپنے ایک مہری مصدق فتوے میں انہیں بالاتفاق امام مجتہد مانتے ہیں، کتاب مستطاب شفاء السقام شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

لیس المراد نسبت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال هذا لایقصدہ مسلم فصرف الکلام الیہ ومنعہ من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام المؤحدین

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق وفاعل مستقل ہیں۔ یہ تو کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

صَدَقْتَ یَا سَیِّدِی جَزَاکَ اللّٰہُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا آمین۔

(ف۳) وہابیہ اصل تحقیق سے جاہل ہو کر مسائل شرکیہ میں پڑ گئے۔

وہابیہ کا ظلم جو محاورے خود بولتے ہیں مسلمانوں کے مشرک بنانے کو ان سے آنکھ بند کر لیتے ہیں

فقیر کہتا ہے ایک دافع بلا وامداد وعطا پر ہی کیا موقوف مخلوق کی طرف اصل وجود ہی کی اسناد بمعنی حقیقی ذاتی نہیں پھر عالم کو موجود کہنے میں وہابیہ بھی ہمارے شریک ہیں، کیا ان کے نزدیک عالم بذاتہ موجود ہے یا سوفسطائیہ کی طرح عقیدہ حقائق الاشیاء ثابتة[1] سے منکر ہیں۔ اور جب کچھ نہیں تو کیا ظلم کہ جو محاورے صبح وشام خود بولتے رہیں۔ مسلمانوں کے مشرک بنانے کو ان کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں کیا مسلمانوں پر بدگمانی حرام قطعی نہیں کیا اس کی مذمت پر آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ ناطق نہیں بلکہ انصاف کی آنکھ کھلی ہو تو اس ادعائے خبیث کا درجہ تو بدگمانی سے بھی گزرا ہوا ہے۔ سوئے ظن کے لئے اس گمان کی گنجائش تو چاہئے مسلمان کے بارہ میں ایسے خیال کا احتمال ہی کیا ہے۔ اس کا موحد ہونا ہی اس کی مراد پر گواہ کافی ہے۔ کَمَا لَا یَخْفٰی عِنْدَ کُلِّ مَنْ لَهٗ عَقْلٌ وَّدِیْنٌ[2] فتاویٰ خیریہ کتاب الایمان میں ہے۔

"سُئِلَ فِیْ رَجُلٍ حَلَفَ اَنَّهٗ لَا یَدْخُلُ هٰذِهِ الدَّارَ اِلَّا اَنْ یَّحْکُمَ عَلَیْهِ الدَّهْرُ فَدَخَلَ هَلْ یَحْنَثُ اَجَابَ لَا وَهٰذَا مَجَازٌ بِصُدُوْرِهٖ مِنَ الْمُوَحِّدِ وَاِذَا دَخَلَ فَقَدْ حَکَمَ اَیْ قَضٰی عَلَیْهِ رَبُّ الدَّهْرِ بِدُخُوْلِهَا وَهُوَ مُسْتَثْنٰی فَلَا حِنْثَ اه بِتَلْخِیْصٍ"۔

ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس نے قسم کھائی ہے کہ جب تک مجھے دھر حکم نہیں دے گا میں اس گھر میں داخل نہیں ہوں گا اور وہ داخل ہو گیا کیا وہ قسم توڑنے والا ہے یا نہیں اس کا جواب یہ تحریر ہے کہ حانث نہیں ہوا یہ کلمہ مجازی ہے موحد جو خدا کو ایک مانتا ہے اس سے شرک کا صدور ناممکن ہے جب داخل ہوا تو رب الدھر یعنی خدا کے حکم سے داخل ہوا اس لئے وہ حانث نہیں ہوا

[1] اشیاء کی حقیقت ثابت ہے۔ [2] جیسا کہ کسی صاحب عقل ودین پر مخفی نہیں۔

تو ایسا ناپاک ادعا بدگمانی نہیں صریح افترا ہے۔ وہ بھی مسلمان پر وہ بھی کفر کا مگر قیامت تو نہ آئے گی حساب تو نہ ہو گا ان خبائث کے دعوں سے سوال تو نہ کیا جائے گا مسلمان کی طرف سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جھگڑتا ہوا تو نہ آئے گا۔ مگر جواب تیار کر رکھ اس سختی کے دن کا

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ (پ ۱۹ سورۃ الشعراء: ۲۲۷)

بالجملہ اس احتمال کی تو یہاں راہ ہی نہیں بلکہ

دافع البلاء کہنے کے شرک ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں اور جو صورت مراد لو خدا عزوجل اور رسول ﷺ تک حکم شرک پہنچے گا

انہیں دو سے ایک مراد بالیقین یعنی اسناد غیر ذاتی کسی قسم کی ہو، اب جو اسے شرک کہا جاتا ہے تو اس کی دو ہی صورتیں متصور بنظر[1] مصداق نسبت یا بنفس حکایت اول یہ کہ غیر خدا کے لئے ایسا اتصاف ماننا ہی مطلقاً شرک اگرچہ مجازی ہو جس کا حاصل اس مسئلہ میں یہ کہ حضور دافع البلاء علیہ الصلوۃ والسلام دفع بلا کے سبب و وسیلہ و واسطہ بھی نہیں کہ مصداق نسبت کسی طرح متحقق ہو جو غیر خدا کو ایسے امور میں سبب ہی مانے وہ بھی مشرک دوم یہ کہ ایسی نسبت و حکایت خاص بذاتہ احدیت جل وعلا ہے غیر کے لئے مطلقاً شرک اگرچہ اسناد غیر ذاتی مانے۔

---

[1] فرق یہ ہے کہ اول میں حکم منع حکایت بنظر بطلان و عدم مطابقت ہو گا یعنی واقع میں موضوع ایسے صفت سے متصف ہی نہیں جو اس حکایت کا مصح ہو اور دوم میں حکایت خود ہی محذور ہو گی اگرچہ صادق ہو کہ صدق و صحت اطلاق الزام نہیں الا ترٰی انا نؤمن بان محمدا صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اعزّ عزیزًا واجلّ جلیلٍ من خلق اللّٰہ عزوجل ولکن لا یقال محمد اعزّوجلّ بل صلی

جو چیز اللہ کی قدرت میں ہے اسے غیر کیلئے بعطائے الٰہی ماننا کبھی شرک نہیں ہوسکتا

آدمی اگر عقل و ہوش سے کچھ بھی بہرہ رکھتا ہو تو غیر ذاتی کا لفظ آتے ہی شرک کا خاتمہ ہو گیا کہ جب بعطاء الٰہی مانا تو شرک کے کیا معنے برخلاف اس طاغی سرکش کے جو عقل کی آنکھ پر مکابرہ کی پٹی باندھ کر صاف کہتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۵ مطبوعہ لاہور) کسی سفیہ ء مجنوں سے کیا کہا جائے کہ صفت الٰہی بعطائے الٰہی کا اثبات بھی نہ ہوا نہ کہ خاص صفت ملزومہ ء الوہیت کا کہ شرک ثابت ہو بلکہ یہ تو بالبداہتہ صفت ملزومہ ء عبدیت کا اثبات ہوا نہ کہ معاذ اللہ الوہیت کا ایک یہی حرف تمام شرکیات وہابیہ کو کفر چشانی کے لئے بس ہے مگر مجھے تو یہاں وہ بات ثابت کرنی ہے جس پر میں نے یہ تمہید اٹھائی ہے یعنی ان صاحبوں کا حکم شرک اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متعدی ہونا ہاں اس کا ثبوت لیجئے ابھی بیان کر چکا ہوں۔ کہ اس حکم ناپاک کے لئے دو ہی وجہیں متصور ان میں سے جو وجہ لیجئے ہر طرح یہ حکم معاذ اللہ و رسول تک منجر جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(بقیہ حاشیہ ص ۱۷) اللہُ عَزَّوَجَلَّ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ تو وجہ اول میں ہمیں یہ بیان کرنا ہے کہ اسناد غیر ذاتی کا مطلقاً تحقق اور دوم میں یہ کہ اطلاق یقیناً جائز پر ظاہر کہ دلائل وجہ دوم سب دلائل وجہ اول بھی ہیں کہ حکا یت الہیہ و نبویہ قطعاً صادق لہٰذا ہم انہیں جانب کثرت بقلب توجہ کریں گے نصوص وجہ ثانی بکثرت لائیں گے۔ و باللہ التوفیق ۱۲ منہ دامت فیوضہ۔

(ف ۱) کھینچا ہوا ہے۔

باب اول

پیارے محبوب ﷺ بعطائے الٰہی دفع بلا کا سبب ہیں

وجہ اول پر نصوص سنئے اس میں چھ آیتیں اور ساٹھ حدیثیں جملہ چھیاسٹھ نص ہیں

فصل اول

آیات کریمہ میں

آیت ۱: قال اللہ عزوجل

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔ (پ ۹ سورۃ انفال آیت ۳۳)

اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔

سبحان اللہ۔ ہمارے حضور دافع البلا ﷺ کفار پر سے بھی سبب دفع بلا ہیں پھر مسلمانوں پر خاص رؤف و رحیم ہیں (ﷺ)

آیت ۲:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ ۱۷ الانبیاء: آیت ۱۰۷)

ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔

پرظاہر کہ رحمت سبب دفع بلاو زحمت۔

اللہ تعالٰی یوں ہی بخش سکتا تھا مگر فرماتا ہے کہ "قبول توبہ چاہو تو نبی کے حضور حاضر ہو جاؤ"

آیت ۳:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

(پ۵۔ النساء، آیت ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب آپ کے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائیں

آیت کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پرنور عفو غفور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری سبب قبول توبہ و دفع بلائے عذاب ہے بلکہ یہ آیت بیمار دلوں پر اور بھی بلا و عذاب کہ رب العزت قادر تھا یوں ہی گناہ بخش دے مگر ارشاد ہوتا ہے کہ توبہ قبول ہونا چاہو تو ہمارے پیارے کی سرکار میں حاضر ہو جاؤ (ﷺ) والحمد للہ رب العالمین۔

آیت ۴:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ

(پ۱۷، الحج آیت ۴۰)

اگر اللہ تعالٰی آدمیوں سے آدمیوں کو دفع نہ فرمائے تو ہر ملت و مذہب کی عبادت گاہ ڈھادی جائے۔

معلوم ہوا کہ مجاہدین آلہ و واسطہ دفع بلا ہیں۔

متعدد آیات واحادیث کہ نیکوں کے سبب بلا دفع ہوتی ہے

آیت ۵:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْفَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ عزوجل کا لوگوں کو ایک دوسرے سے تو بیشک تباہ ہوجاتی زمین مگر اللہ فضل والا ہے سارے جہان پر۔

(پ۲ البقرہ: ۲۵۱)

ائمہ مفسرین فرماتے ہیں اللہ تعالٰی مسلمانوں کے سبب کافروں اور نیکوں کے باعث بدوں سے بلا دفع کرتا ہے۔

آیت ۶:

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِىْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

اور اگر نہ ہوتے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں جن کی تمہیں خبر نہیں کہیں تم انہیں روند ڈالو تو ان سے تمہیں انجانی میں مشقت پہنچے تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں لے لے وہ اگر الگ ہوجاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے

(پ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۲۵)

یہ فتح مکہ سے پہلے کا ذکر ہے جب حضور اقدس ﷺ عمرے کیلئے مکہ معظمہ

تشریف لائے ہیں اور کافروں نے مقام حدیبیہ میں روکا شہر میں نہ جانے دیا۔ صلح پر فیصلہ ہوا ظاہر کی نظر میں اسلام کے لئے ایک دبی ہوئی بات تھی اور حقیقت میں بڑی فتح نمایاں تھی۔ جسے اللہ عزوجل نے

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا (پ۲۶ سورۃ فتح ۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسکین کو یہ آیات نازل فرمائی کہ اس سال تمہیں داخل مکہ نہ ہونے دینے میں کئی حکمتیں تھیں مکہ معظمہ میں بہت مرد و عورت مغلوبی کے سبب خفیہ مسلمان ہیں جنکی تمہیں خبر نہیں تم قہراً جاتے تو وہ بھی تیغ و بند کے روندنے میں آجاتے اور ان کے سوا ابھی وہ لوگ ہیں جو ہنوز[ف۱] کافر ہیں اور عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں لے گا اسلام دے گا ان کا قتل منظور نہیں ان وجوہ سے کفار مکہ پر سے عذاب قتل و قہر موقوف رکھا گیا یہ سب لوگ الگ ہوجاتے تو ہم ان کافروں پر عذاب فرماتے۔ کیسا روشن نص ہے کہ اہل اسلام کے سبب کافروں پر سے بھی بلا دفع ہوتی ہے۔ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ف ۱: ابھی تک

فصل دوم

احادیث عظیمہ میں

حدیث ۱: کہ رب العزت جل وعلا فرماتا ہے۔

اِنِّیْ لَاَهُمُّ بِاَهْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا فَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی عُمَّارِ بُیُوْتِیْ وَالْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ صَرَفْتُ عَذَابِیْ عَنْهُمْ۔

میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں جب میرے گھر آباد کرنے والے اور میرے لئے باہم محبت رکھنے والے اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والے دیکھتا ہوں تو اپنا غضب ان سے پھیر دیتا ہوں

(البیهقی فی الشعب عن انس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال ان الله تعالیٰ یقول الحدیث ۔ شعب الایمان جلد ۶ صفحه ۵۰۰ ومتقی هندی کنز العمال جلد ۷ صفحه ۵۷۹ برقم ۲۰۳۴۳)

حدیث۲: کہ حضور دافع البلاء علیہ التحیۃ والثناء فرماتے ہیں۔

لَوْلَا عِبَادٌ لِلّٰهِ رُکَّعٌ وَصِبْیَةٌ رُضَّعٌ وَبَهَائِمُ رُتَّعٌ لَصُبَّ عَلَیْکُمُ الْعَذَابُ صَبًّا ثُمَّ رُضَّ رَضًّا۔

اگر نہ ہوتے اللہ تعالیٰ کے نمازی بندے اور دودھ پیتے بچے اور گھاس چرتے چوپائے تو بیشک عذاب تم پر سختی ڈالا جاتا پھر مضبوط

ومحکم کردیا جاتا۔

الطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی السنن عن مساقع ن الدیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تخریج حدیث: طبرانی فی کبیر جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۹، بیھقی فی سنن الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۳۴۵، وفی شعب الایمان جلد ۷ صفحہ ۱۵۵، عقیلی فی الضعفاء جلد ۳ صفحہ ۱۶۲۶۔

حدیث ۳: کہ فرماتے ہیں ﷺ

اِنَّ اللّٰهَ لَيَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الصَّالِحِ عَنْ مِائَةِ اَهْلِ بَيْتٍ مِنْ جِيْرَانِهِ الْبَلَاءَ

بیشک اللہ عزوجل نیک مسلمان کے سبب اس کے ہمسائے میں سو گھر والوں سے بلا دفع فرماتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث روایت فرما کر آیہ کریمہ

وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ۔ تلاوت کی۔

رواہ عنہ الطبرانی فی الکبیر وعبد اللہ بن احمد ثم البغوی فی المعالم۔

تخریج حدیث: ھیثمی فی المجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۶۴، عقیلی فی الضعفاء جلد ۳ صفحہ ۲۰۴، بغوی فی المعالم جلد ۱ صفحہ ۲۳۶ لفظ لہ، متقی ہندی فی کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۵ برقم ۲۴۶۵۴

حدیث ۴: فرماتے ہیں ﷺ۔

مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعًا وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً كَانَ مِنَ

جو ہر روز ستائیس بار سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے

اَلَّذِیْنَ یُسْتَجَابُ لَهُمْ وَیُرْزَقُ بِهِمْ اَهْلُ الْاَرْضِ۔ وہ ان لوگوں میں ہو جن کی دعا قبول ہوتی ہے اور ان کی برکت سے تمام اہل زمین کو رزق ملتا ہے۔

جو ہر روز ستائیس بار سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے وہ ان لوگوں میں ہو جن کی دعا قبول ہوتی ہے اور ان کی برکت سے تمام اہل زمین کو رزق ملتا ہے۔

الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند جید۔

تخریج حدیث: کذافی کنزالعمال صفحہ ۴۷۶ جلد ۱، برقم ۲۰۶۸ لفظ لہ

حدیث ۵: فرماتے ہیں ﷺ۔

هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ۔ کیا تمہیں مدد و رزق کسی اور کے سبب ملتا ہے سوا اپنے ضعیفوں کے۔

البخاری عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تخریج حدیث: بخاری فی الصحیح ج ۲ ص ۴۰۵ کتاب الجهاد، احمد فی مسندہ ج ۱/ص ۱۷۳، عبدالرزاق فی المصنف ۳۰۳/۵، معجم صغیر للطبرانی صفحہ ۷۶ و متقی هندی فی کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۷۹ ابرقم ۶۰۵۱۔

حدیث ۶: کہ فرماتے ہیں ﷺ۔

اِنَّ اللّٰهَ یَنْصُرُ الْقَوْمَ بِاَضْعَفِهِمْ۔[1] بیشک اللہ تعالیٰ تمام قوم کی مدد فرماتا ہے ان کے ضعیف تر کے سبب

(الحارث فی مسندہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

(حاشیہ صفحہ ۸۱)

حدیث ۷: زمانہ اقدس میں دو بھائی تھے۔ ایک کسب کرتے دوسرے خدمت والائے حضور دافع البلاء ﷺ میں حاضر ہوتے کمانے والے ان سے شاکی ہوئے فرمایا۔

لَعَلَّکَ تُرْزَقُ بِہٖ — کیا عجب کہ تجھے اس کی برکت سے رزق ملے

(الترمذی وصححہ الحاکم عن انس رضی اللہ عنہ)

تخریج حدیث: ترمذی فی لجامع ج ۲/ص ۵۸، کتاب الزھد با ب ما جاء فی الذھادہ فی الدنیا و حاکم فی المستدرک ج ۱/ص ۹۴ کتاب العلم

متعدد حدیثیں کہ اولیاء کے باعث مینھ برستا ہے

حدیث ۸: فرماتے ہیں ﷺ۔

اَلْاَبْدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ بِھِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِھِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِھِمْ تُنْصَرُوْنَ۔

ابدال میری امت میں تیس ہیں۔ انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب تم پر مینھ اترتا ہے انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔

(الطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ رضی اللہ عنہ بسند صحیح)

کذا فی کنز العمال ۱۲/ ۱۸۶، لفظ لہ برقم ۳۴۵۹۳، مجمع الزوئد ۱۰/ ۶۳، وعبدالرزاق فی المصنف جلد ۱۱، صفحہ ۲۵۰۔

۱؎ ان الفاظ کے ساتھ مجھے یہ حدیث نہیں ملی مگر ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں دو روایتیں مختلف الفاظ سے نقل کی ہیں۔ (۱) انما ینصر اللہ ھذہ الامۃ بضعفائھا .... عن معصب بن سعد بن ابی وقاص (جلد۵ ص۲۶) (۲) ینصر المسلمون بدعاء المستضعفین ... عن معصب بن سعد عن ابیہ (جلد۵ صفحہ ۱۰۰) ......(ارشد عفی عنہ)

حدیث ۹: فرماتے ہیں ﷺ ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں جب ایک مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دوسرا قائم کرتا ہے۔

یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ۔	انہیں کے سبب مینہ دیا جاتا ہے انہیں سے دشمنوں پر مدد ملتی ہے انہیں کے باعث شام والوں سے عذاب پھیرا جاتا ہے۔

(احمد عن علی کرم اللہ وجھہ بسند حسن۔)

احمد فی مسندہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۲ برقم ۸۹۶ قال الھیثمی رجالہ ثقات جلد ۱۰ صفحہ ۶۲

دوسری روایت میں یوں ہے۔

یُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الْاَرْضِ الْبَلَاءُ وَالْغَرَقُ۔	انہیں کے سبب اہل زمین سے بلا اور غرق دفع کیا ہوتا ہے۔

ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تھذیب تاریخ دمشق الکبیر ج ۱ / ص ۶۱)

حدیث ۱۰: فرماتے ہیں ﷺ۔ ابدال شام میں ہیں۔

بِھِمْ یُنْصَرُوْنَ وَبِھِمْ یُرْزَقُوْنَ	وہ انہیں کی برکت سے مدد پاتے ہیں اور انہیں کے وسیلہ سے رزق

الطبرانی فی الکبیر عن عوف بن مالک وفی الاوسط عن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنھما کلاھما بسند حسن۔

تخریج حدیث: طبرانی فی المعجم الکبیر جلد ۱۸ صفحہ ۵۵، ھیثمی فی المجمع الزوائد ج ۱۰ / ص ۶۳، حاکم فی المستدرک جلد ۴ صفحہ ۵۵۳

وعبداللہ بن مبارک فی کتاب الجہاد صفحہ ۱۷۲۔

حدیث ۱۱: فرماتے ہیں ﷺ

لَنْ تَخْلُوَ الْاَرْضُ مِنْ اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا مِثْلَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ فِیْهِمْ یُسْقَوْنَ وَبِهِمْ یُنْصَرُوْنَ۔

زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس اولیاء سے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے پرتو پر ہونگے انہیں کے سبب تمہیں مینہ ملے گا اور انہیں کے سبب مدد پاؤ گے۔

(الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ عنہ بسند حسن)

طبرانی فی الاوسط صفحہ ۳۲۶ جلد ۴ برقم ۴۱۱۳ لفظ لہ،ھندی فی کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۱۸۸ وھیثمی فی مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۶۳ وابو نعیم فی الحلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۹۔

حدیث ۱۲: کہ فرماتے ہیں ﷺ

لَنْ تَخْلُوَ الْاَرْضُ مِنْ ثَلٰثِیْنَ مِثْلِ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ بِهِمْ تُغَاثُوْنَ وَبِهِمْ تُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ۔

ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والثناء سے خوبو میں مشابہت رکھنے والے تیس شخص زمین پر ضرور رہیں گے انہیں کی بدولت تمہاری فریاد سنی جائے گی اور انہیں کی برکت سے مینہ دیئے جاؤ گے۔

ابن حبان فی تاریخہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تخریج حدیث: کذافی کنز العمال جلد ۱۲ / صفحہ ۱۸۷ برقم ۳۴۶۰۲ لفظ لہ وابن حبان فی المجروحین جلد ۲ صفحہ ۶۱۔

حدیث ۱۳: کہ فرماتے ہیں ﷺ

لَا یَزَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاهِیْمَ یَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمْ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ یُقَالُ لَهُمُ الْاَبْدَالُ۔

میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے کہ ان کے دل ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے دل پر ہونگے اللہ تعالیٰ ان کے سبب زمین والوں سے بلا دفع کرے گا، ان کا لقب ابدال ہوگا

ابو نعیم فی الحلیۃ الاولیاء عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تخریج حدیث: حلیۃ الاولیاء جلد ۴ / صفحہ ۱۷۳ و کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۰ برقم ۳۴۶۱۲۔

اولیاء کے سبب زمین کی نگہبانی

حدیث ۱۴: کہ فرماتے ہیں ﷺ

لَا یَزَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا یَحْفَظُ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَکَانَهٗ اٰخَرَ وَهُمْ فِی الْاَرْضِ کُلِّهَا۔

چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے جن سے اللہ تعالیٰ زمین کی حفاظت لے گا جب ان میں ایک انتقال کرے گا اللہ عزوجل اس کے بدلے دوسرا قائم فرمائے گا اور وہ ساری زمین میں ہیں۔

الخلال عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

تخریج حدیث! کذا هندی فی کنز العمال جلد ۱۲ / صفحه ۱۹۱ لفظ له برقم ۳۴۶۱۴۔

حدیث ۱۵ : کہ فرماتے ہیں ﷺ "بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے خلق میں تین سو اولیاء ہیں کہ ان کے دل قلب آدم پر ہیں اور چالیس کے دل قلب موسیٰ اور سات کے قلب ابراہیم اور پانچ کے دل قلب جبرئیل اور تین کے قلب مکائیل اور ایک کا قلب اسرافیل پر ہے علیہم الصلاۃ والتسلیم جب وہ ایک مرتا ہے تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کیا جاتا ہے اور پانچ والے کا عوض سات اور سات کا چالیس اور چالیس کا تین سو سے اور تین سو کا عام مسلمین سے

فِيهِمْ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَيُمْطِرُ وَيُنْبِتُ وَيُدْفَعُ الْبَلَاءُ۔

انہیں تین سو چھپن اولیاء کے ذریعہ سے خلق کی حیات موت مینہ کا برسنا نباتات کا اگنا بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے

(ابو نعیم فی الحلیة الاولیاء وابن عساکر عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه۔)

تخریج حدیث! حلیة الاولیاء جلد ۱ صفحه ۹ وتهذیب تاریخ دمشق جلد ۱ صفحه ۶۴۔

حدیث ۱۶! کہ فرماتے ہیں ﷺ

قَرَءَ الْقُرْآنَ ثَلٰثٌ (فَذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَى أَنْ قَالَ) وَرَجُلٌ قَرَءَ الْقُرْآنَ فَوَضَعَ دَوَاءَ الْقُرْآنِ

تین قسم کے آدمیوں نے قرآن پڑھا (دو قسمیں دنیا طلب وقاری بے عمل بیان کر کے فرمایا) ایک وہ شخص جس نے قرآن عظیم پڑھا اور ان کی دوا کو اپنے دل کی

عَلٰی دَاءِ قَلْبِهٖ فَاسْهَرَ بِهٖ لَيْلَهٗ وَاَظْمَا بِهٖ نَهَارَهٗ قَامُوْا فِیْ مَسَاجِدِهِمْ وَحَنَّوْا بِهٖ تَحْتَ بَرَانِسِهِمْ فَبِهٰؤُلَآءِ يَدْفَعُ اللّٰهُ الْبَلَاءَ مِنَ الْاَعْدَاءِ وَغَيْثَ السَّمَآءِ فَوَاللّٰهِ هٰؤُلَآءِ مِنْ قُرَّاءِ الْقُرْاٰنِ اَعَزُّ مِنَ الْكِبْرِيْتِ الْاَحْمَرِ۔

بیماری کا علاج بنایا تو اس سے اپنی رات جاگ کر اور اپنا دن پیاس یعنی روزے میں کاٹا اور اپنی مسجدوں میں قرآن کے ساتھ نماز میں قیام کیا اور اپنی زاہدانہ ٹوپیاں پہنے نرم آواز سے اس کے پڑھنے میں روئے تو یہ لوگ وہ ہیں جن کے طفیل میں اللہ تعالیٰ بلا کو دفع فرماتا اور دشمنوں سے مال و دولت و غنیمت دلاتا اور آسمان سے مینھہ برساتا ہے خدا کی قسم قاریان قرآن میں ایسے لوگ گوگرد سرخ سے بھی کمیاب تر ہیں۔

ابن حبان فی الضعفآء وابو نصر ن السجزی فی الابانہ والدیلمی عن بریدة رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورواہ البیهقی فی الشعب عن الحسن البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قولہ

تخریج حدیث۔ ابن حبان فی الضعفآء جلد ۱ صفحہ ۴۸ و بیہقی فی الشعب الایمان جلد ۲ صفحہ ۵۳۱

حدیث ۱۷! فرماتے ہیں ﷺ

اَلنُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِلسَّمَآءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَی السَّمَآءَ مَا تُوْعَدُ وَاَنَا

ستارے امان ہیں آسمان کے لئے جب ستارے جاتے رہیں گے آسمان پر وہ

اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِیْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَتٰی اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِیْ اَمَنَةٌ لِاُمَّتِیْ فَاِذَا ذَهَبَتْ اَصْحَابِیْ اَتٰی اُمَّتِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ ۔

صدق رسول الله ﷺ

آئے گا جس کا اس سے وعدہ یعنی شق ہونا فنا ہو جانا اور میں امان ہوں اپنے اصحاب کے لئے جب میں تشریف لے جاؤنگا میرے اصحاب پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی مشاجرات[1] اور میرے اصحاب امان ہیں میری امت کے لئے جب میرے صحابہ نہ رہیں گے میری امت پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی ظہور کذب ومذاہب فاسدہ وتسلط کفار

احمد ومسلم عن ابی موسیٰ الاشعری رضی الله عنه

تخریج حدیث! احمد فی مسنده ج ۴ /ص ۳۹۹ برقم ۱۹۷۹۵ لفظ له ومسلم فی الصحیح کتاب الفضائل ج ۲ /ص ۳۰۸

حدیث ۱۸، ۱۹: فرماتے ہیں ﷺ ۔

اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَهْلِ السَّمَآءِ وَاَهْلُ بَیْتِیْ اَمَانٌ لِاُمَّتِیْ ۔

ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کیلئے پناہ

اقول: اگر اہل بیت کرام میں تعیم ہو جیسا کہ ظاہر حدیث ہے تو غالباً یہاں ہلاک مطلق وارتفاع[2] قرآن عظیم وہدم کعبہ معظمہ وویرانی مدینہ طیبہ سے پناہ مراد ہو کہ جب تک اہل بیت اطہار رہیں گے یہ جانگزا بلائیں پیش نہ آئیں گی۔ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ﷺ اور بر تقدیر خصوص ظہور طوائف ضالہ مراد ہو۔

[1] مخالفت، منازعت [2] اٹھالیا جانا

كما فی روایت ابو یعلی فی مسنده عن سلمة ابن الا کوع رضی الله تعالیٰ عنه بسند حسن والحاکم فی المستدرک وصحح وتعقب عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما ولفظه النجوم امان لاهل الارض من الغرق واهل بیتی امان لامتی من الاختلاف الحدیث.

تخریج حدیث! مسند ابو یعلی جلد ۱۳ صفحه ۳۶۰ برقم ۷۴۷۶ ومستدرک جلد ۳ صفحه ۱۴۹ وکذافی الصوعق المحرقة ص ۲۳۶

حدیث۲۰ : فرماتے ہیں ﷺ

اَهلِ بَیْتِیْ اَمَانٌ لِاُ مَّتِیْ فَاِذَا ذَهَبَ اَهْلُ بَیْتِیْ اَتَاهُمْ مَا یُوْعَدُوْنَ۔

میرے اہل بیت میری امت کے لئے امان ہیں جب اہل بیت نہ رہیں گے امت پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے۔

الحاکم وتعقب عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنهما.

تخریج حدیث! مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۴۹

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پناہ عالم ہیں

حدیث۲۱: عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا۔

کَانَ مِنْ دَلَالَةِ حَمْلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ کُلَّ دَابَّةٍ کَانَتْ

نبی ﷺ کے حمل مبارک کی نشانیوں سے تھا کہ قریش کے جتنے چوپائے تھے سب نے اس رات کلام کیا اور کہا کہ رب

لِقُرَيْشٍ نَطَقَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَ قَالَتْ حُمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَهُوَ اَمَانُ الدُّنْيَا وَسِرَاجُ اَهْلِهَا۔

کعبہ کی قسم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حمل میں تشریف فرما ہوئے وہ تمام دنیا کی پناہ اور اہل اسلام کے سورج ہیں ﷺ

تخریج حدیث: اخرجه ابو نعیم كذا فی خصائص الکبری جلد ۱ / صفحہ ۴۷۔

سترہ حدیثیں کہ اللہ کے نیک بندوں سے حاجتیں مانگو

حدیث ۲۲، ۲۳: فرماتے ہیں ﷺ

اُطْلُبُوا الْحَوَائِجَ اِلٰى ذَوِى الرَّحْمَةِ مِنْ اُمَّتِىْ تُرْزَقُوْا وَتَنْجَحُوْا وَفِىْ لَفْظٍ اُطْلُبُوْا الْفَضْلَ عِنْدَ الرُّحَمَاءِ مِنْ اُمَّتِىْ تَعِيْشُوْا فِىْ اَكْنَافِهِمْ فَاِنَّ فِيْهِمْ رَحْمَتِىْ وَفِىْ لَفْظٍ اُطْلُبُوا الْفَضْلَ مِنَ الرُّحَمَاءِ وَفِىْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى اُطْلُبُوا الْمَعْرُوْفَ مِنْ رُّحَمَاءِ اُمَّتِىْ تَعِيْشُوْا فِىْ اَكْنَافِهِمْ۔

میرے رحم دل امتیوں سے حاجتیں مانگو ان سے فضل طلب کرو ان سے بھلائی چاہو رزق پاؤ گے مرادوں کو پہنچو گے ان کے دامن میں آرام سے رہو گے ان کی پناہ میں چین کرو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔

العقیلی والطبرانی فی الاوسط با لفظ الاول وابن حبا ن والخراطی والقضاعی وابو الحسن الموصلی والحاکم فی التاریخ با لثانی والعقیلی با لثالث کلهم عن سعید ن الخدری والاخریٰ للحاکم فی المستدرک عن علی ن المرتضیٰ رضی اللہ عنهما۔

تخریج حدیث ! هندی فی کنز العمال ج۵ /ص۵۱۸ برقم ۶۸۰۲ او ج ۵ ص ۵۱۹ برقم ۶۸۰۷ او ابن حبا ن فی الضعفاء ج۲ /ص۲۸۶ ،والخراطی فی المکارم اخلاق ج۲ /ص۵۸۸(۲۳) حاکم فی المستدرک ج۴/ص ۳۲۱ والعقیلی فی الضعفاء الکبیر ج ۳/ص ۳، قضاعی فی مسنده ج ۱ ص ۲۰۷ طبرا نی فی الاوسط ج۵ ص ۳۶۱ برقم ۴۷۱۴، تاریخ مدینه دمشق و فی ابن عساکر ج۲۳ص ۵ کشف الخفا للعجلونی ج ۱ ص ۱۵۲، فوائد المجموعه للشوکا نی ص۶۶

حدیث۳۶، ۳۷: کہ فرماتے ہیں ﷺ

اُطْلُبُوا الْخَیْرَ وَالْحَوَائِجَ مِنْ حِسَانِ الْوُجُوْہِ۔	بھلائی اور اپنی حاجتیں خوش رویوں سے مانگو۔

ع... کہ معنی بود و صورت خوب را۔

کہ یہ خوش رو حضرات اولیاء کرام ہیں کہ حسن ازلی جن سے محبت فرماتا ہے۔

مَنْ کَثُرَتْ صَلَاتُہٗ بِاللَّیْلِ حَسُنَ وَجْھُہٗ بِالنَّھَارِ۔	اور (جو کامل سخائے شامل بھی انہیں کا حصہ کہ وقت عطا شگفتہ روی جس کا ادنیٰ ثمرہ)

الطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس بهذا اللفظ والعقیلی والخطیب وتمام ن

الرازی فی فوائده والطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی شعب الایمان عنه ابن ابی الدنیافی قضاء الحوائج والعقیلی والدار قطنی فی الافراد والطبرانی فی الاوسط وتمام والخطیب فی رواه مالک عن ابی هریرة وابن عساکر والخطیب فی تاریخهاعن انس بن مالک والطبرانی فی الاوسط والعقیلی والخراطی فی اعتلاالقلوب وتمام ابو سهل وعبد الصمد بن عبد الرحمن البزازفی جزئه وصاحب المهرنیات فیها عن جابر بن عبدالله وعبدابن حمید فی مسنده وابن حبان فی الضعفاء وابن عدی فی الکامل والسلفی والطیوریات عن ابن عمر وابن البخاری فی تاریخه عن امیر المؤمنین علی والطبرانی فی الکبیر عن ابن ابی خصیفة وتمام عن ابی بکرة والبخاری فی التاریخ وابن ابی الدنیافی القضاء الحوائج وابویعلی فی مسنده والطبرانی فی الکبیر والعقیلی والبیهقی فی شعب الایمان وابن عساکر عن ام المومنین الصدیقة کلهم بلفظ اطلبو الخیر عند حسان الوجوه کما عند الا کثر والتمسو اکما بتمام عن ابن عباس والخطیب عن انس والطبرانی عن ابی خصیفة اوابتغو کما للدار قطنی عن ابی هریره ولفظه عند ابن عدی عن ام المومنین اطلبو االحاجات هو فی کاملة والبیهقی فی شعب عن عبد الله بن جرادبلفظ اذا بتغیتهم المعروف فا طلبوه عند حسان الوجوه واحمد بن منیع فی مسنده عن یزیدالقسملی بلفظ اذا طلبتم الحاجات فا طلبو ها وابن ابی شیبة فی مصنفه عن ابن مصعب ن الانصاری وعن عطاء وعن ابن شهاب الثلثه مراسیل رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین ۔

تخریج حدیث ! الطبرانی فی الکبیر ج ۱۱/ ص ۶۷ ،خطیب بغدادی فی التا ریخ بغداد ج ۷/ص ۱۱، ج ۱۱/ص ۴۳، والعقیلی الضعفاء الکبیر: ج ۳ /ص ۳۴۰، والبیھقی فی الشعب ج ۳/ص ۲۷۹ وابو نعیم فی تا ریخ الا صبھا ن ج ۲/ص ۵۹ وابن عسا کر فی تھذیب تا ریخ مدینہ دمشق ج ۵ /ص ۱۸۸ ، وفی تاریخ مدینہ دمشق ج ۱۵ ص ۱۵۷ عن عائشۃ ، وابن عدی فی الکامل ج ۳/ص ۱۱۶۷ .عن ابن عبا س تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۶ ص ۲۲۵، ابن ابی الدنیا ء فی قضاء الحوایج حدیث: نمبر ۵۳ وابو الشیخ فی الکتا ب الامثال ج ۱ /ص ۴۴ والعقیلی فی الضعفا ء الکبیر ۲ / ص ۳۲۱ وتمام الرازی فی الفوائد ج ۴/ص ۷۳ وابو نعیم فی تا ریخ الاصبھان ج ۲/ ص ۲۴۷ طبرا نی فی الا وسط عن ابی ھریرۃ ج ۴ ص ۲۷۲ برقم ۳۷۹۹،وطبرانی فی الاوسط ج ۷ ص ۱۷ برقم ۶۱۱۳ وعن جا بر بن عبداللہ، عبد بن حمید فی المنتخب ج ۲/ص ۱۶ وابن حبان فی الضعفاء ج ۲ /ص ۳۱۳، طبرانی فی الکبیر ج ۲۲/ ص ۳۳۰ تمام الرازی فی الفوائد ج ۴/ ص ۷۰ برقم ۱۲۸۶ بخا ری فی التا ریخ صغیر ص ۱۸۸ وفی الکبیر ج ۱ /ص ۵۱ وص ۱۵۷ وابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج برقم ۵۱ وابو یعلی فی مسندہ ج ۸/ص ۱۹۹ والعقیلی فی الضعفاء ج ۲/ ص ۱۲۱ والبیھقی فی الشعب ج ۳/ص ۲۷۸ . خطیب فی تا ریخ بغداد ج ۳ /ص ۲۲۶ والطبرانی فی الکبیر ج ۲۲/ص ۳۳۰ ابن عدی فی الکامل ج ۲

/ص ۶۲۲ والبیھقی فی الشعب الایمان ج ۷/ص ۴۳۵ وابن عدی فی الکامل ج ۷/ص ۲۷۴۲ ابن ابی شیبۃ فی المصنفہ ج ۹/ص ۱۰ وھندی فی کنز العمال ج ۶ ص ۵۱۶ برقم ۱۶۷۹۵ ومناوی فی فیض القدیر ج ۱ ص ۵۴۰۔

حدیث ۳۸: کہ فرماتے ہیں ﷺ

اُطْلُبُوا الْاَیَادِیَ عِنْدَ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاِنَّ لَھُمْ دُوْلَۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

نعمتیں مسلمان فقیروں کے پاس طلب کرو کہ روز قیامت ان کی دولت ہے۔

تخریج حدیث: ابو نعیم فی الحلیہ اولیاء ج ۸/ص ۲۹۷۔

متعدد حدیثیں کہ اللہ کے نیک بندے حاجت روائی فرماتے ہیں

حدیث ۳۹: فرماتے ہیں ﷺ

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی عِبَادًا اِخْتَصَّھُمْ الْحَوَائِجِ النَّاسِ یَفْزَعُ النَّاسُ اِلَیْھِمْ فِیْ حَوَائِجِھِمْ اُولٰئِکَ الْاٰمِنُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ۔

اللہ عزوجل کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق کے لئے خاص فرمایا ہے۔ لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں یہ بندے عذاب الٰہی سے امان میں ہیں

الطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن ،

تخریج حدیث! ھندی فی کنز العمال ج ۶ / ص ۳۵۰ برقم ۱۶۰۰۷ لفظ له

حدیث ۴۰: کہ فرماتے ہیں ﷺ

اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اِسْتَعْمَلَهٗ عَلٰى قَضَاءِ الْحَوَائِجِ النَّاسِ۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے۔

(البیھقی فی شعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

تخریج حدیث: شعب الایمان ج ۷ ص ۴۲۷ وجلد ۶ ص ۱۱۷۔

حدیث ۴۱: کہ فرماتے ہیں ﷺ

اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا صَيَّرَ حَوَائِجَ النَّاسِ اِلَيْهِ۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے لوگوں کا مرجع حاجات بناتا ہے۔

مسند الفردوس عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه

تخریج حدیث! دیلمی فی فردوس الاخبار ج ۱/ص ۳۰۰ برقم ۹۳۸

حدیث ۴۲، ۴۳ : فرماتے ہیں ﷺ میری تمہاری کہاوت ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی پنکھیاں اور جھینگر اس میں گرنا شروع ہوئے وہ انہیں آگ سے ہٹا رہا ہے۔

وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِ كُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَفَلَّتُوْنَ مِنْ يَّدِيْ — اور میں تمہاری کمریں پکڑے تمہیں آگ سے بچا رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکلنا چاہتے ہو۔

احمد ومسلم عن جابر واحمد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

تخریج حدیث! احمد فی مسندہ ج ۳ / ص ۳۹۲ ومسلم فی الصحیح عن جابر ج ۲ / ص ۲۴۸ وبخاری فی الصحیح ج ۲ / ص ۹۶۰ وترمذی فی الجامع ج ۲ / ص ۱۱۵ واحمد فی مسندہ ج ۲ / ص ۳۱۲ وطبرانی فی مسند الشامیین برقم ۳۳۴۳ وقضاعی فی مسند الشہاب : ج ۲ / ص ۱۷۳ وابو الشیخ اصبہانی فی کتاب الامثال : ج ۱ / ص ۱۶۵ ورامہرمزی فی امثال الحدیث ج ۱ / ص ۳۴ ۔

حدیث ۴۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

لَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ اِلَّا اَنَا مُمْسِكٌ بِحُجْزَتِهٖ اَنْ يَّقَعَ فِي النَّارِ۔ — تم میں ایسا کوئی نہیں کہ میں اس کا کمربند[1] پکڑے روک نہ رہا ہوں کہ کہیں آگ میں نہ گر پڑے۔

الطبرانی فی الکبیر عن سمرۃ رضی للہ تعالیٰ عنہ

تخریج حدیث: طبرانی فی الکبیر ج ۷ / ص ۲۶۹ ومجمع الزوائد ج ۱۰ / ص ۱۸

حدیث ۴۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل نے جو حرمت حرام کی اس کے ساتھ یہ بھی جانا کہ تم میں کوئی جھانکنے والا اسے ضرور جھانکے گا۔

[1] حاشیہ صد ۹۵ ع

اَلَا وَاِنِّیْ مُمْسِکٌ بِحُجَزِ کُمْ	سن لو اور تمہارے کمر بند پکڑے ہوں
اَنْ تَهَافَتُوْا فِی النَّارِ کَمَا یَتَهَافَتُ	کہ کہیں پے در پے آگ میں پھاند نہ
الْفَرَاشُ وَ الذُّبَابُ	پڑو جیسے پروانے اور مکھیاں

احمد و الطبرانی فی الکبیر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ

تخریج حدیث ! احمد فی مسندہ ج ۱ /ص ۳۹۰ و جلد ۱ /ص ۴۲۴ لفظ لہ وطبرانی فی الکبیر ص ۲۱۵ برقم ۱۰۵۱۱ وابو یعلی فی مسندہ ج۹ /ص ۱۹۱ برقم ۵۲۸۸ وقضاعی فی مسندالشہاب ج ۲ /ص ۱۷۲

اللہ اکبر : اس سے زیادہ اور کیا دفع بلا ہوگا ولکن الوہابیۃ لا یعلمون

تنبیہ : بائیس سے چوالیس تک حدیثیں قابل اندراج وجہ دوم تھیں کہ قطعاً للشغب یہیں درج ہوئیں۔

حدیث ۴۶ تا ۵۲ : سید عالم ﷺ نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ	الٰہی اسلام کو عزت دے ان دونوں
هٰذَیْنِ الرَّجُلَیْنِ اِلَیْکَ بِعُمَرَ بْنِ	مردوں میں جو تجھے زیادہ پیارا ہو اسکے
الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِیْ جَهْلِ بْنِ	ذریعہ سے یا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یا ابوجہل
هِشَامٍ۔	بن ہشام۔

احمد وعبد بن حمید والترمذی وحسنہ وصححہ وابن سعد وابو یعلی والحسن بن سفین فی فوائدہ والبزاز وابن مردویہ وخیثمۃ بن سلیمان فی

ل کمر بند وہ کپڑے کا پٹہ جو کہ پٹے والے یعنی چپراسی کے کمر سے بندھا ہوتا ہے۔ (باقی حاشیہ ص ۹۶)

فضائل الصحابه وابو نعیم والبیهقی فی دلائلهما وابن عساکر کلهم عن امیر المومنین عمر والترمذی عن انس والنسائی عن ابن عمر واحمد ابن حمید وابن عساکر عن خباب ابن الارث والطبرانی فی الکبیر والحاکم عن عبدالله بن مسعود والترمذی والطبرانی وابن عساکر عن ابن عباس والبغوی فی الجعدیات عن ربیعة السعدی رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین ورواه ابن عساکر عن ابن عمر بلفظ اللهم اشدد وکابن النجار عنه بلفظ الحدیث الثانی وابوداؤد الطیالسی والشاشی فی فوائده والخطیب عن ابن مسعود بلفظ الصدیق الاتی.

تخریج حدیث! احمد فی مسنده ج ۲ /ص ۹۵ وعبد بن حمید فی المنتخب ج۲/ ص ۱۹ / ۲۰ وترمذی فی الجامع ج۲/ص ۲۰۹ وبیهقی فی الدلائل النبوة ج۲ /ص ۲۱۷ وهندی فی کنز العمال ج ۱۱ /ص ۵۸۲ وابن سعد فی الطبقات الکبریٰ ج۳ /ص ۲۴۲ و ج۳/ص ۲۶۷ وطبرانی فی الکبیر ج ۱۰ /ص ۱۵۹ وابونعیم فی الحلیة الاولیاء ج۵/ ص ۳۶۱ وحاکم فی المستدرک ج۳ /ص ۵۰۲ و طبرانی فی الاوسط ج ۵ /ص ۱۰۶۶ ۔

حدیث ۵۳ تا ۵۷: کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً ۔ — الٰہی خاص عمر بن خطاب کے ذریعے سے اسلام کو عزت دے۔

ابن ماجه وابن عدی والحاکم والبیهقی عن ام المومنین الصدیقه وبلا لفظ خاصه ابو القاسم الطبرانی عن ثوبان والحاکم عن الزبیر وابن سعد من طریق الحسن

(ف) بارہ حدیثیں کہ اسلام نے عزت مسلمانوں نے راحت عمر فاروق کے سبب پائی۔

ع عمر بن ہشام

المجتبیٰ وخیثمة بن سلیمان فی الصحابة واللالکائی فی السنة وابو طالب ن العشاری فی فضائل الصدیق وابن عساکر جمیعا من طریق النزال بن سبرة عن امیر المومنین علی وابن عساکر عنهما اعنی الزبیر والامیر معا کالطبرانی فی الاوسط عن ابی بکر الصدیق بلفظ اید الاسلام رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین۔

تخریج حدیث: ابن ماجه فی السنن ص ۱۱ و حاکم فی المستدرک ج۳/ص ۸۳ بیهقی فی السنن الکبریٰ ج۶/ص ۳۷۰ طبرانی فی الکبیر ج۲/ص۹۷ وهندی فی کنز العمال ج۱۱/ص ۵۸۱ و ۵۸۲ و هیثمی فی مجمع الزوائد ج۹/ص ۶۱ وجلد۹/ص ۶۲ وخطیب بغدادی فی تاریخ بغداد ج۴/ص ۵۴ وطبرانی فی الکبیر ج۲/ص۹۷ و ابن عدی فی الکامل ج۶/ص ۲۳۱۲ وابن سعد فی الطبقات الکبریٰ ج۳/ص۲۶۷ وطبرانی فی الاوسط ج۸/ص ۱۹۴ وابو نعیم فی الحلیه ج۴/ص ۵۴ وابن عساکر فی تاریخ مدینه دمشق ج۴۴ ص ۲۷ عن عائشة۔

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو عزتیں اسلام کو ملیں جو بلائیں اسلام و مسلمین پر سے دفع ہوئیں مخالف وموافق سب پر روشن ومبین ولہٰذا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَا زِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ — ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے

البخاری فی صحیحه وابو حاتم ن الرازی فی مسنده وابن حبان عنه رضی الله تعالیٰ عنه

تخریج حدیث: صحیح بخاری جلد ۱ صفحه ۵۲۰، کذا تاریخ مدینه دمشق ج ۴۴/۴۵ وابن الجوزی فی الصفة الصفوة ج۱ ص ۲۷۴ مستدرک ج۳

ص ۸۴ وابن سعد ج ۳ ص ۲۷۰

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ :

كَانَ اِسْلَامُ عُمَرَ فَتْحًا وَهِجْرَتُهُ نَصْرًا وَكَانَتْ اِمَارَتُهُ رَحْمَةً لَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا نَسْتَطِيْعُ اَنْ نُصَلِّيَ بِالْبَيْتِ حَتّٰى اَسْلَمَ عُمَرُ۔

عمر کا اسلام فتح تھا اور ان کی ہجرت نصرت اور ان کی خلافت رحمت بیشک میں نے اپنے گروہ صحابہ کو دیکھا کہ جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہمیں کعبہ معظمہ میں نماز پر قدرت نہ ملی۔

رواہ ابو طاہر ن السلفی و آخرہ لابن اسحٰق فی سیرتہ بمناہ

تخریج حدیث: تاریخ مدینہ دمشق جلد ۴۴ صفحہ ۴۸ نحوہ

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مَا صَلَّيْنَا ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى اَسْلَمَ عُمَرُ فَلَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ ظَهَرَ الْاِسْلَامُ وَدَعَا اِلَى اللّٰهِ عَلَانِيَةً۔

(اخرجه الدولابی فی الفضائل)

جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہم نے آشکار نماز نہ پڑھی جس دن سے وہ اسلام لائے دین نے غلبہ پایا اور انہوں نے اعلانیہ اللہ عزوجل کی طرف بلایا۔

صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ جَلَسْنَا حَوْلَ الْبَيْتِ حِلَقًا وَطُفْنَا وَانْتَصَفْنَا مِمَّنْ غَلَظَ عَلَيْنَا۔

جب عمر مسلمان ہوئے ہم گرد خانہ کعبہ حلقہ باندھ کر بیٹھے اور طواف کیا اور جو ہم پر سختی کرتے تھے ان سے اپنا انصاف لیا۔

(اخرجه ابو الفرج فی الصفوة۔)

تخریج حدیث: ابو الفرج فی الصفوة ج ۱ ص ۲۷۴، ابن عساکر فی تاریخ مدینہ دمشق ج ۴۲ ص ۴۴ نحوہ۔

ہر بلا کا دفع ہر نعمت کا حصول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہوا

حدیث ۵۸ : عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔

اِنِّیْ لَاَجِدُ صِفَتَکَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا اِلٰی قَوْلِہٖ لَنْ یَّقْبِضَہُ اللّٰہُ حَتّٰی یُقِیْمَ بِہِ الْمِلَّۃَ الْعَوْجَآءَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَیَفْتَحُ بِہٖ اَعْیُنًا عُمْیًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا۔

بیشک میں حضور کی صفت توراۃ میں پاتا ہوں اے نبی یقیناً ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور اپنی امت کے تمام احوال وافعال پر مطلع اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اللہ عزوجل اس نبی کو نہ اٹھائے گا۔ یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور اس نبی کے ذریعے سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف چڑھے دل کھل جائیں۔

الطبرانی وابو نعیم فی الدلائل وابن عساکر عن محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبد اللّٰہ بن سلام عن ابیہ عن جدہ و ابن عساکر ایضاً من طریق زید بن اسلم عن عبد اللہ بن سلام و دارمی والبیھقی من طریق عطاء بن یسار عنہ نحوہ ولہ طرق تاتی فی الباب الاتی انشاء اللہ۔

تخریج حدیث! دارمی فی السنن ج ۱ ص ۱۴ وبیھقی فی الدلائل ج ۱ ص ۳۷۶ وھیثمی فی مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۷۱ وفتح الباری جلد

۴؍ صفحہ ۵۸۶ وابن سعد فی الطبقات الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۳۶۰

اللہ تعالیٰ کا سب کارخانہ سب لینا دینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہے

حدیث ۵۹: کہ اللہ عزوجل نے شعیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی۔

اِنِّیْ بَاعِثٌ نَبِیًّا اُمِّیًّا اَفْتَحُ بِہٖ اٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا وَّاَعْیُنًا عُمْیًا (اِلٰی اِنْ قَالَ) اھدی بہ مِنْ بَعْدِ الضَّلَالَۃِ وَاُعَلِّمُ بِہٖ بَعْدَ الْجَھَالَۃِ وَاَرْفَعُ بِہٖ بَعْدَ الْخُمُوْلَۃِ وَاُسَمِّیْ بِہٖ بَعْدَ النَّکِرَۃِ وَاُکَثِّرُ بِہٖ بَعْدَ الْقِلَّۃِ وَاُغْنِیْ بِہٖ بَعْدَ الْعَیْلَۃِ وَاَجْمَعُ بِہٖ بَعْدَ الْفُرْقَۃِ وَاُؤَلِّفُ بِہٖ بَیْنَ قُلُوْبٍ وَّاَھْوَاءٍ مُّتَشَتِّتَۃٍ وَّاُمَمٍ مُّخْتَلِفَۃٍ۔

بیشک میں ایک نبی امی کو بھیجنے والا ہوں جس کے ذریعے سے بہرے کان اور غلاف چڑھے دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اور اس کے سبب گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا اس کے ذریعے سے جہل کے بعد علم دوں گا اس کے وسیلے سے گمنامی کے بعد بلند نامی دوں گا اس کے ذریعے سے ناشناسی کے بعد شناخت دوں گا اس کے واسطے سے کمی کے بعد کثرت دوں گا اس کے سبب محتاجی کے بعد غنی کر دوں گا اس کے وسیلے سے پھوٹ کے بعد یکدلی دوں گا اس کے وسیلے سے پریشان دلوں مختلف خواہشوں متفرق امتوں میں میل کر دوں گا۔

ابن ابی حاتم عن وهب بن منبه۔

تخریج حدیث ! کذا ابو نعیم فی الدلائل النبوت ج ۱/ص ۷۲ برقم ۳۰

﴿﴾ للہ انصاف یہ کس قدر بلاؤں کا حضور کے وسیلے سے دفع ہونا ہے۔ وللہ الحمد

حدیث ۶۰ : کہ فرماتے ہیں ﷺ

لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَرْشَ کَتَبَ عَلَیْہِ بِقَلَمٍ مِنْ نُوْرٍ طُوْلُ الْقَلَمِ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بِہٖ اٰخُذُ وَبِہٖ اُعْطِیْ وَ اُمَّتُہٗ اَفْضَلُ الْاُمَمِ وَ اَفْضَلُھَا اَبُوْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ۔

جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں میں انہیں کے واسطے سے لوں گا اور انہیں کے وسیلے سے دوں گا ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور ان کی امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق۔

الرافعی عن سلمان رضی الله عنه.

تخریج حدیث! کذا هندی فی کنز العمال ج ۱۱/ص ۵۴۹، برقم ۳۲۵۸۱ لفظ له

بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی ﴿﴾ اسی حدیث جلیل جامع پر ختم کیجئے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ کا تمام لینا دینا اخذ وعطا سب محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں ان کے واسطے ان کے وسیلے سے ہے اسی کو خلافت عظمیٰ کہتے ہیں۔ ولله الحمد حمداً کثیراً۔

دیکھو ! بشہادت خدا ورسول جل وعلا ﷺ رزق پانا، مدد ملنا، مینہ برسنا، بلا دور

ہونا، دشمنوں کی مغلوبی عذاب کی موقوفی یہاں تک کہ زمین کا قیام زمین کی نگہبانی خلق کی موت خلق کی زندگی دین کی عزت امت کی پناہ بندوں کی حاجت روائی راحت رسانی سب اولیاء کے وسیلے اولیاء کی برکت اولیاء کے ہاتھوں اولیاء کی وساطت سے ہے مگر مصطفےٰ علیہ السلام کو دفع بلا کا واسطہ ماننا اور شرک پسندوں نے مشرک جانا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اور بحمد اللہ تعالیٰ تین حدیث اخیر نے تو روشن مستنیر کر دیا جو نعمت ملی جو بلا ٹلی سب مصطفےٰ علیہ السلام کے باعث حاصل وزائل ہوئی بارگاہ الٰہی کا لینا دینا سارا کارخانہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ہے ہاں ہاں لاواللہ ثم باللہ۔ ایک دفع بلا حصول عطا کیا تمام جہان اور اس کا قیام سب انہیں کے دم قدم سے ہے۔ عالم جس طرح ابتدائے آفرینش میں ان کا محتاج تھا کہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا۔ یوہیں بقا میں بھی ان کا محتاج ہے آج اگر ان کا قدم درمیان سے نکال لیں ابھی ابھی فنائے مطلق ہو جائے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَکَرَّمْ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب دوم

وجہ دوم پر نصوص لیجئے اور بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نصوص نجدیت شکن

جان وہابیت پر برق افگن

اس میں چالیس آیتیں اور دو سو چالیس حدیثیں ہیں

فصل اول

آیات شریفہ میں

خدا اور رسول نے دولت مند کر دیا

آیت ۷: قَالَ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۔ (پ ۱۰ سورۃ توبہ ۷۴)

اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضل سے

ہاں یہ جگہ ہے کہ غیظ میں کٹ جائیں بیمار دل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم نے دولت مند کر دیا اپنے فضل سے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اور سب اہل سنت کو دین و دنیا کا دولتمند فرما اپنے فضل سے صلی اللہ علیہ وسلم

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا

نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

آیت ۸ :

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ۔

(پ۱۰ سورۃ توبہ ۵۹)

اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول جل وعلا و ﷺ کے دیئے پر اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول ﷺ بیشک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

یہاں رب العزت جل وعلا نے اپنے ساتھ اپنے رسول ﷺ کو بھی دینے والا فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ ورسول سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں۔ (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

خدا اور رسول نے نعمت دی

آیت ۹:

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

(پ۲۲، احزاب ۳۷)

اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی۔

آیت ۱۰ :

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ

آدمی کے لئے بدلی والے ہیں اس کے

يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ — آگے اور اس کے پیچھے کہ اس کی حفاظت کرتے ہیں

(پ ۱۳، سورۃ الرعد ۱۱)

اللہ کے حکم سے بدلی والے یہ کہ صبح کے محافظ عصر کو بدل جاتے ہیں اور عصر کے صبح کو

وَلِلّٰهِ الْحَمْد

آیت ۱۱:

وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً — اللہ بھیجتا ہے تم پر نگہبانوں کو

(پ ۷۔ سورۃ انعام آیت ۶۱)

ان آیات میں مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ فرشتوں کو ہمارا حافظ ونگہبان فرماتا ہے۔

آیت ۱۲:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ — اے نبی کافی ہے تجھے اللہ اور جو مسلمان تیرے پیرو ہوئے۔

(پ ۱۰ انفعال، آیت ۶۴)

یہاں رب تبارک وتعالیٰ اپنے نام پاک کے ساتھ صحابہ کرام کو ملا کر فرماتا ہے۔ اے نبی اب کہ عمر اسلام لے آیا تجھے اللہ اور یہ چالیس مسلمان کفایت کرتے ہیں۔

فِی الْجَلَالَیْنِ حَسْبُکَ اللّٰهُ وَحَسْبُکَ مَنِ اتَّبَعَکَ۔ (صفحہ ۱۵۳)

ترجمہ شاہ ولی اللہ میں ہے۔

"اے پیغامبر کفایت ست ترا خدا و آنانکہ پیروی تو کردہ اند از مسلمانان"۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پانچ آیتیں کہ حضور کو اپنا رب کہنا شرک نہیں جبکہ مجاز مراد ہو

آیت ۱۳: یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔

اِنَّہٗ رَبِّیۡۤ اَحۡسَنَ مَثۡوَایَ
(پ ۱۲، سورۃ یوسف آیت ۲۳)

بیشک عزیز مصر میرا رب ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

فِی الجَلَالَیۡنِ اِنَّہٗ اَیِ الَّذِیۡ اشۡتَرَانِیۡ رَبِّیۡ سَیِّدِیۡ۔ (صفحہ ۱۹۱)

آیت ۱۴:

اَمَّاۤ اَحَدُکُمَا فَیَسۡقِیۡ رَبَّہٗ خَمۡرًا
(پ ۱۲، یوسف آیت ۴۱)

اے زندان کے ساتھیوں تم میں ایک تو اپنے رب کو شراب پلائے گا۔

آیت ۱۵:

وَقَالَ لِلَّذِیۡ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنۡہُمَا اذۡکُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّکَ
(پ ۱۲، سورۃ یوسف آیت ۴۲)

اور یوسف نے کہا اس سے جسے ان دونوں میں چھٹکارا پاتا سمجھا کہ اپنے رب کے پاس میرا چرچا کیجیو۔ (یعنی بادشاہ مصر کے سامنے)

اس پر مولیٰ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

آیت ۱۶:

فَاَنۡسٰہُ الشَّیۡطٰنُ ذِکۡرَ رَبِّہٖ۔
(پ ۱۲، سورۃ یوسف آیت ۴۲)

تو اسے بھلا دیا شیطان نے اپنے رب بادشاہ مصر کے آگے یوسف کا ذکر کرنا۔

فِی الجَلَالَیْنِ اَیِ السَّاقِی الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ یُوْسُفَ عِنْدَ رَبِّہٖ (صفحہ ۱۹۳)۔

آیت ۱۷!

قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ (پ ۱۲ سورۃ یوسف: ۵۰)

یوسف نے کہا پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔

سُبْحَانَ اللّٰہ: بادشاہ وغیرہ کو تو مجازی پرورش کے باعث اس کا رب تیرا رب میرا رب کہنا صحیح ہو یہ اللہ فرمائے اور اللہ کا رسول فرمائے اور مصطفٰے ﷺ کو دافع البلاء کہنا شرک؟

آیت ۱۸ : رب جل وعلا اپنے مبارک بندے عیسٰی ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے۔

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ ۚ (پ ۷ سورۃ المائدہ ۱۱۰)

اور جب تو بناتا مٹی سے پرندہ کی شکل میری پروانگی سے پھر پھونک مارتا اس میں تو وہ ہو جاتی پرند میری پروانگی سے اور تو اچھا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری پروانگی سے اور جب تو قبروں سے مردے نکالتا میری پروانگی سے

دفع بلائے مرض وابرائے اکمہ وابرص میں کتنا فرق ہے۔

اللہ کی عطا سے مردے کو زندہ کرتا ہوں

آیت ۱۹ : حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَ اُبۡرِیُٔ الۡاَکۡمَہَ وَ الۡاَبۡرَصَ وَ اُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَ اُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَ مَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ (الی قولہ) وَ لِاُحِلَّ لَکُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ حُرِّمَ عَلَیۡکُمۡ

(پ ۳، آل عمران ۴۹ - ۵۰)

میں بناتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی مورت پھر پھونکتا ہوں اس میں تو وہ ہو جاتی ہے پرند اللہ کی پروانگی سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور بدن بگڑے کو اور میں زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کی پروانگی سے اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں بھر رکھتے ہو (الی قولہ) اور تاکہ میں حلال کردوں تمہارے لئے بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔

سُبۡحَانَ اللّٰہ : عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام جو فرما رہے ہیں میں خلق کرتا ہوں، شفا دیتا ہوں، مردے جلاتا ہوں، بعض حراموں کو حلال کئے دیتا ہوں ان اسنادوں کی نسبت کا کیا حکم ہوگا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
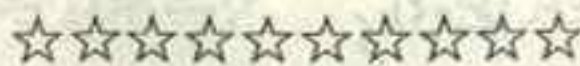
اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ کہنا شرک نہیں

آیت ۲۰ :

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ

نکاح کرو اپنی بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بندوں کنیزوں کا۔

(پ۱۸ النور:۳۲)

یہاں مولیٰ تعالیٰ عزوجل ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمارہا ہے اللہ کی شان زید کا بندہ عمرو کا بندہ اُس کا بندہ اِس کا بندہ اللہ فرمائے رسول فرمائے صحابہ فرمائیں ائمہ فرمائیں مگر محمد رسول اللہ ﷺ کا بندہ کہا اور شرک فروشوں نے حکم شرک جڑا شاید ان کے نزدیک زید وعمر خدا کے شریک ہوسکتے ہوں گے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ.

آیت ۲۱ :

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِىَّ الْاُمِّىَّ الَّذِىْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ

وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے بے پڑھے کی جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توارت وانجیل میں وہ انہیں حکم دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے اور حلال کریگا ان کے لئے ستھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں اور اتارے گا ان پر سے ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو ان پر تھے۔

(پ ۹ الاعراف آیت ۱۵۷)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جان جہان و جہان جان اس جان جان وجان ایمان ﷺ کے پاک مبارک ہاتھوں پر قربان جس نے ہماری پیٹھوں سے بھاری بوجھ اتار لئے ہماری گردنوں سے تکلیفوں کے طوق کاٹ دیئے۔

للہ انصاف اور دافع بلا کسے کہتے ہیں۔ ﷺ۔

حضور گناہوں سے پاک کرتے ہیں

آیت ۲۲: سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔

(پ ۱، البقرہ: ۱۲۹)

اے رب ہمارے اور ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیج کہ ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور وہ پیمبر انہیں گناہوں سے پاک کر دے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

یہ ہمارے نبی حضور سید عالم ﷺ ہوئے کہ

اَنَا دَعْوَةُ اَبِىْ اِبْرَاهِيْمَ۔

میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم۔

آیت ۲۳: خود رب العزت جل وعلا فرماتا ہے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

جس طرح بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تمہیں سے کہ تم پر آیتیں تلاوت کرتا اور تمہیں پاکیزہ بناتا اور تمہیں قرآن

وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔	وحکمت سکھاتا اور ان باتوں کا تم کو علم دیتا
(پ ۲، البقرہ: ۱۵۱)	ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

آیت ۲۴:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا ایمان والوں پر
اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ	جب کہ بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ	سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اللہ کی
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ	اور پاک کرتا ہے انہیں گناہوں سے اور علم
وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ	دیتا ہے انہیں قرآن وحکمت کا اگرچہ تھے
مُّبِيْنٍ (پ ۴، آل عمران: ۱۶۴)	اس سے پہلے بیشک کھلی گمراہی میں۔

حضور قیامت تک تمام امت کو پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں

آیت ۲۵:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ	اللہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ	ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ	آیات الٰہیہ پڑھتا اور انہیں ستھرا کرتا
وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ	اور انہیں کتاب وحقائق کا علم بخشتا ہے۔
لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ	اگرچہ وہ اس سے پہلے بھی کھلی گمراہی

لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (پ ۲۸، الجمعه ۲، ۳، ۴)	میں تھے، نیز پاک کریگا اور علم عطا فرمائے گا ان کی جنس کے اور لوگوں کو جواب تک ان سے نہیں ملے اور وہی غالب حکمت والا ہے، یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

الحمد للہ اس آیت کریمہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا فرمانا گناہوں سے پاک کرنا ستھرا بنانا صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خاص نہیں بلکہ قیام قیامت تک تمام امت مرحومہ حضور کی ان نعمتوں سے محظوظ اور حضور کی نظر رحمت سے ملحوظ ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

بیضاوی شریف میں ہے۔ هم الذين جاء وبعد الصحابة الى يوم الدين۔ یہ دوسرے جنہیں مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم دیتے اور خرابیوں سے پاک کرتے ہیں۔ تمام مسلمان ہیں کہ صحابہ کرام کے بعد قیامت تک ہوں گے۔

معالم شریف میں ہے۔

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ هُمْ جَمِيْعُ مَنْ دَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهِيَ رِوَايَةُ ابْنِ أَبِي	امام ابن زید نے فرمایا یہ دوسرے لوگ تمام اہل اسلام ہیں کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے اور یہی معنی

نَجِيح عَنْ مُجَاهِدٍ (جلد ۲ صفحہ ۳۴۰) — امام مجاہد شاگرد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ابن ابی نجیح نے روایت کیے۔

الحمد للہ قرآن عظیم میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تعریفوں کا اس قدر اہتمام ہے کہ چار جگہ یہ اوصاف بیان فرمائے۔ دو جگہ سورۃ بقرہ تیسرے آل عمران چوتھے سورۃ جمعہ اور اس آخر میں تو وہ جانفزا کلمے ارشاد ہوئے جنھوں نے ہم خفتہ بختوں کی تقدیر جگادی، بیمار دلوں پر بجلی گرادی۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

آیت ۲۶ : جب ابولبابہ وغیرہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہ غزوہ تبوک میں ہمراہ رکاب سعادت حاضر نہ ہوئے تھے۔ اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک حضور والا صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نہ کھولیں گے نہ کھلیں گے۔ آیت اتری۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ۔

(پ ۱۱، سورۃ توبہ ۱۰۳)

اے نبی ﷺ لے لو ان توبہ کرنے والوں کے مالوں سے صدقہ کہ تم پاک کرو انہیں اور ستھرا کردو انہیں گناہوں سے اس صدقے کے سبب اور دعائے رحمت کرو ان کے حق میں کہ تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے

دیکھو ! حضور دافع البلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں گناہوں سے پاک کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلائے گناہ ان کے سروں سے ٹالی اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا ان کے دلوں کا چین ہو تو یہی دفع الم ہے۔

صلی اللہ تعالیٰ علی دافع البلاء والالم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

آیت ۲۷ :

لَا یَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔
(پ ۱۶ ،سورۃ مریم :۸۷)

اللہ عزوجل کے یہاں شفاعت کے مالک وہی ہیں جنہوں نے رحمٰن کے ساتھ عہد و پیمان کر رکھا ہے

محبوبان خدا، اللہ کے حضور شفاعت کے مالک ہیں

آیت ۲۸ :

وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ۔
(پ ۲۵ سورۃ الزخرف ۸۶)

جنہیں مشرکین اللہ کے سوا پوجتے ہیں ان میں شفاعت کے مالک صرف وہی ہیں جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں۔

یعنی عیسیٰ و عزیر و ملٰئکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ ان آیات میں مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو شفاعت کا مالک بتاتا ہے اور عہد و پیمان مقرر ہو جانے نے تقویۃ الایمان کی اس بدلگامی کا بھی منہ سی دیا۔ کہ شفاعت میں کسی کی خصوصیت نہیں جسے چاہے گا کھڑا کر دیگا۔

آیت۲۹ :

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰہُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

نادانوں کو اپنے مال کہ خدا نے تمہاری ٹیک بنائے ہیں نہ دو اور انہیں ان میں سے رزق دو اور کپڑے پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو۔

(پ ۴، سورۃ النساء :۵)

بندے بندوں کو رزق دیتے ہیں

آیت۳۰ :

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنُ فَارْزُقُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔

جب ترکہ بانٹتے وقت قرابت والے اور یتیم اور مسکین آئیں تو انہیں ان میں سے رزق دو اور ان سے اچھی بات کہو

(پ ۴، النساء :۸)

ان آیات میں خدا بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ تم رزق دو۔

مجاہدین کو فرشتے ثابت قدم رکھتے ہیں

آیت۳۱ :

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ

جب وحی بھیجی تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم ثابت قدمی دو ایمان والوں کو۔

(پ ۹۔ الانفال ۱۲)

کاروبار دنیا کی فرشتے تدبیر کرتے ہیں

آیت ۳۲ :

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا

(پ ۳۰، النزعات:۵)

قسم ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔

یہ صفت بھی بالذات ذات الٰہی جل وعلا کی ہے۔قال تعالیٰ یدبر الامر۔

معالم التنزیل شریف میں ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُمُ الْمَلٰئِكَةُ وُكِّلُوْا بِاُمُوْرٍ عَرَّفَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَزَّوَجَلَّ الْعَمَلَ بِهَا قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ فِي الدُّنْيَا اَرْبَعَةٌ جِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَمَلَكُ الْمَوْتِ وَاِسْرَافِيْلُ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَاَمَّا جِبْرَئِيْلُ فَمُوَكَّلٌ بِالْوَحْيِ وَ الْبَطْشِ وَهَزْمِ الْجُيُوْشِ وَاَمَّا مِيْكَائِيْلُ فَمُوَكَّلٌ بِالْمَطَرِ وَالنَّبَاتِ وَالْاَرْزَاقِ وَاَمَّا مَلَكُ الْمَوْتِ فَمُوَكَّلٌ بِقَبْضِ الْاَنْفُسِ وَاَمَّا اِسْرَافِيْلُ فَهُوَ صَاحِبُ الصُّوْرِ وَلَا يَنْزِلُ اِلَّا لِلْاَمْرِ الْعَظِيْمِ ۔ (جلد ۴: صفحہ ۴۴۲)

یعنی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کیے گئے جن کی کاروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی،عبد الرحمن بن سابط نے فرمایا دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبریل ،میکائیل،عزرائیل ،اسرافیل علیہم الصلاۃ والسلام ۔ جبرئیل تو ہواؤں اور لشکروں پر موکل ہیں۔(کہ ہوائیں چلانا لشکروں کو فتح وشکست دینا ان کا تعلق ہے)۔اور میکائیل باراں وروئیدگی پر مقرر ہیں۔(کہ مینہہ برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں)۔اور عزرائیل قبض ارواح پر مسلط ہیں

اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں۔

اللہ اکبر! قرآن عظیم وہابیہ پر ایک سے ایک سخت تر آفت ڈالتا ہے۔ حدیث میں فرمایا۔

"اَلْقُرْآنُ ذُوْوُجُوْہٍ"۔ قرآن متعدد معانی رکھتا ہے۔

رواہ ابو نعیم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

تخریج حدیث! کذاھدی کنز العمال ج ا ص ۵۵۱ برقم ۲۴۶۹۔

علماء فرماتے ہیں قرآن عظیم اپنے ہر معنی پر حجت ہے۔

وَلَمْ یَزَلِ الْاَئِمَّۃُ یَحْتَجُّوْنَ بِہٖ عَلٰی وُجُوْہِہٖ وَذٰلِکَ مِنْ اَعْظَمِ وُجُوْہِ اِعْجَازِہٖ وَقَدْ فَصَّلْنَا ھٰذَا الْمَرَامَ فِیْ رِسَالَتِنَا الزُّلَالِ الْاَنْقٰی مِنْ بَحْرِ سَبْقَۃِ الْاَتْقٰی۔

اولیائے کرام بعد انتقال تمام عالم میں تصرف کرتے اور کاروبار جہاں کی تدبیر فرماتے ہیں

اب اسی آیہ کریمہ کے دوسرے معنی لیجئے۔

تفسیر بیضاوی شریف میں ہے۔

اَوْ صِفَاتُ النُّفُوْسِ الْفَاضِلَۃِ حَالَ الْمُفَارَقَۃِ فَاِنَّہَا تَنْزِعُ عَنِ الْاَبْدَانِ غَرْقًا اَیْ نَزْعًا شَدِیْدًا مِنْ اِغْرَاقِ النَّازِعِ فِی الْقَوْسِ وَ تَنْشَطُ

یعنی یا ان آیات کریمہ میں اللہ عزوجل ارواح اولیاء کرام کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی

اِلٰی عَالَمِ الْمَلَکُوْتِ وَتَسْبَحُ فِیْهَا فَتَسْبَقُ اِلٰی حَظَائِرِ الْقُدْسِ فَتَصِیْرُ لِشَرْفِهَا وَقُوَّتِهَا مِنَ الْمُدَبِّرَاتِ (ج ۵ ص ۴۴۵ دارالفکر بیروت)	طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی حظیر ہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی پس اب تو اپنی بزرگی وطاقت کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہوجاتی ہیں۔

اب تو بحمد اللہ تعالیٰ اولیائے کرام بعد وصال عالم میں تصرف کرتے اور اس کے کاموں کی تدبیر فرماتے ہیں۔ فللہ الحجۃ البالغہ ۔

﴿۶﴾ علامہ احمد بن شہاب خفاجی عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی وامام فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ سے اس معنی کی تائید میں نقل کر کے فرماتے ہیں

وَلِذَا قِیْلَ اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ اِلَّا اَنَّہٗ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ کَمَا تُوُهِّمَ وَلِذَا اِتَّفَقَ النَّاسُ عَلٰی زِیَارَةِ مَشَاهِدِ السَّلَفِ وَالتَّوَسُّلِ بِهِمْ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَاِنْ اَنْکَرَهٗ بَعْضُ الْمَلَاحِدَةِ فِیْ عَصْرِنَا وَالْمُشْتَکٰی اِلَیْهِ هُوَ اللّٰهُ۔ (جلد ۹ صفحہ ۳۹۹)	یعنی اس لئے کہا گیا کہ جب تم کاموں میں متحیر ہو تو مزارات اولیاء سے مدد مانگو مگر یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ بعض کو وہم ہوا اور اسی لئے مزارات سلف صالحین کی زیارت اور انہیں اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اگرچہ ہمارے زمانے میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے اور خدا کی ہی طرف ان کے فساد کی فریاد ہے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ صفت حضرت عزت کی ہے نہیں نہیں یہ خاص صفت اسی کی

ہے۔رب عزوجل فرماتا ہے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔

(پ۱۱،سورۃ یونس:۳۱)

اے نبی ﷺ ان کافروں سے فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے رزق دیتا ہے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی اب کہہ دیں کہ اللہ تو فرماؤ پھر ڈرتے کیوں نہیں

قرآن عظیم خود ہی فرماتا ہے۔یہ صفت اللہ عزوجل کے لئے ایسی خاص ہے کہ کافر مشرک تک اس کا اختصاص جانتے ہیں۔ان سے بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کرنے والا کون ہے تو اللہ ہی کو بتائیں گے۔دوسرے کا نام نہ لیں گے۔اور خود ہی اس صفت کو اپنے مقبول بندوں کے لئے ثابت فرماتا ہے۔کہ قسم ان محبوبان خدا کی جو عالم میں تدبیر وتصرف کرتے ہیں۔ایمان سے کہنا وہابیت کے دھرم پر قرآن عظیم شرک سے کیوں کر بچا۔

سوسوالوں کا ایک جواب

اے ناپاک طائفے کے سنگت والو! جب تک ذاتی عطائی کے فرق پر ایمان نہ لاؤ گے کبھی قرآن وحدیث کے قہروں سے پناہ نہ پاؤ گے۔اور اس پر ایمان لاتے ہی یہ تمہاری شرکیات کے راگ متعلقہ تدبیر وتصرف واستمداد واستعانت ودافع بلا وحاجت روا ومشکل کشا وعلم غیب وندا وغیرہا سب کافور ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے مبارک منصور[1] بندے

[1] نصرت دیئے گئے،مدد دیئے گئے۔

آنکھوں دیکھے منصور نظر آئیں گے۔

اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔

موت فرشتہ دیتا ہے

آیت ۳۳:

قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ ۔ — تو فرمائیے تمہیں موت دیتا ہے مرگ کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

(پ ۲۱، سورۃ سجدہ: ۱۱)

آیت ۳۴:

تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا (پ ۷، الانعام: ۶۱) — موت دی اسے ہمارے رسولوں نے

حالانکہ خود فرماتا ہے۔

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ — اللہ ہے کہ موت دیتا ہے جانوں کو۔

جبریل نے بیٹا دیا

آیت ۳۵:

لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا۔ — جبریل نے مریم سے کہا کہ میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا۔

(پ ۱۶، سورۃ مریم: ۱۷)

صلی اللہ تعالٰی علیہم وسلم ۔ اللہ اللہ اب جبریل بیٹا دے رہے ہیں۔ بھلا نجدیہ کے یہاں اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔

وہابیہ تو اسی کو روتے تھے۔ کہ محمد بخش، احمد بخش نام رکھنا شرک ہے۔ یہاں قرآن عظیم سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والتسلیم کو جبریل بخش بتا رہا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ السَّامِیَةُ

اللہ اور جبریل اور ابو بکر و عمر مددگار ہیں

آیت ۳۶:

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۔

(پ ۲۸، التحریم: ۴)

بیشک اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ ۔ یہ نیک مسلمان ابو بکر صدیق و عمر فاروق ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

رواه الطبرانی فی الکبیر وابن مر دویة والخطیب عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه .

تخریج حدیث: طبرانی فی الکبیر (ج ۱۰/ص ۲۰۶) تاریخ مدینه دمشق ۴۵/۴۴ عن مقاتل .

﴿۴﴾ بلکہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرات میں یوں ہی تھا۔

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَالِكَ ظَهِيْرٌ۔

یہاں اللہ عزوجل اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوبوں کو فرماتا ہے۔ اللہ اور جبریل اور اور ابوبکر و عمر مددگار ہیں۔

آیت ۳۷ :

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ۔
(پ۱۹، النمل: ۲۳)

ہدہد نے ملک سبا سے آکر سیدنا سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام سے عرض کی میں نے ایک عورت پائی کہ وہ ان کی مالک ہے اور اسے سب کچھ دیا گیا ہے اس کا بڑا تخت ہے۔

یہاں بادشاہ کو رعایا کا مالک فرمایا۔ تو رعایا کہ آزاد و غلام سب اس کے مملوک ہوئے مگر کوئی اگر محبوبان خدا کو اپنا مالک اور اپنے آپ کو مملوک کہے، وہابیہ کے دین میں مشرک ٹھہرے۔

آیت ۳۸ :

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (پ ٦، المائدہ: ۳۲)

جس نے ایک جان کو زندہ کیا اس نے گویا سب آدمیوں کو جلا لیا۔

یہ آیت اس کے بارے میں ہے جس نے کسی کے قتل ناحق سے احتراز کیا یا قاتل سے قصاص نہ لیا چھوڑ دیا اسے فرماتا ہے کہ اس نے اس شخص کو زندہ کیا اور ایک اسی کو

کیا گویا تمام آدمیوں کو جلالیا۔

﴿﴾ معالم شریف میں ہے۔ ومن احیا ھا وتورع عن قتلھا۔ اس میں ہے۔

ومن احیا ھا ای عفا عمن وجب علیہ القصاص لہ فلم یقتلہ۔

وہابی صاحب بتائیں کہ دفع بلا زیادہ یا زندہ کرنا جلالینا، حیات دینا۔

آیت ۳۹ :

اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْۤ اُوْفِی الْكَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ۔

(پ ۱۲، سورہ یوسف: ۵۹)

یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں پورا پیمانہ عطا فرماتا ہوں اور میں سب سے بہتر اتارنے والا ہوں۔

کہ جو میرے سایہ رحمت میں آکر اترتا ہے اسے وہ راحت بخشتا ہوں کہ کہیں نہیں ملتی یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے تو یہ فرمایا اور رب عزوجل نوح علیہ الصلاۃ والسلام سے فرماتا ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ۔

(۱۸، المؤمنون : ۲۸)

اے نوح جب تو اور تیرے ساتھ والے کشتی پر ٹھیک بیٹھ لیں تو میری حمد بجالانا اور یوں عرض کرنا کہ اے رب میرے مجھے برکت والا اتارنا اتار اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔

یہ اللہ عزوجل کی خاص صفت نبی صدیق نے اپنے لئے کیسی ثابت فرمائی اور جب نبی صدیق سب سے بہتر اتارنے والے راحت ونعمت بخشنے والے ہوئے تو دافع البلاء سے بھی

بڑھ کر ہوئے۔ کما لایخفے۔

صرف اللہ، رسول و اولیاء مددگار ہیں وبس

آیت ۴۰ :

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ آمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۔ (پ۶، المائدہ:۵۵)

اے مسلمانو۔ تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

اقول: یہاں اللہ و رسول جل وعلا و ﷺ اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرما دیا کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں ورنہ عام مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کے ساتھ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۔

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں

حالانکہ خود ہی دوسری جگہ فرماتا ہے۔

ما لھم من دونہ ولی۔

اللہ کے سوا کسی کا کوئی مددگار نہیں۔

معالم میں ہے۔ (مَا لَھُمْ) ای لِاَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (مِنْ دُوْنِہٖ) ای مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (مِنْ وَّلِیٍّ) نَاصِرٍ ۔

وہابی صاحبو! تمہارے طور پر معاذ اللہ کیسا کھلا شرک ہوا کہ قرآن نے خدا کی خاص صفت امداد کو رسول ﷺ و صلحا کے لئے ثابت کیا جسے قرآن ہی جابجا فرما چکا تھا کہ یہ اللہ

کے سوا دوسرے کی صفت نہیں مگر بحمد اللہ اہل سنت دونوں آیتوں پر ایمان لاتے اور ذاتی عطائی کا فرق سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بالذات مددگار ہے یہ صفت دوسرے کی نہیں اور رسول واولیاء اللہ۔ اللہ کی قدرت دینے سے مددگار ہیں۔ وللہ الحمد۔

اب اتنا اور سمجھ لیجئے مددگار ہے کے لئے ہوتی ہے؟۔ دفع بلا کے واسطے تو جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ کے مقبول بندے بنص قرآن مسلمانوں کے مددگار ہیں تو قطعاً دافع البلاء بھی ہیں اور فرق وہی ہے کہ اللہ سبحنہ بالذات دفع البلاء اور انبیاء اولیاء علیہم الصلاۃ والثناء بعطائے خدا۔ وَالْحَمْدُ للہ العلی الاعلیٰ پنج آیت از تورات وانجیل وزبور مقدسہ۔

آیت ۴۱ : **تورات شریف** امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دارمی وطبرانی ویعقوب بن سفیان حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ تورات مقدس میں حضور پرنور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت یوں ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے حافظ ونگہبان ہیں

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ (إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى) يَعْفُو وَيَغْفِرُ۔

اے نبی ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور بے پڑھوں کے لئے پناہ (الی قولہ تعالیٰ) معاف کرتا ہے اور مغفرت فرماتا ہے۔

بخاری فی الصحیح جلد ۱ صفحہ ۲۸۵ ودارمی فی سنن جلد ۱ صفحہ ۱۶، وبیہقی فی الدلائل جلد ۱ صفحہ ۳۷۶ وہیثمی فی مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۷۱ وفتح الباری جلد ۴ صفحہ ۳۴۳ وجلد ۸ صفحہ ۵۸۶۔

حرز بھی رب العزت جل وعلا کی صفات سے ہے۔

حدیث میں ہے یَا حِرْزَ الضُّعَفَآءِ یَا کَنْزَ الْفُقَرَاءِ۔

علامہ زرقانی شرح مواہب شریفہ میں فرماتے ہیں۔

جَعَلَهٗ نَفْسَهٗ حِرْزًا مُّبَالَغَةً لِحِفْظِهٖ لَهُمْ فِی الدَّارَیْنِ یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پناہ دینے والے ہیں۔

مگر رب تبارک وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بطور مبالغہ خود پناہ کہا۔ جیسے عادل کو عدل یا عالم کو علم کہتے ہیں۔ اور اس صفت کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا وآخرت میں اپنی امت کے حافظ ونگہبان ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

آیت ۴۲ از توراۃ : ہاں ہاں خبردار، ہوشیار، آئے نجدیان نابکار ذرا کم سن نو پیدا عیارہ خام پارہ وہابیت ناکارہ کے ننھے سے کلیجے پر ہاتھ دھر لینا توراۃ وزبور کی دو آیتیں تلاوت کی جائیں گی نوخیز وہابیت کی نادان جان پر قہر الٰہی کی بجلیاں گرائیں گی۔ افسوس تمہیں توراۃ وزبور کی تکذیب کرتے کیا لگتا تھا جب تم قرآن کی نہ سنو اللہ کا کذب تم ممکن گنو، مگر جان کی آفت گلے کا غل تو یہ ہے کہ یہ آیات جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے نقل فرمائیں۔ کلام الٰہی بتائیں یہ امام الطائفہ کے نسب کے چچا شریعت کے باپ طریقت کے دادا۔ اب نہ انہیں مشرک کہے بنتی ہے نہ کلام الٰہی پر ایمان لانے کو روٹھی وہابیت منتی ہے۔

ع .... نہ روئے فتن نہ رائے ماندن۔

دوگونہ رنج وعذاب است جان لیلےٰ را

بلائے صحبت مجنوں و فرقت مجنوں

☆☆☆☆☆☆☆

سب کے ہاتھ حضور کی طرف پھیلے ہیں

ہاں اب ذرا گھبرائے دلوں شرمائی چتونوں سے لجائی انگھڑیاں اوپر اٹھائیے اور بحمد اللہ وہ سنیے کہ ایمان نصیب ہو تو سنی ہو جائیے۔

جناب شاہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں۔ توراۃ کے سفر چہارم میں ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِاِبْرَاھِیْمَ اِنَّ ھَاجَرَ تَلِدُ وَیَکُوْنُ مِنْ وَّلَدِھَا مَنْ یَدُہٗ فَوْقَ الْجَمِیْعِ وَیَدُ الْجَمِیْعِ مَبْسُوْطًا اِلَیْہِ بِالْخُشُوْعِ (صفحہ ۳۴۴ مترجم نور محمد، اصح المطابع کراچی)

اللہ تعالٰی نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا بیشک ہاجرہ کے اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب پر بالا ہے۔ اور سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی وگڑگڑانے میں۔

وہ کون **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** سید الکون معطی العون صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قربان تیرے اے بلند ہاتھ والے اے دو جہاں کے اجالے حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہماری عاجزی محتاجی کے ہاتھ ہر لئیم بے قدرت سے بچائے اور تجھ جیسے کریم رؤف ورحیم کے سامنے پھیلائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستان بتایا

حضور ساری زمین اور تمام مخلوق کے مالک ہیں

آیت ۴۳: از زبور مقدس نیز تحفہ میں زبور شریف سے منقول۔

يَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰی شَفَتَیْکَ مِنْ اَجَلِ ذٰلِکَ نُبَارِکُ عَلَیْکَ فَتَقَلَّدِ السَّیْفَ فَاِنَّ بَهَاءَکَ وَحَمْدَکَ الْغَالِبُ (اِلٰی قَوْلِهٖ) اَلْاُمَمُ یَخِرُّوْنَ تَحْتَکَ کِتَابُ حَقٍّ جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْیُمْنِ وَالتَّقْدِیْسِ مِنْ جَبَلِ فَارَانَ وَامْتَلَاءَتِ الْاَرْضُ مِنْ تَحْمِیْدِ اَحْمَدَ وَتَقْدِیْسِهٖ وَمَلَکَ الْاَرْضَ وَرِقَابَ الْاُمَمِ (مترجم ص ۳۳۶)

اے احمد ﷺ رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر میں اس لئے تجھے برکت دیتا ہوں تو اپنی تلوار حمائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی سچی کتاب لایا اللہ برکت و پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے بھر گئی زمین احمد کی حمد اور اسکی پاکی بولنے سے احمد مالک ہو ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اے احمد پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مملوکو خوشی وشادمانی ہے۔ تمہارے لئے تمہارا مالک پیارا سراپا کرم سراپا رحمت ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

؎ عہد مابالب شیریں دہناں بست خدائے   باہمہ بندہ وایں قوم خداوندانند

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب   یعنی محبوب ومحب میں نہیں میرا تیرا

جو حضور کو اپنا مالک نہ جانے سنت کی حلاوت نہ پائے

ولہذا۔ حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام اجل قاضی عیاض شفا شریف، پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف نقلا وتذکیرا پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض پھر علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحا وتفسیرا فرماتے ہیں۔

مَنْ لَمْ یَرَ وَلَایَةَ الرَّسُوْلِ عَلَیْهِ فِیْ جَمِیْعِ اَحْوَالِهٖ وَیَرٰی نَفْسَهٗ فِیْ مِلْکِهٖ لَا یَذُوْقُ حَلَاوَۃَ سُنَّتِهٖ۔ (شفاء شریف ج ۲ ص ۵۶۴ باب لزوم محبته ونسیم الریاض ج ۳ ص ۳۴۷)	جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔

وَالْعِیَاذُبِاللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

فائدہ عظیمہ : الحمدللہ سنیوں کی اقبالی ڈگری۔ ان آیات تورات وزبور پر فقیر غفر اللہ تعالٰی لہٗ کو دو آیت تورات وانجیل مبارک مع چند احادیث کے یاد آئیں۔

مگر ان کے ذکر سے پہلے امام الطائفہ کا ایک انجان پنے کا اقرار سن لیجئے۔

تقویۃ الایمان فصل ثانی اشراک فی العلم کے شروع میں لکھا ہے۔ ''جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے: جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے۔'' (تقویۃ الایمان ص۷۶) انتہی۔

بھولا نادان لکھنے کو لکھ گیا مگر۔

؎ کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائے گا

دین نجدی پائمال سنیاں ہو جائے گا

☆☆☆☆☆☆

بارہ حدیثیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار و تصرف کی کنجیاں عطا ہوئیں

غریب مسکین کیا جانتا تھا کہ وہ تو چند ورق بعد یہ کہنے کو ہے کہ

''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔'' (تقویۃ الایمان ص ۱۱۷)

یہاں اس کے قول سے تمام عالم پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار تام ثابت ہو جائے گا۔ بیچارے مسکین عزیز کے دھیان میں اس وقت بھی لوہے پیتل کی کنجیاں تھیں۔ جو جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بساطی[1] پیسے پیسے بیچتے ہیں اس کی خواب میں بھی خیال نہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب جل وعلا نے اس بادشاہ جبار جلیل الاقتدار عظیم الاختیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا کیا کنجیاں عطا فرمائی ہیں۔ ہاں ہم سے سن اور وہ سن کہ سن ہو جا۔

آیات و احادیث عطائے مفاتیح عالم

بحضور پرنور مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آیت ۴۴: از توراۃ شریف، بیہقی و ابو نعیم دلائل النبوۃ، ابن عساکر حضرت ام الدرداء سے راوی۔ میں نے کعب احبار سے پوچھا تم توراۃ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کیا پاتے ہو کہا حضور کا وصف توراۃ مقدس میں یوں ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اِسْمُهُ الْمُتَوَكِّلُ	محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے
لَيْسَ فَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي	نہ درشت خو ہیں نہ سخت گو نہ بازاروں میں

[1] خردہ فروش ۔ ضرورت کی چھوٹی موٹی چیزیں بیچنے والا

الْاَسْوَاقِ وَاُعْطِیَ الْمَفَاتِیْحَ لِیُبْصِرَ اللّٰہُ بِہٖ اَعْیُنًا عُوْرًا وَّیُسْمِعَ بِہٖ اٰذَانًا صُمًّا وَّیُقِیْمَ بِہٖ اَلْسِنَۃً مُّعْوَجَّۃً حَتّٰی یَشْھَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ یُعِیْنُ الْمَظْلُوْمَ وَیَمْنَعُہٗ مِنْ اَنْ یُّسْتَضْعَفَ ۔	چلانے والے، وہ کنجیاں دیئے گئے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے پھوٹی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کردے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اس کا کوئی ساجھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے

تخریج حدیث: بیہقی فی الدلائل : ج ۱ / ص ۳۷۷ ، ابن عساکر فی التہذیب التاریخ ج ۱ / ص ۳۴۴.

آیت ۴۵ : از انجیل جلیل ۔ حاکم بافادہ تصحیح اور ابن سعد وبیہقی وابونعیم روایت کرتے ہیں ۔ ام المومنین محبوبہٗ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علی بعلہا ولیہا وعلیہا وسلم فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت وثنا وانجیل پاک میں مکتوب ہے ۔

لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِیْظٌ وَّلَا سَخَّابٌ فِی الْاَسْوَاقِ وَاُعْطِیَ الْمَفَاتِیْحَ مِثْلَ مَا مَرَّ سَوَاءً بِسَوَاءٍ ۔	نہ سخت دل ہیں نہ درشت خو نہ بازاروں میں شور کرتے انہیں کنجیاں عطا ہوئیں ہیں باقی عبارت مثل تورات مبارک ہے ۔

تخریج حدیث : حاکم فی المستدرک صفحہ ۶۱۴ / جلد ۲ ۔ ابن سعد فی الطبقات: صفحہ ۳۶۰ / جلد ۱ ۔

حدیث ۶۱: بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حضور مالک المفاتیح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فَبَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ	میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

تخریج حدیث! بخاری فی الصحیح جلد ۱/صفحہ ۴۱۸ لفظ لہ وجلد ۲/صفحہ ۱۰۸۰، ومسلم فی الصحیح جلد ۱/صفحہ ۱۹۹ وابن ابی شیبہ فی المصنف جلد ۱۱/صفحہ ۴۳۳، واحمد فی مسندہ جلد ۲/صفحہ ۵۰۲، برقم ۱۰۵۲۴ و ابونعیم فی الدلائل جلد ۱/صفحہ ۶۸، وابو عوانہ فی مسندہ جلد ۱/صفحہ ۳۹۵، وبیہقی فی السنن الکبریٰ جلد ۷/صفحہ ۴۸ ولالکائی شرح اصول اعتقاد اہلسنت جلد ۴ صفحہ ۷۸۵۔

حدیث ۶۲: امام احمد وابوبکر بن ابی شیبہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی حضور مالک ومختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اُعْطِیْتُ مَالَمْ یُعْطَ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللہِ ﷺ مَا ھُوَ؟ قَالَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ الحدیث۔	مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے۔ فرمایا رعب سے میری مدد کی گئی (کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سن کر کانپے) اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

تخریج حدیث : احمد فی مسندہ 'جلد ۱ / صفحہ ۹۸ برقم ۷۶۳ لفظ لہ ، وابن ابی شیبہ فی المصنف جلد ۷ / صفحہ ۴۱۱ (مکتبہ امدادیہ ملتان) ، ولالکائی فی شرح اصول اعتقاد اہلسنت 'جلد ۴ / صفحہ ۷۸۵ ، بیہقی فی السنن الکبریٰ جلد ۱ / صفحہ ۲۱۳۔

حدیث ۶۳ : امام احمد اپنی مسند اور ابن حبان اپنی صحیح اور ضیاء مقدسی صحیح مختارہ اور ابو نعیم دلائل النبوت میں بسند صحیح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ حضور مالک تمام دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اُوتِيتُ بِمَقَالِيدِ الدُّنْيَا عَلَى فَرَسٍ اَبْلَقَ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ مِنْ سُنْدُسٍ	دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں اس پر نازک ریشم کا زین پوش با نقش ونگار پڑا تھا۔

تخریج حدیث: احمد فی مسندہ ج ۳ / ص ۳۲۸ برقم ۱۴۵۶۷ و ابن حبان فی الصحیح ج ۹ / ص ۹۵ برقم ۶۳۳۰۔

حدیث ۶۴ : امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پر نور ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اُوتِيتُ مَفَاتِيحَ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا الْخَمْسَ۔	مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سوا ان پانچ کے۔ یعنی غیوب خمسہ

تخریج حدیث: احمد فی مسندہ ج ۲ / ص ۸۵ برقم ۵۵۷۹ لفظ لہ ، وطبرانی فی الکبیر ج ۱۲ / ص ۲۸۶۔

علامہ حنفی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں۔

ثُمَّ اُعْلِمَ بِھَا بَعْدَ ذٰلِکَ۔ پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئیں۔ ان کا علم بھی دیا گیا

اسی طرح امام جلال الدین سیوطی نے بھی خصائص کبریٰ میں نقل فرمایا، علامہ مدابغی شرح فتح المبین امام ابن حجر مکی میں فرماتے ہیں ۔ یہی حق ہے۔ وللہ الحمد۔

مدد دینے اور نفع پہچانے کی کنجیاں اور زمین وآسمان کی سب مخلوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ اور ساری دنیا مٹھی میں ہے

حدیث ۶۵: بعینہ یہی مضمون احمد (جلد ا صفحہ ۳۸۶، برقم ۳۶۵۹) وابو یعلی (فی مسندہ جلد ا صفحہ ۸۶ وحمیدی فی مسندہ جلد ا صفحہ ۶۸ برقم ۱۲۴) نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث آخر ابو نعیم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور مالک غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں۔

فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ بَطْنِیْ نَظَرْتُ اِلَیْہِ فَاِذَا اَنَا بِہٖ سَاجِدًا قَدْ رَفَعَ اُصْبُعَیْہِ کَالْمُتَضَرِّعِ الْمُبْتَھِلِ ثُمَّ رَاَیْتُ سَحَابَۃً بَیْضَاءَ قَدْ اَقْبَلَتْ مِنَ السَّمَآءِ حَتّٰی غَشِیَتْہُ فَغُیِّبَ عَنْ وَجْھِیْ ..... ثُمَّ تَجَلَّتْ عَنْہُ فِی اَسْرَعِ وَقْتٍ فَاِذَا اَنَا بِہٖ مُدْرَجٌ فِیْ ثَوْبٍ

جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ آپ نے انگلی کو زاری کرنے والے کی طرح اٹھا رکھا ہے ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہوگئے پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں

صُوْفٍ اَبْيَضَ وَتَحْتَهُ حَرِيْرَةٌ خَضْرَاءُ وَقَدْ قَبَضَ عَلٰى ثَلٰثَةِ مَفَاتِيْحَ مِنَ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ وَاِذَا قَائِلٌ يَقُوْلُ قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلٰى مَفَاتِيْحِ النُّصْرَةِ وَمَفَاتِيْحِ الرِّبْحِ وَمَفَاتِيْحِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ اَقْبَلَتْ سَحَابَةٌ اُخْرٰى ...... حَتّٰى غَشِيَهُ فَغَيَّبَ عَنْ عَيْنِيْ ..... ثُمَّ تَجَلَّتْ فَاِذَا اَنَا بِهٖ قَدْ قَبَضَ عَلٰى حَرِيْرَةٍ خَضْرَاءَ مَطْوِيَّةٍ وَاِذَا قَائِلٌ يَقُوْلُ بَخٍ بَخٍ قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ اَهْلِهَا اِلَّا دَخَلَ فِيْ قَبْضَتِهٖ هٰذَا مُخْتَصَرٌ	کہ حضور ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمیں بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں سب پر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا پھر اور ابر نے آکر حضور کو ڈھانپا کہ میری نگاہ سے چھپ گئے پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے۔ واہ واہ ساری دنیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی زمین وآسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

اخرجہ ابونعیم کذا سیوطی فی الخصائص ج ۱ ص ۴۸، ۴۹۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نائب ہیں

حدیث ۶۶ : حافظ ابوزکریا یحییٰ بن عائذ اپنے مولد میں بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت آمنہ زہریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رضوان خازن

جنت علیہ الصلاۃ والسلام نے بعد ولادت حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پروں کے اندر لے کر گوش اقدس میں عرض کی۔

مَعَکَ مَفَاتِیحُ النَّصْرِ قَدْ اُلْبِسْتَ الْخَوْفَ وَالرُّعْبَ لَا یَسْمَعُ اَحَدٌ بِذِکْرِکَ اِلَّا وَجِلَ فُؤَادُہٗ وَخَافَ قَلْبُہٗ وَاِنْ لَّمْ یَرَکَ یَا خَلِیفَةَ اللّٰہِ (کذا السیوطی فی الخصائص جلد ا صفحہ ۴۹)	حضور کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں رعب و دبدبہ کا جامہ حضور کو پہنایا گیا ہے، جو حضور کا چرچا سنے گا اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اٹھے گا اگرچہ حضور کو نہ دیکھا ہو اے اللہ کے نائب

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَعَلٰی آلِکَ وَسَلَّمَ۔ ایمان کی آنکھ میں نور ہو تو اللہ کا نائب ہی کہنے میں سب کچھ آ گیا، اللہ کا نائب ایسا ہی تو چاہئے کہ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ ایک دنیا کے کتے کا نائب کہیں کا صوبہ اس کی طرف سے وہاں کے سیاہ و سپید کا مختار ہوتا ہے۔ مگر اللہ کا نائب کسی پتھر کا نائب ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ بے دولتوں نے اللہ ہی کی قدر نہ جانی لا واللہ، اللہ کا نائب اللہ کی طرف سے اللہ کے ملک میں تصرف تام کا اختیار رکھتا ہے۔ جب تو اللہ کا نائب کہلایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آخرت میں عزت دینا حضور کے اختیار میں ہے

حدیث ۶۷: امام دارمی اپنی سنن میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُھُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُھُمْ	میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ اٹھائے جائیں گے اور میں ان کا

اِذَا انْقَنَوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا يَئِسُوْا اَلْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ وَلِوَاءُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ اَلْحَدِيْث۔	پیشوا ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے اور میں ان کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے اور میں ان کا شفیع ہوں جب وہ محبوس ہوں گے اور میں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ ناامید ہوں گے عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہونگی۔ اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ ہوگا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

تخریج حدیث : دارمی فی السنن ج ۱/ص ۳۵ برقم ۴۸ وترمذی فی الجامع ج ۲/ص ۲۰۱ مشکوٰۃ ص ۵۱۴ لفظ لہ۔

شکر اس کریم کا جس نے عزت دینا اس دن کے کاموں کا اختیار پیارے رؤف ورحیم کے ہاتھ میں رکھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس لئے شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج شریف میں فرماتے ہیں۔ دراں روز ظاہر گردد کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نائب مالک یوم الدین ست روز روز اوست وحکم حکم او بحکم رب العالمین۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جنت ونار کی کنجیاں حضور کو عطا ہوں گی اور حضور کی سرکار سے حضرت صدیق وفاروق کو

حدیث ۶۸ : ابن عبد ربہ کتاب بہجۃ المجالس میں حضور پرنور افضل الصلاۃ اللہ

تسلیماتہ علیہ فرماتے ہیں۔

يَنْصَبُ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْبَرٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى اَنْ قَالَ ، ثُمَّ يَاْتِيْ مَلَكٌ فَيَقِفُ عَلٰى اَوَّلِ مِرْقَاةٍ مِنْ مِنْبَرِيْ فَيُنَادِيْ مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْنِيْ فَاَنَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَدْفَعَ مَفَاتِيْحَ جَهَنَّمَ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَاِنَّ مُحَمَّدًا اَمَرَنِيْ اَنْ اَدْفَعَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ هَاهِ اَشْهَدُوْا هَاهِ اشْهَدُوْا ثُمَّ يَقِفُ مَالِكٌ آخَرُ ثَانِيْ مِرْقَاةٍ مِنْ مِنْبَرِيْ فَيُنَادِيْ مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْنِيْ فَاَنَا رِضْوَانُ خَازِنُ الْجِنَانِ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَدْفَعَ مَفَاتِيْحَ الْجَنَّةِ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَاِنَّ مُحَمَّدًا اَمَرَنِيْ اَنْ اَدْفَعَهَا اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ هَاهِ اشْهَدُوْا

روز قیامت صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائے گا پھر ایک فرشتہ آ کر اس کے پہلے زینہ پر کھڑا ہو گا اور ندا کرے گا (اے گروہ مسلمانان) جس نے مجھے پہچانا اس نے مجھے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابو بکر صدیق کو سپرد کر دوں ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ پھر ایک اور فرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑا ہو کر پکارے گا اے گروہ مسلمین جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا تو میں رضوان اور داروغہ جنت ہوں مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابو بکر کو سپرد کر دوں ہاں

هَاءُ اشْهَدُوْا الْحَدِيْث۔ ہاں گواہ ہو جاؤ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔

اورده العلامة ابراهيم بن عبد الله المدنى الشافعى فى الباب السابع من كتاب التحقيق فى فضل الصديق من كتابه الاكتفاء فى فضل الاربعة الخلفاء۔

حدیث ۶۹: حافظ ابوسعید عبدالملک بن عثمان کتاب شرف النبوۃ (باب سابع ص ۲۷۹، ۲۸۰) میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَمَعَ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَيُؤْتٰى بِمِنْبَرَيْنِ مِنْ نُوْرٍ فَيُنْصَبُ اَحَدُهُمَا عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ وَالْاٰخَرُ عَنْ يَسَارِهٖ وَيَعْلُوْهُمَا شَخْصَانِ فَيُنَادِي الَّذِيْ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ مَعَاشِرَ الْخَلَائِقِ مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْنِيْ فَاَنَا رِضْوَانُ خَازِنُ الْجَنَّةِ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اُسَلِّمَ مَفَاتِيْحَ الْجَنَّةِ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَ اِنَّ مُحَمَّدًا اَمَرَنِيْ اَنْ اُسَلِّمَهَا اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ لِيُدْخِلَا مُحِبِّيْهِمَا

روز قیامت اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا اور دو منبر نور کے لاکر عرش کے داہنے بائیں بچھائے جائیں گے ان پر دو شخص چڑھیں گے دہنے والا پکارے گا اے جماعات مخلوق جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغہ بہشت ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد کر دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر و عمر کو دوں

اِنَّ مُحَمَّدًا اَمَرَنِیْ اَنْ اُسَلِّمَهَا اِلٰی	کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل
اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ لِیُدْخِلَا مُحِبِّیْهِمَا	کریں سنتے ہو گواہ ہو جاؤ پھر بائیں
الْجَنَّةَ اَلَا فَاشْهَدُوْا ثُمَّ یُنَادِیْ	والا پکارے گا اے جماعات مخلوق جس
الَّذِیْ عَنْ یَّسَارِ الْعَرْشِ	نے مجھے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو
مَعَاشِرَ الْاَخْلَائِقِ مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ	میں مالک داروغہ دوزخ ہوں مجھے اللہ
عَرَفَنِیْ وَمَنْ لَّمْ یَعْرِفْنِیْ	عزوجل نے حکم دیا کہ دوزخ کی کنجیاں
فَاَنَا مَالِکٌ خَازِنُ النَّارِ اِنَّ اللّٰهَ	محمد ﷺ کو سپرد کروں اور محمد ﷺ نے
اَمَرَنِیْ اَنْ اُسَلِّمَ مَفَاتِیْحَ النَّارِ اِلٰی	حکم دیا کہ ابوبکر و عمر کو دوں کہ وہ اپنے
مُحَمَّدٍ وَّمُحَمَّدٌ اَمَرَنِیْ اَنْ	دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں سنتے ہو
اُسَلِّمَهَا اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ	گواہ ہو جاؤ
لِیُدْخِلَا مُبْغِضِیْهِمَا النَّارَ اَلَا فَاشْهَدُوْا	

واوردہ ایضا فی الباب السابع من کتاب الحدیث الغرر فی فضل الشیخین ابی بکر و عمر من کتاب الاکتفاء۔ یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ ابوبکر شافعی نے غیلانیات (صفحہ ۵۹۔۶۰) میں روایت کی۔

یُنَادِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَیْنَ	روز قیامت ندا کی جائے گی کہاں ہیں
اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ	اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس
تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُؤْتٰی	خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم لائے جائیں
بِالْخُلَفَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ	گے۔ اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم
فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُمْ اُدْخِلُوْا مَنْ	جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے

شِئْتُمُ الْجَنَّةَ وَدَعُوا مَنْ شِئْتُمْ۔ چاہو چھوڑ دوں۔

ذکرہ العلامۃ الشہاب الخفاجی فی نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۱۶۴ الفظ لہ / شرح شفاء الامام القاضی عیاض فی فضل ما اطلع علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الغیوب وقال او ما ھو بمعناہ۔

مولیٰ علی قسیم النار ہیں

حدیث ۷۰ : ولہذا سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا۔

اَنَاقَسِيْمُ النَّارِ میں قسیم دوزخ ہوں،

یعنی وہ اپنے دوستوں کو جنت اور اعداء کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔ رَوَاہُ شَاذَان الْفَضْلِیُّ عَنْہُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فِی جُزْءِ رَدِّ الشَّمْسِ جَعَلَنَا اللّٰہُ مِمَّنْ وَّالَاہُ کَمَا یُحِبُّہٗ وَیَرْضَاہُ بِجَاہِ جَمَالِ مُحِبَّاہُ اٰمِیْن۔

تخریج حدیث۔ کذا ھندی فی کنز العمال ج ۱۳ / ص ۱۵۲ ، حدیث نمبر ۳۶۴۷۵۔

بلکہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اسے احادیث حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں داخل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی کو قسیم النار فرمایا۔ ﴿﴾ شفاء شریف میں فرماتے ہیں۔

قَدْ خَرَجَ اَھْلُ الصَّحِیْحِ وَالْاَئِمَّۃُ مَا اَعْلَمَ بِہٖ اَصْحَابَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِمَّا وَعَدَھُمْ بِہٖ

بیشک اصحاب صحاح وائمہ حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں جن میں مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو غیب کی

مِنَ الظُّهُوْرِ عَلٰی اَعْدَائِہٖ (اِلٰی قَوْلِہٖ) وَقَتْلِ عَلِیٍّ وَاَنَّ اَشْقَاھَا الَّذِیْ یَخْضِبُ ھٰذِہٖ مِنْ ھٰذِہٖ اَیْ لِحْیَتَہٗ مِنْ رَّاْسِہٖ وَاَنَّہٗ قَسِیْمُ النَّارِ یُدْخِلُ اَوْلِیَاءَہُ الْجَنَّۃَ وَاَعْدَاءَہُ النَّارَ۔ (شفاء مع شرح نسیم الریاض ج۳ص ۱۶۳، ۱۶۴)	خبریں دیں۔ مثلاً یہ وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے اور مولیٰ علی کی شہادت اور یہ کہ بد بخت ترین امت ان کے سر مبارک کے خون سے ریش مطہر کو رنگے گا اور یہ کہ مولیٰ علی قسیم دوزخ ہیں اپنے دوستوں کو بہشت اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وعنا بہ آمین۔ نسیم میں عبارت نہایہ۔

اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اَنَا قَسِیْمُ النَّارِ۔

ذکر کر کے فرمایا اِبْنُ الْاَثِیْرِ ثِقَۃٌ وَمَا ذَکَرَہٗ عَلِیٌّ لَا یُقَالُ مِنْ قِبَلِ الرَّاْیِ فَھُوَ فِیْ حُکْمِ الْمَرْفُوْعِ اِذْ لَا مَجَالَ فِیْہِ لِلْاِجْتِھَادِ۔ (جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

اقول : کَلَامُ النَّسِیْمِ اَنَّہٗ لَمْ یَرَہٗ مَرْوِیًّا عَنْ عَلِیٍّ فَاَحَالَ عَلٰی وَثَاقَۃِ ابْنِ الْاَثِیْرِ وَقَدْ ذَکَرْنَا تَخْرِیْجَہٗ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

مدارج شریف میں ہے۔ آمدہ است کہ ایستادہ میکند اورا پروردگار وے بیمین عرش ودر روایتے بر عرش ودر روایتے بر کرسی ومی سپارد بوے کلید جنت"۔

ملاجی ذرا انصاف کی کنجی سے دیدۂ عقل کے کواڑ کھول کر کنجیاں دیکھئے جو مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہ نے اپنے نائب اکبر خلیفۂ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں۔ خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں نفع کی کنجیاں،

جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں، ہر شے کی کنجیاں، اور اب اپنا وہ بلائے جان اقرار یاد کیجئے۔

"جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے۔ جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے"۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۷۶)

دیکھو حجت الٰہی یوں قائم ہوتی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فصل دوم

احادیث منیفہ میں

وصل پر مشتمل؛

وصل اوّل:

اعظم واجل محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف جانفزا اسناد میں جن سے ایمان کی جان میں جان آئے ایقان کی آنکھ نور ایقان پائے۔ وباللہ التوفیق۔

اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم نے غنی کردیا

حدیث ۱ے: بخاری شریف میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے جب ابن جمیل نے زکوۃ دینے میں کمی کی سید عالم مغنی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

مَا یَنْقِمُ ابْنُ جَمِیْلٍ اِلَّا اَنَّہٗ کَانَ فَقِیْرًا فَاَغْنَاہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ	ابن جمیل کو کیا برا لگا یہی نہ کہ وہ محتاج تھا اللہ ورسول نے اُسے غنی کردیا۔

(جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم)

تخریج حدیث: بخاری فی الصحیح جلد ۱/صفحہ ۱۹۸ واحمد فی مسندہ جلد ۲/صفحہ ۳۲۲. برقم ۷۲۶۷ ومسلم فی الصحیح صفحہ ۳۱۶ جلد ۱.

اللہ و رسول جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم حافظ و نگہبان ہیں

حدیث ۷۲ : فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مَوْلٰی مَنْ لَا مَوْلٰی لَہٗ جس کا کوئی نگہبان نہ ہو اللہ و رسول اُس کے نگہبان ہیں۔

الترمذی و حسنہ و ابن ماجۃ عن امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ

﴿﴾ علامہ مناوی تیسیر میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ اے حافظ من لا حافظ لہٗ یعنی ارشاد حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کا کوئی حافظ نہیں اللہ و رسول اُس کے محافظ ہیں۔

تخریج حدیث: ترمذی فی الجامع جلد ۲/صفحہ ۳۱ لفظ لہ و ابن ما جہ فی السنن صفحہ ۲۰۱، ونسائی فی السنن الکبریٰ جلد ۴/صفحہ ۷۶، برقم ۶۳۵۱ وبیھقی فی السنن الکبریٰ جلد ۶/صفحہ ۲۱۴، ۲۱۵، وابن حبان فی الصحیح جلد ۸/صفحہ ۲۱۲ دارقطنی فی السنن جلد ۴/صفحہ ۸۵ وحاکم فی المستدرک جلد ۲/صفحہ ۳۴۴، و عبدالرزاق فی المصنف جلد ۱۰/صفحہ ۲۸۵ واحمد فی مسندہ صفحہ ۲۸/جلد ۱ برقم ۱۸۹ وصفحہ ۴۶/جلد ۱ برقم ۳۲۳.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں کارساز ہیں

حدیث ۷۳۔ کہ جب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی حضور پُرنور

صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے یہاں تشریف لائے اوران کے یتیم بچوں کوخدمت اقدس میں یاد فرمایاوہ حاضر ہوئے حضرت عبداللہ بن جعفرطیار رضی اللہ عنہ اسے بیان کر کے فرماتے ہیں

فَجَاءَتْ اُمُّنَا فَذَكَرَتْ يُتْمَنَا وَجَعَلَتْ تُفْرِحُ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْلَةَ تَخَافِيْنَ عَلَيْهِمْ وَاَنَا وَلِيُّهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

میری ماں نے حاضر ہو کر حضور پناہ بیکساں صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری یتیمی کی شکایت عرض کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے حالانکہ میں ان کا ولی و کارساز ہوں دنیا وآخرت میں۔

احمد والطبرانی ابن عساکر رضی اللہ عنہ ۔

غم نخورد آنکہ حفیظش توئی
والی و مولیٰ و دلیش توئی

تخریج حدیث: احمد فی مسند جلد ۱ صفحہ ۲۰۴، ۲۰۵. برقم ۱۷۵۰ لفظ له وابن عساکر فی تاریخ مدینه دمشق جلد ۲۷ صفحه ۲۵۶

حدیث ۴۷۔ کہ فرماتے ہیں صلی الله علیه وسلم

حُبُّ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَ بُغْضُهُمَا كُفْرٌ وَ حُبُّ الْاَنْصَارِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَ بُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَحُبُّ الْعَرَبِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَ بُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ

محبت ابوبکر وعمر کی ایمان سے ہے اوران کا بغض کفراور محبت انصار کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفراور محبت عرب کی ایمان سے ہے اوران کا بغض کفراور جومیرے اصحاب کو برا کہے اُس پر اللہ کی لعنت اور جوان کے معاملہ میں میرا لحاظ رکھے میں روز قیامت اس کا

وَمَنْ حَفِظَنِیْ فِیْھِمْ فَاَنَا اَحْفَظُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ — حافظ ونگہبان ہوں گا۔

وَلِلّٰہِ الْحَمْد ...... ابن عساکر عن جابر رضی اللہ عنہ

تخریج حدیث: دیلمی فی مسندہ: ج۲ ص۲۲۵ برقم ۲۷۱۹، وابن عساکر فی تاریخ مدینہ دمشق ج۴۴ ص۲۲۲

حدیث ۷۷۵ :۔ دنیا کی ظاہری زینت وحلاوت اور مال حلال کما کر اچھی جگہ خرچ کرنے کی خوبی اور حرام کما کر بری جگہ اٹھانے کی برائی بیان فرما کر فرماتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم

وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِیْمَا شَاءَتْ نَفْسُہٗ مِنْ مَالِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لَیْسَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا النَّارُ۔ — اور بہت اللہ اور رسول کے مال سے اپنے نفس کی خواہشوں میں ڈوبنے والے ہیں جن کیلئے قیامت میں نہیں مگر آگ۔

احمد والترمذی وقال حسن صحیح عن خولہ بنت قیس والبیہقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

تخریج حدیث: احمد فی مسندہ ج۶ ص۳۷۸ برقم ۲۷۶۶۵ لفظ لہ، ص۳۶۴ برقم ۲۷۵۹۴ وبرقم ۲۷۵۹۵ ص۴۱۰ برقم ۲۷۸۶۰ و ترمذی فی الجامع جلد۲ /صفحہ۶۲ بیہقی فی الشعب جلد ۷ صفحہ ۲۷۹

حدیث ۷۷۶۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ — مجھے کسی مال نے وہ نفع نہ دیا جو ابوبکر کے

مال نے دیا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ روئے اور عرض کی

هَلْ اَنَا وَمَالِی اِلَّا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ میری جان و مال کا مالک حضور کے سوا کون ہے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

احمد فی مسندہ بسند صحیح عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تخریج حدیث: احمد فی مسندہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۳ برقم ۷۴۳۹ لفظ لہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جان و مال کے مالک ہیں

حدیث ۷۸: آیت کریمہ۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی

(پ ۲۵، شوری، ۲۲)

کے اسباب نزول میں مروی انصار کرام رضی اللہ عنہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عاجزی کرتے ہوئے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور عرض کی۔

اَمْوَالُنَا وَمَا فِیْ اَیْدِیْنَا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ہمارے مال اور ہمارے ہاتھوں میں جو کچھ ہے سب اللہ و رسول کا ہے

ابناء جریر وابی حاتم ومردویہ عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

تخریج حدیث: ابن جریر فی تفسیرہ جز ۲۵/صفحہ ۱۶ وکذا فی درمنثور جلد ۶ صفحہ ۶

حدیث ۷۹: کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے روز حنین زنان وصبیان بنی

ہوازن کو اسیر فرمایا اور اموال و غلام و کنیز مجاہدین پر تقسیم فرما دیئے اب سرداران قبیلہ اپنے اہل وعیال واموال حضور سے مانگنے کو حاضر ہوئے زُہیر بن صرد جشمی رضی اللہ عنہ نے عرض کی

اُمْنُنْ عَلَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ کَرَمٍ ... فَاِنَّکَ الْمَرْءُ نَرْجُوْهُ وَ نَدَّخِرُ

اُمْنُنْ عَلٰی بَیْضَةٍ قَدْ عَاقَهَا قَدَرٌ ... مُفَرَّقًا شَمْلُهَا فِیْ دَهْرِهَا غِیَرٌ

اَبْقَتْ لَنَا الدَّهْرُ هُتَّافًا عَلٰی حَزَنٍ ... عَلٰی قُلُوْبِهِمُ الْغَمَّاءُ وَ الْغُمَرُ

اِنْ لَّمْ تُدَارِکْهُمْ نَعْمَاءُ تَنْشُرُهَا ... یَا اَرْجَحَ النَّاسِ حِلْمًا حِیْنَ یُخْتَبَرُ

یارسول اللہ ہم پر احسان فرمایئے اپنے کرم سے حضور ہی وہ مردکامل و جامع فواضل ومحاسن وشمائل ہیں جن سے ہم امید کریں اور جنہیں وقت مصیبت کیلئے ذخیرہ بنائیں احسان فرمایئے اُس خاندان پر کہ تقدیر جس کے آڑے آئے اس کی جماعت تتر بتر ہو گئی اس کے وقت کی حالتیں بدل گئیں یہ بدحالیاں ہمیشہ کیلئے ہم میں غم کے وہ مرثیہ خواں باقی رکھیں گی جن کے دلوں پر رنج وغیظ مستولی ہوگا اگر حضور کی نعمتیں جنہیں حضور نے عام فرما دیا ہے ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانا نہیں اے آزمائش کے وقت تمام جہان سے زیادہ عقل والے (صلی اللہ علیہ وسلم)

قَالَ فَلَمَّا سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ هٰذَهِ الشِّعْرَ قَالَ مَا کَانَ لِیْ وَ لِبَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَکُمْ وَ قَالَتْ قُرَیْشٌ مَا کَانَ لَنَا فَهُوَ لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ مَا کَانَ لَنَا فَهُوَ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ۔

یہ اشعار سن کر سید ارحم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میرے اور بنی عبد المطلب کے حصے میں آیا وہ میں نے تمہیں بخش دیا قریش نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اللہ کے رسول کا ہے۔ انصار نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا

ہے اور اللہ کے رسول کا ہے۔ جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم۔

الطبرانی فی ثلاثیات معجمہ الصغیر ۔

تخریج حدیث: الطبرانی فی الکبیر جلد ۵ ص ۲۶۹، ۲۷۰ برقم ۵۳۰۳ وفی الاوسط ج ۲ ص ۲۴۹ وفی الصغیر ج ۱ ص ۲۳۶، ہیثمی فی مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۸۷۔

حدثنا: عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنِ دُمَاحِشَ الْقَیْسِیُّ بِزَبَادَۃِ الرَّمْلَۃِ سنہ اَرْبَعٍ وَّ سَبْعِیْنَ وَمِائَتَیْنِ ثنا اَبُوْ عُمَرٍ وَ زِیَادَۃ بْنُ طَارِقٍ الْبَلَوِیُّ وَ کَانَ قَدْ اَتَتْ عَلَیْہِ مِائَۃٌ وَّ عِشْرُوْنَ سَنَۃً قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَرْدَلٍ زُھَیْرَ بْنَ صُرَدِنِ الْجُشَمِیَّ یَقُوْمُ فَذَکَرَہٗ ۔

حدیث ۸۰: کہ اسود مسعود ثقفی رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔

اَنْتَ الرَّسُوْلُ الَّذِیْ تُرْجٰی فَوَاضِلُہٗ عِنْدَ الْقُحُوْطِ اِذَا مَا اَخْطَاءَ الْمَطَرُ

عُمَرُ بْنُ شَبَّۃَ مِنْ طَرِیْقِ عَامِرِ نِ الشَّعْبِیِّ ذَکَرَہُ الْحَافِظُ فِی الْاِصَابَۃِ وَقَالَ ذَکَرَہٗ ابْنُ فَتْحُوْنٍ فِی الذَّیْلِ ۔

تخریج حدیث: الاصابہ جلد ۱ / صفحہ ۲۲۸ دار الکتب العلمیہ بیروت.

حضور وہ رسول ہیں کہ حضور کے فضل کی امید کی جاتی ہے۔ قحط کے وقت جب مینھ خطا کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل کی اُمید

حدیث ۸۱: ایک اعرابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی۔

اَتَیْنَاکَ وَالْعَذْرَاءُ یَدْمِیْ لِبَانُہَا ۔۔۔ وَقَدْ شُغِلَتْ اُمُّ الصَّبِیِّ عَنِ الطِّفْلِ

وَاَلْقَی بِکَفَّیْہِ الصَّبِیُّ اسْتِکَانَۃً ۔۔۔ مِنَ الْجُوْعِ ضُعْفًا مَا یُمِرُّ وَلَا یُحْلِیْ

وَلَاشَیْئَ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ عِنْدَنَا ۔۔۔ سِوَی الْحَنْظَلِ الْعَامِیْ وَالْعِلْہِزِ الْعَسَلِ

وَلَیْسَ لَنَا اِلَّا اِلَیْکَ فِرَارُنَا ۔۔۔ وَاَیْنَ فِرَارُ النَّاسِ اِلَّا اِلَی الرُّسُلِ

ہم درِ دولت پر شدت قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کواری لڑکیاں ہیں۔ جنہیں اُن کے والدین بہت عزیز رکھتے تھے ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہو گئے) اُن کی چھاتی سے خون بہ رہا ہے۔ مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعف گرسنگی سے عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی اور ہمارے ہاں لوگوں کے کھانے کی کوئی چیز نہ تھی سوائے ردی تموں اور شہد کے ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں صلی اللہ علیہ وسلم یہ فریاد سن کر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فوراً بہ نہایت عجلت منبر اطہر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں دستِ مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا ابھی وہ پاک مبارک ہاتھ جھک کر گلوئے پرنور تک نہ آئے تھے آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ اُمڈ آا اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یا رسول اللہ ہم ڈوبے جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا: حوالینا لا علینا ۔ ہمارے گرد برس ہم پر نہ برس فوراً ابر مدینے پر سے کھل گیا آس پاس گھرا تھا اور مدینہ طیبہ پر سے کھلا ہوا یہ ملاحظہ فرما کر حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ دنداں نما کیا اور فرمایا اللہ کیلئے ہے خوبی ابو طالب کی اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سنائے مولی علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی یا رسول اللہ شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے نعت اقدس میں عرض کیے تھے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان ہیں

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ   ثِمَالَ الْيَتَامٰى عِصْمَةً لِلْاَرَامِلِ

يَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ   فَهُمْ عِنْدَهٗ فِیْ نِعْمَةٍ وَّ فَوَاضِلٍ

وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقے ابر کا پانی مانگا جاتا ہے یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت اُن کی پناہ میں آتے ہیں ان کے پاس ان کی نعمت وفضل میں بسر کرتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَجَلْ ذَالِکَ اَرَدْتُ ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ سَقَانَا بِجَاهِهٖ عِنْدَهٗ الْغَيْثَ النَّافِعَ الْاَتَمَّ الْاَعَمَّ اٰمِيْن۔ اَلْبَيْهَقِیُّ فِی الدَّلَائِلِ بِسَنَدٍ صَالِحٍ كَمَا اَفَادَهٗ حَافِظُ الشَّانِ الْعَسْقَلَانِیُّ وَالدَّيْلَمِیُّ فِیْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ كِلَاهُمَا عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

بیھقی فی الدلائل النبوۃ جلد ٦ صفحہ ١٤١ وبدایہ والنہایہ جلد ٦ صفحہ ٩١

یہ حدیث نفیس بحمد اللہ تعالیٰ اوّل تا آخر شفائے مومنین وشقائے منافقین ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پسند فرمودہ اشعار میں یہ الفاظ خاص ہمارے مقصود رسالہ ہیں کہ حضور کے سوا ہمارا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں خلق کیلئے جائے

پناہ نہیں سوا بارگاہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثنا کے وہ گورے رنگ والا پیارا جس کے چاند سے منہ کے صدقے میں مینہ اُترتا ہے وہ یتیموں کا حافظ وہ بیواؤں کا نگہبان وہ ملجا و ماوا کہ بڑے بڑے تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آکر اُس کی نعمت اُس کے فضل سے چین کرتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم۔

حدیث ۸۲: کہ جعرانہ کے اموال غنیمت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش و دیگر اقوام عرب کو عطا فرمائے اور انصار کرام نے اس میں سے کوئی شے نہ پائی انہیں (اس خیال سے کہ شاید حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر اب وہ نظر توجہ و کرم نہ رہی شاید اب اپنی قوم قریش کی طرف زیادہ التفات فرمائی بمقتضائے سنت عشاق کہ دوسروں پر لطف محبوب زائد دیکھ کر رنجیدہ وکبیدہ ہوتے ہیں) ملال گزار یہاں تک کہ بعض کی زبان پر بعض کلمات شکایت آمیز آئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا خاطر انور پر ناگوار گزرا انہیں جمع کر کے ارشاد فرمایا۔

اَلَمْ اَجِدْكُمْ ضُلاَّلاً فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ فَجَعَلُوا يَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُولِهٖ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَمْ اَجِدْ عَالَةً فَاَغْنَاكُمُ اللّٰهُ۔	کیا میں نے تمہیں (نہ پایا) گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمہیں راہ دکھائی پس وہ پکارنے لگے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اے گروہ انصار کیا میں نے تمہیں نہ پایا محتاج اللہ عزوجل نے تمہیں تونگری دی

(ابن ابی شیبہ فی المصنف جلد ۸ صفحہ ۵۵۴)

اور صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد میں یوں ہے۔

یا معشر الانصار الم اجد کم ضلالا فھدکم اللہ بی و کنتم متفرقین فالفکم اللہ بی و عالۃ فاغناکم اللہ بی۔	اے گروہ انصار کیا میں نے نہ پایا تمہیں گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمہیں میرے ذریعے سے ہدایت کی اور تمہارے آپس میں پھوٹ تھی اللہ نے میرے وسیلہ سے تم میں موافقت کردی اور تم محتاج تھے اللہ عزوجل نے میرے واسطے سے تمہیں تونگری بخشی۔

رواہ عن عبد اللہ بن زید بن عاصم و نحوہ لا حمد عن انس و لہ ولعبد بن حمید والضیاء عن ابی سعید رضی اللہ عنھم انصار کرام ہر کلمے پر عرض کرتے جاتے تھے۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَ مِنْ غَضَبِ رَسُوْلِہٖ	ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ کے غضب اور رسول اللہ کے غضب سے (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلاَ تُجِیْبُوْنَنِی (احمد) جواب کیوں نہیں دیتے مجھے انصار نے عرض کی۔

تخریج حدیث: بخاری فی الصحیح کتاب المغازی برقم ۴۳۳۰ دار السلام ریاض، ومسلم فی الزکوۃ جلد ۱ / صفحہ ۳۳۹ عن عبد اللہ بن زید واحمد فی مسندہ جلد ۳ / صفحہ ۴۲ عن عبد اللہ بن زید و بیھقی فی السنن الکبریٰ جلد ۶ / صفحہ ۳۳۹ و عن عبد اللہ بن زید فی المصنف لابن ابی

شیۃ جلد ۸ صفحہ ۵۵۶

اللہ ورسول کا فضل بڑا ہے

اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمَنُّ وَ اَفْضَلُ — اللہ اور رسول کا احسان زائد ہے اللہ و رسول کا فضل بڑا ہے۔

حضور نے فرمایا تم جواب چاہو تو جواب دے سکتے ہو انصار کرام روئے اور بار بار عرض کرنے لگے۔

اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمَنُّ اَفْضَلُ — اللہ ورسول کا احسان زائد ہے اللہ ورسول کا فضل بڑا ہے۔

(ابوبکر بن ابی شیۃ فی مصنفہ عن ابی سعید ن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔)

مصنف جلد ۱۴، کتاب المغازی صفحہ ۵۲۷، ۵۲۸ومسند احمد جلد ۴ صفحہ ۴۲ عن عبد اللہ بن زید برقم ۱۶۵۸۴ وجلد ۳ صفحہ ۷۷برقم ۱۱۷۵۳ عن ابی سعید۔

تین حدیثیں کہ زمین کے مالک اللہ اور رسول ہیں

حدیث ۸۳:۔ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

مُوْتَانُ الْاَرْضِ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ — جو زمین کسی کی ملک نہیں وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی ہے۔

البیھقی فی شعب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما موصولاً۔

تخریج حدیث: بیہقی فی السنن الکبریٰ ج ۶ / ص ۱۴۳،

حدیث ۸۴:۔ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

عَادِیُّ الْاَرْضِ اللّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ — قدیم زمینیں اللہ و رسول کی ملک ہیں۔

ھو فیھا عن طاؤس مرسلا . سنن الکبری ج ۷ / ۱۴۳۔

اقول: بن جنگل پہاڑوں اور شہروں کی اُفتادہ زمینوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ ان پر ظاہری ملک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص ملک خدا اور رسول ہیں جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم ورنہ محلوں احاطوں گھروں مکانوں کی زمینیں بھی سب اللہ ورسول ہی کی ملک ہیں اگرچہ ظاہری نام من وتو کا لگا ہوا ہے۔ زبور شریف سے رب العزۃ کا ارشاد سن ہی چکے کہ احمد مالک ہو ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ تخصیص مکانی ایسی ہے جیسے آیہ کریمہ وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ میں تخصیص زمانی کہ حکم اُس دن اللہ کیلئے ہے حالانکہ ہمیشہ اللہ ہی کا ہے مگر وہ دن روز ظہور حقیقت وانقطاع ادّعا ہے۔ لاجرم صحیح بخاری شریف کی حدیث نے ساری زمین بلا تخصیص اللہ و رسول کی ملک بتائی وہ کہاں وہ اس حدیث آئندہ میں۔

حدیث ۸۵: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ — یقین جان لو کہ زمین کے مالک اللہ و رسول ہیں جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم

(البخاری فی الجہاد من جامع الصحیح باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تخریج حدیث: البخاری فی الصحیح ص ۴۴۹/جلد ۱ باب اخراج الیهود من جزیرۃ العرب، جلد ۲/ص ۱۰۲۷ و مسلم فی الصحیح باب اجلاء الیهود من الحجاز ج ۱ ص ۹۴ برقم ۳۵۹۱، و ابو داؤد جلد ۲/۶۷ ونسائی فی السنن الکبریٰ جلد ۵/ ۲۴۰ والبیهقی فی سنن الکبریٰ ج ۹ ص ۲۰۸، واحمد فی مسنده جلد ۲/ ۴۵۱ برقم ۲۵۹۸، وطحاوی فی شرح مشکل الاثار جلد ۱۱/ ۵۷، والهندی فی کنز العمال جلد ۱ صفحه ۷۷ برقم ۳۰۶۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام آدمیوں کے مالک ہیں

حدیث ۸۶:۔ اعشے مازنی رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی منظوم عرضی مسامع قدسیہ پر عرض کی جس کی ابتدا اس مصرع سے تھی۔

يَا مَالِكَ النَّاسِ وَ دَيَّانَ الْعَرَبِ — اے تمام آدمیوں کے مالک اے عرب کے جزا و سزا دینے والے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر شکایت رفع فرمادی۔ (الامام احمد)

تخریج حدیث: امام احمد فی مسنده جلد ۲/ صفحه ۲۰۱ برقم ۶۸۸۵ وطحاوی فی شرح معانی الاثار صفحه ۲۹۹/ جلد ۲ و صفحه ۲۱۰. و فی شرح مشکل الاثار جلد ۴ صفحه ۲۹۹ ابویعلی فی مسنده جلد ۱۲/ صفحه ۸۹، ۲۸۷ بزار فی مسنده کشف الاستار عن زوائد البزار جلد ۳/ صفحه ۷۰ بخاری فی تاریخ کبیر صفحه ۶۱/ج ۲ و بیهقی فی السنن

الکبریٰ صفحہ ۲۳۰/ج۱۰ وابو نعیم فی معرفۃ الصحابہ ج۳/ص۱۲ و
ابن سعد فی الطبقات الکبریٰ صفحہ ۵۳/ج۷ وابن حبان فی الثقات
صفحہ ۲۱/ج۲.

حدثنا : مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی بَکْرِ ﹻ الْمُقَدَّمِیُّ ثنا اَبُوْ مَعْشَرِ ﹻ الْبَرَّاء ثنی صَدَقَۃُ
بْنُ طَیْسَلَۃَ ثنی مَعْنُ بْنُ ثَعْلَبَۃَ الْمَازِنِیُّ وَالْحَیُّ بعد قال ثنی الْاَعْشٰی
الْمَازِنِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَنْشَدْتُّہٗ
یَامَالِکَ النَّاسِ وَ دَیَّانِ الْعَرَبِ الْحَدِیْث رَوَاہُ الْاِمَامُ الْاَجَلُّ اَبُوْ جَعْفَرِنِ
الطَّحَاوِیُّ فِی مَعَانِی الْاٰثَارِ حدثنا ابْنُ اَبِیْ دَاؤُدَ ثنا الْمُقَدَّمِیُّ ثنا اَبُوْ
مَعْشَرٍ اِلٰی اٰخِرِہٖ نَحْوَہٗ سَنَدًا اَوْ مَتْنًا وَ رَوَاہُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنُ الْاِمَامِ فِیْ زَوَائِدِ
مُسْنَدِہٖ مِنْ طَرِیْقِ عَوْفِ بْنِ کَھْمَسَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ صَدَقَۃَ بْنِ طَیْسَلَۃَ
حدثنی مَعْنُ بْنُ ثَعْلَبَۃَ الْمَازِنِیُّ وَ الْحَیُّ بَعْدَہٗ قَالُوْا ثنا الْاَعْشٰی رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہُ فَذَکَرَہٗ قُلْتُ وَ اِلَیْہِ اَعْنِیْ عَبْدَاللّٰہِ عَزَاہُ حَافِظُ الشَّانِ فِی الْاِصَابَۃِ اَنَّہٗ
رَوَاہُ فِی الزَّوَائِدِ وَالْعَبْدُ الضَّعِیْفُ غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ قَدْ رَاٰہُ فِی الْمُسْنَدِ
نَفْسِہٖ اَیْضًا کَمَا سَمِعْتَ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ وَرَواہ الْبَغْوِیُّ وَ ابْنُ السَّکَنِ وَ ابْنُ اَبِیْ
عَاصِمٍ کُلُّھُمْ مِنْ طَرِیْقِ الْجُنَیْدِ بْنِ اَمِیْنِ بْنِ عُرْوَۃَ بْنِ نَضْلَۃَ بْنِ طَرِیْقِ بْنِ
بُھْصُلِ ﹻ الْحُرْمَازِیُّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ نَضْلَۃَ وَ لَفْظُ الْبَغْوِیِّ عَنْہُ حدثنی اَبِیْ
اَمِیْنُ ثنی ابی ذَرْوَۃُ عَنْ اَبِیْہِ نَضْلَۃَ عَنْ رَّجُلٍ مِنْھُمْ یُقَالُ لَہُ الْاَعْشٰی وَاِسْمُہٗ
عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ الْاَعْوَرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَذَکَرَ الْقِصَّۃَ وَ فِیْہِ فَخَرَجَ حَتّٰی اَتَی
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَاذَبِہٖ وَاَنْشَا یَقُوْلُ یَامَالِکَ النَّاسِ وَ دَیَّانَ

اَلْعَرَبِ الْحَدِیْث۔

یہ حدیث جلیل اتنے ائمہ کبار نے باسانید متعددہ روایت کی اور طریق اخیر میں یہ لفظ ہیں کہ اعشیٰ رضی اللہ عنہ نے صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لی اور عرض کی کہ اے مالک آدمیاں والے جزاوسزادہ عرب صلی اللہ تعالیٰ علیک و بارک وسلم۔

حدیث ۸۷:۔ حارث بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی۔

اِبْعَثْ مَعِیَ مَنْ یَدْعُوْاِلٰی دِیْنِکَ فَاَنَا لَهٗ جَارٌ

میرے ساتھ کسی شخص کو حضور ارسال فرمائیں جو میری قوم کو حضور کے دین کی طرف دعوت کرے اور وہ میری پناہ میں ہوگا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری رضی اللہ عنہ کو ساتھ کر دیا حارث رضی اللہ عنہ کے کنبے والوں نے عہد شکنی کر کے اُنہیں شہید کر دیا۔ حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں اشعار کہے از انجملہ یہ شعر۔

یَا حَارِثُ مَنْ یَّغْدِرْ بِذِمَّةِ جَارِهٖ
مِنْکُمْ فَاِنَّ مُحَمَّدًا لَّا یَغْدِرُ

اے حارث جو کوئی تم میں اپنا پناہ دیے ہوئے
کے عہد سے بے وفائی کرے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
جسے پناہ دیتے ہیں وہ پکی پناہ ہوتی ہے۔

فَجَاءَ الْحَارِثُ فَاعْتَذَرَ وَ وَدَی الْاَنْصَارِیَّ وَ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ

حارث رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عذر کیا اور انصاری شہید کی دیت دی اور حضور

عَائِذٌبِکَ مِنْ لِسَانِ حَسَّانٍ ۔۔۔۔ سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور کی پناہ مانگتا ہوں حسان کی زبان سے

الزبیر بن بکار حدثنی عمی مصعب ان الحارث بن عوف اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرہ ۔

حدیث ۸۸:۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔

اَنَّہٗ کَانَ یَضْرِبُ غُلَامَہٗ فَجَعَلَ یَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ قَالَ فَجَعَلَ یَضْرِبُہٗ فَقَالَ اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ فَتَرَکَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ اَقْدَرُ عَلَیْکَ مِنْکَ عَلَیْہِ قَالَ فَاَعْتَقَہٗ

یعنی وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے غلام نے کہنا شروع کیا اللہ کی دوہائی اللہ کی دوہائی انہوں نے ہاتھ نہ روکا غلام نے کہا رسول اللہ کی دوہائی فوراً چھوڑ دیا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم بیشک اللہ تجھ پر اس سے زیادہ قادر ہے۔ جتنا تو اس غلام پر انہوں نے غلام کو آزاد کر دیا۔

تخریج حدیث: مسلم فی الصحیح جلد ۱ صفحہ ۵۲ برقم ۱۶۵۹

الحمد للہ اس حدیث صحیح کے تیور دیکھئے حیا ہو تو وہابیت کو ڈوب مرنے کی بھی جگہ نہیں یہ حدیث تو خدا جانے بیمار دلوں پر کیا کیا قیامتیں توڑے گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوہائی دینا ہی اُن کی دوہائی مچانے کو بہت تھی نہ کہ وہ بھی یوں کہ سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ اللہ عزوجل کی دوہائی دیتا رہا میں نے نہ چھوڑا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوہائی دی فوراً چھوڑ دیا۔ علماء فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوہائی سن کر حضور کی عظمت دل پر چھائی ہاتھ روک لیا۔

اقول:۔ یعنی پہلی بات ایک معمول ہو جانے سے ایسی موثر نہ ہوئی انسان کا قاعدہ ہے کہ جس بات کا محاورہ کم ہوتا ہے اُس کا اثر زیادہ پڑتا ہے ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوہائی بعینہٖ اللہ عزوجل کی دوہائی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اللہ عزوجل ہی کی عظمت سے ناشی ہے۔

بحمد اللہ حدیث کے یہ معنی ہیں اگرچہ وہابیہ کے طور پر تو اُس کا درجہ شرک سے بھی کچھ آگے بڑھا ہوا ہے۔

حدیث ۸۹:۔ یہی مضمون عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

قَالَ بَیْنَا رَجُلٌ یَضْرِبُ غُلَامًا لَّهٗ وَهُوَ یَقُوْلُ اَعُوْذُ اِذْ بَصُرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَاَلْقٰی مَا کَانَ بِیَدِهٖ وَ خَلّٰی عَنِ الْعَبْدِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَا وَ اللّٰهِ لِلّٰهِ اَحَقُّ اَنْ یُّعَاذَ مَنِ اسْتَعَاذَ بِهٖ مِنِّیْ فَقَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَهُوَ حُرٌّ لِّوَجْهِ اللّٰهِ

یعنی ایک صاحب اپنے کسی غلام کو مار رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ کی دوہائی استنے میں غلام نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا۔ اب کہا رسول اللہ کی دوہائی فوراً ان صاحب نے کوڑا ہاتھ سے ڈال دیا اور غلام کو چھوڑ دیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنتا ہے خدا کی قسم بے شک اللہ عزوجل مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی دوہائی دینے والے کو پناہ دی جائے۔ ان

صاحب نے عرض کی یا رسول اللہ تو وہ اللہ

کیلئے آزاد ہے۔

تخریج حدیث: کذا ھندی فی کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۲۰۳ برقم ۲۵۶۷۲ لفظ لہ و سیوطی فی درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۶۱۔

اقول۔ الحمدللہ اس حدیث نے تو اور بھی پانی سر سے تیر کر دیا صاف تصریح فرمادی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کی دونوں دوہائیاں بھی سنیں اور پہلی دوہائی پر اُن کا نہ رُکنا اور دوسری پر فوراً باز رہنا بھی ملاحظہ فرمایا مگر افسوس وہابیت کی ذلت و مردودیت کہ نہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اُس غلام سے فرماتے ہیں کہ تو مشرک ہوگیا اللہ کے سوا میری دوہائی دیتا ہے اور وہ بھی کس طرح کہ اللہ عزوجل کی دوہائی چھوڑ کر نہ آقا سے ارشاد کرتے ہیں کہ یہ کیسا شرک اکبر خدا کی دوہائی کی وہ بے پرواہی اور میری دوہائی پر یہ نظر ایک تو میری دوہائی مانی اور وہ بھی یوں کہ خدا کی دوہائی نہ مان کر افسوس آقا و غلام کو مشرک بنانا درکنار خود جو اُس پر نصیحت فرماتے ہیں وہ کس مزے کی بات ہے کہ اللہ مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے دوہائی تو اپنی بھی قائم رکھی اور اپنی دوہائی دینے پر پناہ دینی بھی ثابت رکھی صرف اتنا ارشاد ہوا کہ خدا کی دوہائی زیادہ ماننے کے قابل تھی۔

الحمدللہ کہ اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین وہابیہ کے جھوٹے قرآن تقویۃ الایمان کی کچھ قدر نہ فرمائی اُسے سخت ذلت پہنچائی جس میں اس کا امام لکھتا ہے اول معنی شرک و توحید کے سمجھنا چاہیئے۔ اکثر لوگ پیروں کو پیغمبروں کو اماموں کو شہیدوں کو فرشتوں اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اُن سے مرادیں مانگتے ہیں کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی غلام محی الدین کوئی مشکل کے وقت کسی کی دوہائی دیتا ہے

غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ جھوٹے مسلمان انبیاء سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کئے جاتے ہیں سچ فرمایا اللہ صاحب نے کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔ مختصراً (صفحہ ۴۱، ۴۲)

ان دافع البلا کے منکروں سے بھی اتنا پوچھ لیجئے کہ کسی کی پناہ یعنی اس کی دوہائی دینی دفع بلا ہی کے لئے ہوتی ہے یا کچھ اور ولکن الوھابیۃ قوم یعتدون۔

حضور کی پناہ لینے والے کو امان کا وعدہ

حدیث ۹۰: ابن ماجہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے راوی

قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَ بَعِيرٌ يَعْدُو حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى هَامَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا الْبَعِيرُ اسْكُنْ فَإِنْ تَكُ صَادِقًا فَلَكَ صِدْقُكَ وَإِنْ تَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْكَ كِذْبُكَ مَعَ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اٰمَنَ عَائِذَنَا وَلَيْسَ بِخَائِبٍ لَائِذُنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَقُوْلُ هٰذَا

یعنی ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا آیا یہاں تک کہ حضور کے سر مبارک کے قریب آ کر کھڑا ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اونٹ ٹھہر اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لئے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے۔ اس کے ساتھ یہ بات بے شک کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے اماں رکھی ہے اور جو ہمارے حضور التجا لائے وہ نامرادی سے بری ہے صحابہ نے عرض کی

الْبَعِيْرُ فَقَالَ هٰذَا بَعِيْرٌ قَدْ هَمَّ اَهْلُهٗ
بِنَحْرِهٖ وَاَكْلِ لَحْمِهٖ فَهَرَبَ مِنْهُمْ
وَاسْتَغَاثَ بِنَبِيِّكُمْ فَبَيْنَا نَحْنُ
كَذٰلِكَ اِذَا قَبِلَ اَصْحَابُهٗ يَتَعَادَوْنَ
فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْهِمُ الْبَعِيْرُ عَادَ اِلٰى
هَامَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَاذَ بِهَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ هٰذَا الْبَعِيْرُ نَا هَرَبَ مِنْذُ ثَلَاثَةِ
اَيَّامٍ فَلَمْ نَلْقَهٗ اِلَّا بَيْنَ يَدَيْكَ فَقَالَ
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا
اِنَّهٗ يَشْكُوْ اِلَيَّ فَبِئْسَتِ الشِّكَايَةُ
فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَقُوْلُ قَالَ
يَقُوْلُ اِنَّهٗ رُبِّيَ فِيْ اَمْنِكُمْ اَحْوَالًا وَّ
كُنْتُمْ تَحْمِلُوْنَ عَلَيْهِ فِي الصَّيْفِ
اِلٰى مَوَاضِعِ الْكَلَاءِ فَاِذَا كَانَ
الشِّتَاءُ رَحَلْتُمْ اِلٰى مَوْضِعِ الدِّفَاءِ
فَلَمَّا كَبِرَ اسْتَفْحَلْتُمْ فَرَزَقَكُمُ اللّٰهُ
تَعَالٰى اِبِلًا سَائِمَةً فَلَمَّا اَدْرَكَتْهُ هٰذِهِ
السَّنَةُ الْخَصِبَةُ هَمَمْتُمْ بِنَحْرِهٖ وَ
اَكْلِ لَحْمِهٖ فَقَالُوْا قَدْ وَاللّٰهِ كَانَ

یارسول اللہ ﷺ یہ اونٹ کیا عرض کرتا
ہے فرمایا اس کے مالکوں نے اسے
حلال کر کے کھا لینا چاہا تھا یہ اُن کے
پاس سے بھاگ آیا اور تمہارے نبی
ﷺ کے حضور فریاد لایا ہم یوں بیٹھے
تھے کہ اتنے میں اس کے مالک لوگ
دوڑتے آئے اونٹ نے جب انہیں
دیکھا پھر حضور اقدس ﷺ کے سر انور
کے پاس آ گیا اور حضور کی پناہ پکڑی اس
کے مالکوں نے عرض کی یا رسول اللہ
ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے آج
حضور کے پاس ملا ہے حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا سنتے ہو اس نے میرے
حضور نالش کی ہے اور بہت ہی بری نالش
ہے وہ بولے یا رسول اللہ یہ کیا کہتا ہے
فرمایا یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہاری امان
میں پلا گرمی میں اُس پر اسباب لاد کر سبزہ
ملنے کی جگہ تک جاتے اور جاڑے میں گرم
سیر مقام تک کوچ کرتے جب وہ بڑا ہوا
تم نے اُسے سانڈ بنا لیا اللہ تعالیٰ نے اُس

ذٰلِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاھٰذَا جَزَاءُ
الْمَمْلُوْکِ الصَّالِحِ مِنْ مَوَالِیْہِ
فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَنَا لَا نَبِیْعُہٗ
وَلَا نَنْحَرُہٗ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ کَذَبْتُمْ قَدِ اسْتَغَاثَ بِکُمْ
فَلَمْ تُغِیْثُوْہُ وَاَنَا اَوْلٰی بِالرَّحْمَۃِ
مِنْکُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ نَزَعَ الرَّحْمَۃَ مِنْ
قُلُوْبِ الْمُنَافِقِیْنَ وَ اَسْکَنَھَا فِی
قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاشْتَرَاہُ عَلَیْہِ
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھُمْ
بِمِائَۃِ دِرْھَمٍ وَ قَالَ یَا اَیُّھَا الْبَعِیْرُ
اِنْطَلِقْ فَاَنْتَ حُرٌّ لِوَجْہِ اللّٰہِ تَعَالٰی
فَرَغٰی عَلٰی ھَامَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰمِیْن ثُمَّ
دَعَا فَقَالَ اٰمِیْن ثُمَّ دَعَا الرَّابِعَۃَ
فَبَکَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا

کے نطفے سے تمہارے بہت اونٹ کر دیئے
جو چرتے پھرتے ہیں اب جو اُسے یہ
شاداب برس آیا تم نے اُسے ذبح کر کے کھا
لینا چاہا وہ بولے یارسول اللہ خدا کی قسم یونہی
ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
نیک مملوک کا بدلہ اُس کے مالکوں کی طرف
سے یہ نہیں ہے وہ بولے یارسول اللہ تو ہم نہ
اسے بیچیں گے نہ ذبح کریں گے فرمایا غلط
کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تم اُس کی
فریاد کو نہ پہنچے اور میں تم سے زیادہ اس کا
مستحق ولائق ہوں کہ فریادی پر رحم فرماؤں
اللہ عزوجل نے منافقوں کے دلوں سے
رحمت نکال لی اور ایمان والوں کے دلوں
میں رکھی ہے پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم نے وہ اونٹ اُن سے سو درہم کو خرید لیا
اور اُس سے ارشاد فرمایا اے اونٹ چلا جا کہ
اللہ عزوجل کیلئے آزاد ہے یہ سن کر اُس نے
سر اقدس پر اپنی بولی میں کچھ آواز کی حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی اُس نے
دوبارہ آواز کی حضور نے پھر آمین کہی اُس نے

يَقُوْلُ هٰذَا الْبَعِيْرُ قَالَ قَالَ جَزَاکَ اللّٰہُ اَیُّهَا النَّبِیُّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَالْقُرْآنِ خَیْرًا فَقُلْتُ اٰمِیْنَ ثُمَّ قَالَ سَکَّنَ اللّٰہُ رُعْبَ اُمَّتِکَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کَمَا سَکَّنْتَ رُعْبِیْ فَقُلْتُ اٰمِیْنَ ثُمَّ قَالَ حَقَنَ اللّٰہُ دِمَآءَ اُمَّتِکَ مِنْ اَعْدَائِهَا کَمَا حَقَنْتَ دَمِیْ فَقُلْتُ اٰمِیْنَ ثُمَّ قَالَ لَا جَعَلَ اللّٰہُ بَاْسَهَا بَیْنَهَا فَبَکَیْتُ فَاِنَّ هٰذِهِ الْخِصَالَ سَاَلْتُ رَبِّیْ فَاَعْطَانِیْهَا وَمَنَعَنِیْ هٰذِهٖ وَاَخْبَرَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَنَّ فَنَاءَ اُمَّتِیْ بِالسَّیْفِ جَرَی الْقَلَمُ بِمَا هُوَ کَائِنٌ کَذَا۔

سہ بارہ آواز کی حضور نے پھر آمین کہی اس نے چوتھی بار کچھ آواز کی اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گریہ فرمایا صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ یہ کیا کہتا ہے فرمایا اس نے کہا اے نبی اللہ عزوجل حضور کو اسلام وقرآن کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ تعالٰی قیامت کے دن حضور کی امت سے خوف دور کرے جس طرح حضور نے میرا خوف دور کیا میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ جل وعلا حضور کی امت کے خون ان کے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے (کہ کفار کبھی ان کا استیصال نہ کرسکیں) جیسا حضور نے میرا خون بچایا میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ سبحانہ امت والا کی سختی ان کے آپس میں نہ رکھے (باہمی خونریزی سے دور رہیں) اس پر میں نے گریہ فرمایا کہ سب مرادیں میں اپنے رب عزوجل سے مانگ چکا اور اس نے مجھے عطا فرما دیں مگر یہ پچھلی منع فرمائی اور مجھے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اللہ جل وعلاء کی طرف سے خبر دی کہ میری امت کی فنا تلوار سے ہے قلم چل چکا شدنی[1] پر۔

[1] ہونے والی بات۔ اتفاقی بات

اَوْرَدَهٗ عَازِ بَالَهٗ الْاِمَامُ الْحَافِظُ زَکِیُّ الدِّیْنِ عَبْدُ الْعَظِیْمِ الْمُنْذِرِیُّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فِیْ کِتَابِ التَّرْغِیْبِ وَالتَّرْھِیْبِ۔

تخریج حدیث :منذری فی الترغیب و الترھیب جلد ۳/صفحہ ۲۰۷ لفظ لہ

فقیر نے اس رسالہ میں بنظر اختصار اکثر احادیث کا خلاصہ لکھایا صرف محل استدلال پر اقتصار کیا یہ حدیث نفیس کہ ایک اعلیٰ اعلام نبوت و معجزات جلیلہ حضرت رسالت علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ سے تھی تمام ذکر کرنی مناسب سمجھی یہاں موضع استناد وہ پیاری پیاری اسناد ہے کہ جو ہماری پناہ لے اللہ عزوجل اُسے امان دیتا ہے اور جو ہم سے التجا کرے نامراد نہیں رہتا الحمدللہ رب العالمین اور خدا جانے دافع البلا کس شے کا نام ہے۔

اللہ اور اللہ کے رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم پر بھروسہ

حدیث ۹۱: عبداللہ بن سلامہ بن عمیر اسلمی صحابی ابن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

تَزَوَّجْتُ ابْنَۃَ سُرَاقَۃَ بْنِ حَارِثَۃَ النَّجَارِیِّ وَ قَدْ قُتِلَ بِبَدْرٍ فَلَمْ اُصِبْ شَیْئًا مِنَ الدُّنْیَا کَانَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نِکَاحِھَا وَاَصْدَقْتُھَا مِائَتَیْ دِرْھَمٍ فَلَمْ اَجِدْ شَیْئًا اَسُوْقُہٗ اِلَیْھَا فَقُلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ الْمُعَوَّلُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ اَلْحَدِیْث۔

میں نے سراقہ بن حارثہ نجاری شہید غزوہ بدر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے نکاح کیا دنیا کی کوئی چیز میں نے ایسی نہ پائی جو اُن کے ساتھ شادی ہونے سے زیادہ مجھے پیاری ہو میں نے دو سو روپے اُن کا مہر کیا تھا اور پاس کچھ نہ تھا جو انہیں بھیجوں میں نے کہا اللہ اور اللہ کے رسول ہی پر بھروسا ہے پس میں خدمت انور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حال عرض کیا۔

حضور نے ایک جہاد پر انہیں بھیجا اور فرمایا

اَرْجُوْا اَنْ یُّغْنِمَکَ اللّٰہُ مَهْرَ زَوْجَتِکَ۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل تمہیں اتنی غنیمت دلا دے گا کہ اپنی بی بی کا مہر ادا کردو ایسا ہی ہوا

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ الْاِمَامُ الثِّقَةُ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنُ وَاقِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ حَدْرَدٍ وَهُوَ ابْنُ سَلَامَةَ الْمَذْكُوْرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا بِسَنَدِهٖ اِلَیْهِ وَقَدْ عَلٰی تَوْثِیْقِهِ الْاِمَامُ الْمُحَقِّقُ عَلَی الْطَّلَاقِ فِی الْفَتْحِ وَ ذَكَرْنَاهُ فِیْ مُنِیْرِ الْعَیْنِ۔

یارسول اللہ ہمارے گناہ بخش دیجئے

حدیث ۹۲۔۹۳:۔ غزوۂ خیبر شریف میں خیبر کو جاتے ہوئے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں رجز پڑھتے چلے۔

اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اهْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَّکَ مَا اَبْقَیْنَا وَاَلْقِیَنْ سَکِیْنَةً عَلَیْنَا

وَ ثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَیْنَا وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِکَ مَا اسْتَغْنَیْنَا

تخریج حدیث: بخاری فی الصحیح برقم ۴۱۹۶ واحمد فی مسندہ ۴/۴۸۲ و مسلم فی الصحیح ص ۱۱۱ /ج ۲ ونسائی ج ۲ ص ۶۰ وبیهقی فی السنن ج ۵ ص ۲۶۹

خدا گواہ ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ زکوۃ دیتے نہ نماز پڑھتے تو بخش دیجئے ہم حضور پر قربان جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں اور ہم پر حضور سکینہ اتاریں اور جب ہم دشمنوں سے مقابل ہوں تو حضور ہمیں ثابت قدم رکھیں ہم

حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ حدیث صحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی ومسند امام احمد وغیرہا میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بطریق حدیدہ ہے اور پچھلا مصرع زیادات صحیح مسلم و امام احمد (جلد ۴ صفحہ ۲۹۱) سے ہے۔

رواہ من طریق ایاس بن سلمۃ عن ابیہ سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم حدیث صحیح بخاری مع شرح امام احمد قسطلانی مسمّٰی بہ ارشاد الساری کے الفاظ کریمہ مختصراً ذکر کریں۔

(عَنْ یَزِیْدِ بْنِ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ سَلَمَۃَ ابْنِ الْاَکْوَعِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی خَیْبَرَ فَسِرْنَا لَیْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ) ھُوَ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (لِعَامِرٍ یَا عَامِرُ اَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ ھُنَیْھَاتِکَ) وَعِنْدَ ابْنِ اسْحٰقَ مِنْ حَدِیْثِ نَصْرِ بْنِ دَھْرِنِ الْاَسْلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ مَسِیْرِہٖ اِلٰی خَیْبَرَ لِعَامِرِ بْنِ الْاَکْوَعِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنْزِلْ

یعنی زین بن عبید اپنے مولیٰ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس خیبر کو چلے رات کا سفر تھا حاضرین سے ایک صاحب حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا اے عامر ہمیں کچھ اشعار اپنے نہیں سناتے اور ابن اسحٰق نے نصر بن دھر اسلمی رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کی کہ میں نے سفر خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا اے ابن اکوع اتر کر کچھ اپنے

يَا ابْنَ الْاَكْوَعِ فَاحْدُلَنَامِنْ هَنَاتِكَ فَفِيْهِ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الَّذِىْ اَمَرَهٗ بِذٰلِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا هْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَاغْفِرْ فِدَآءً لَّكَ (اَلْمُخَاطِبُ بِذٰلِكَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىْ اِغْفِرْلَنَا تَقْصِيْرَنَا فِىْ حَقِّكَ وَ نَصْرِكَ اِذْ لَا يَتَصَوَّرُ اَنْ يُّقَالَ مِثْلُ هٰذَا الْكَلَامِ لِلْبَارِىْ تَعَالٰى وَ قَوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ لَمْ يَقْصُدْ بِهَا الدُّعَاءَ وَ اَنَّمَا افْتَتَحَ بِهَا الْكَلَامَ (مَا اَبْقَيْنَا) اَىْ مَا خَلَّفْنَا وَرَاءَنَا مِمَّا اكْتَسَبْنَاه مِنَ الْاٰثَامِ وَالْقِيْنَ اَىْ وَسَلْ رَبَّكَ اَنْ يُّلْقِيْنَ (سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَ ثَبِّتِ الْاَقْدَامَ) اَىْ وَ اَنْ تُثَبِّتَ الْاَقْدَامَ (اِنْ لَاقَيْنَاه) اَلْعَدُوَّ (فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

اشعار ہمارے لئے شروع کرو اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس امر کا امر فرمایا عامر رضی اللہ عنہ شاعر تھے اُترے اور قوم کے سامنے یوں حدی[1] خوانی کرتے چلے کہ یارب اگر حضور نہ ہوتے تو ہم راہ نہ پاتے نہ زکوۃ و نماز بجالاتے ہم حضور پر بلا گرداں[2] ہوں ہمارے جو گناہ باقی رہے ہیں بخش دیجئے۔ ان اشعار میں مخاطب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی حضور کے حقوق حضور کی مدد میں جو قصور ہم سے ہوئے حضور معاف فرما دیں حضور کیلئے خطاب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل سے ایسا خطاب کرنا معقول نہیں (ائمہ فرماتے ہیں کہ کسی پر فدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اُس پر اگر کوئی بلا یا تکلیف آئی ہو تو وہ اپنے اوپر لی جائے اُس کی محافظت میں اپنی جان دے دی جائے تو اللہ عزوجل کو اس کلام کا مخاطب کیونکر بنا سکتے ہیں) رہا یہ کہ ابتدا میں اللھم ہے

[1] عرب شتربانوں کا نغمہ [2] قربان ہونے والا، دوسری کی آفت اپنے اوپر لینے والا

وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْاَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ) وَعِنْدَ اَحْمَدَ مِنْ رِوَايَةِ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ فَقَالَ غَفَرَلَكَ رَبُّكَ قَالَ وَمَا اسْتَغْفَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِنْسَانٍ يُخُصُّهُ اِلَّا اسْتُشْهِدَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَمَا فِيْ مُسْلِمٍ (وَجَبَتْ لَهُ الشَّهَادَةُ بِدُعَائِكَ لَهُ (يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْ لَا اَمْتَعْتَنَا بِهٖ) الْبَقِيَّةُ لَنَا لِنَتَمَتَّعَ بِهٖ۔

(ارشاد الساری جلد ۹ صفحہ ۲۵۱ دارالفکر بیروت)

اس سے مقصود حضرت عزت جل جلالہ کو پکارنا نہیں (کہ یہ اللہ عزوجل سے عرض قرار پائے) بلکہ اُس کے نام سے ابتدائے کلام ہے اور حضور ہم پر سکینہ اُتاریں مقابلہ دشمن کے وقت اور ہمیں ثابت قدم رکھیں یعنی اپنے رب جل و علا سے ان مرادات کی دعا فرمائیں یہ اشعار سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کون اونٹوں کو رواں کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی عامر بن اکوع۔ حضور نے فرمایا اللہ اُس پر رحمت کرے اور مسند احمد (وصحیح مسلم) میں بروایت ایاس بن سلمہ (اپنے والد ماجد سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے) فرمایا تیرا رب تیری مغفرت فرمائے۔ اور حضور (ایسی جگہ) جب کسی خاص شخص کا نام لے کر دعائے مغفرت فرماتے تھے وہ شہید ہو جاتا تھا (لہذا) حاضرین میں سے ایک صاحب

یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں تصریح ہے عرض کی یا رسول اللہ حضور کی دعا سے عامر کے لئے شہادت واجب ہوگئی۔ حضور ﷺ نے ہمیں ان سے نفع کیوں نہ لینے دیا یعنی حضور ابھی انہیں زندہ رکھتے کہ ہم ان سے بہرہ مند ہوتے۔ انتہی

۔۔۔یہ پچھلے لفظ بھی یاد رکھنے کے ہیں۔ کہ حضور ﷺ انہیں زندہ رکھتے۔ یہ حدیث ابن اسحاق نے اس سند کے ساتھ روایت کی۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِی الْھَیْثَمِ بْنِ نَصْرِ بْنِ دَھْرِنِ الْاَسْلَمِیِّ اَنَّ اَبَاہُ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ مَسِیْرِہٖ اِلٰی خَیْبَرَ لِعَامِرِ بْنِ الْاَکْوَعِ فَذَکَرَہٗ۔ اسی میں ہے۔

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَجَبَتْ وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ اَمْتَعْتَنَا بِہٖ فَقُتِلَ یَوْمَ خَیْبَرَ شَہِیْدًا۔

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، خدا کی قسم شہادت واجب ہوگئی یا رسول اللہ کاش حضور ہمیں ان کی زندگی سے بہرہ یاب رکھتے وہ روز خیبر شہید ہوئے رضی اللہ عنہ۔

نیز امام احمد نے مسند میں طریق اسحاق روایت فرمائی۔ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ ثَنَا اَبِیْ عَنِ ابْنِ اِسْحٰقَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّیْمِیُّ الْحَدِیْثَ سَنَدًا وَّ مَتْنًا بَیْدَ اَنَّہُ اقْتَصَرَ عَلَی الْاَشْعَارِ وَلَمْ یَذْکُرْ دُعَاءَ النَّبِیِّ ﷺ وَلَا قَوْلَ عُمَرَ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَفِیْہِ فَاَخَذْنَا مَکَانَ قَوْلِہٖ فَخُذْ لَنَا وَلَعَلَّ ھٰذَا ھُوَ الْاَصْوَبُ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

دو حدیثیں اللہ اور رسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف توبہ کرنا

حدیث ۹۴۔ صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے انہوں نے ایک تصویر دار قالین خریدا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے دروازے پر رونق افروز رہے۔ اندر قدم کرم نہ رکھا۔ اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے چہرہ انور میں اثر ناراضگی پایا (اللہ انہیں ناراض نہ کرے دونوں جہان میں) عرض کرنے لگیں۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ

یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ کے رسول ﷺ کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

تخریج حدیث: بخاری فی الصحیح جلد ۲/ صفحہ ۸۸۱ ومسلم فی الصحیح جلد۲/صفحہ ۲۰۱ واحمد فی مسندہ جلد ۶/صفحہ ۲۴۶ واسحاق بن راھویہ فی مسندہ جلد۲ / صفحہ ۲۱۷ وعبدالرزاق فی المصنف جلد ۱۰/صفحہ ۳۹۸

حدیث ۹۵۔ چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہر بیٹھے مسئلہ قدر و جبر میں بحث کرنے لگے اُن میں صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما بھی تھے روح امین جبریل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر

عرض کی یا رسول اللہ حضور اپنی امت کے پاس تشریف لے جائیں کہ انہوں نے نئی راہ نکالی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت باہر تشریف لائے کہ وہ وقت حضور کی تشریف آوری کا نہ تھا صحابہ سمجھے کہ کوئی نئی بات ہے آگے حدیث کے پیارے پیارے الفاظ دلکش و دلنوازیوں ہیں۔

وَخَرَجَ عَلَيْهِمْ مُلْتَمِعًا لَوْنُهُ مُتَوَرِّدَةٌ وَجْنَتَاهُ كَأَنَّمَا تَفَقَّأَ بِحَبِّ الرُّمَّانِ الْحَامِضِ فَنَهَضُوْا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاسِرِيْنَ اَذْرُعَهُمْ تَرْعُدُ اَكُفُّهُمْ وَاَذْرُعُهُمْ فَقَالُوْا اَتُبْنَا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الحدیث۔

یعنی حضور پر نور صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ ان پر اس حالت میں برآمد ہوئے کہ رنگ چہرہ اقدس کا (شدت جلال سے) دہک رہا ہے۔ دونوں رخسارہ مبارک گلاب کی طرح سرخ ہیں گویا انار ترش کے دانے پھوٹ نکلے ہیں۔ صحابہ کرام یہ دیکھتے ہی حضور کی طرف (عاجزی کے ساتھ) کلائیاں کھولے ہاتھ تھرتھراتے کانپتے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ ہم اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔
جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم

(الطبرانی فی الکبیر عن ثوبان رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔)

تخریج حدیث: طبرانی فی الکبیر جلد ۲ صفحہ ۹۵، ۹۶ برقم ۱۴۶۳ ومجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۰۱۔

ان احادیث سے ثابت کہ صدیقہ وصدیق وفاروق وغیرہم اکتالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے توبہ کرنے میں اللہ قابل التواب جل جلالہٗ کے نام پاک کے ساتھ اُس کے نائب اکبر نبی التوبہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک بھی ملایا اور حضور پُر نور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا حالانکہ توبہ بھی اصل حق حضرت عزت عز جلالہٗ کا ہے ولہذا حدیث میں ہے ایک قیدی گرفتار کر کے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں لایا گیا وہ بولا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْکَ وَلَا اَتُوْبُ اِلٰی مُحَمَّدٍ۔ الٰہی میری توبہ تیری طرف ہے نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَرَفَ الْحَقَّ لِاَھْلِہٖ حق کو حق والے کیلئے پہچان لیا

(احمد والحاکم وصححه عن الاسود بن سریع رضی اللہ عنه ۔)

احمد فی مسنده ج ۳ ص ۴۳۵ برقم ۱۵۶۷۲ و کنز العمال ج ۳ ص ۲۷۶ برقم ۸۷۲۵ و ج ۴ ص ۵۴۶ برقم ۱۱۶۱۲

اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صدقہ کرنا

حدیث ۹۶۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے جب ان کی توبہ قبول ہوئی انہوں نے مولائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِیْ صَدَقَۃً اِلَی اللّٰہِ وَ اِلٰی رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یارسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں اللہ اور اللہ کے رسول کیلئے صدقہ کر کے

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے۔ اَیْ صَدَقَةً خَالِصَةً لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِلٰی بِمَعْنٰی اللَّامِ یعنی اس حدیث میں اللہ و رسول کی طرف صدقہ کرنے کے معنی اللہ و رسول کیلئے تصدق ہیں تو حاصل یہ کہ اپنا سارا مال خاص خدا و رسول کے نام پر تصدق کر دوں تبارک وتعالیٰ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

تخریج حدیث: بخاری فی الصحیح جلد ۲ / صفحہ ۶۳۶ برقم ۲۷۵۷ و ۴۴۱۸ ومسلم فی الصحیح جلد ۲ / صفحہ ۳۶۲ وابوداؤد فی السنن جلد ۲ / صفحہ ۱۱۴، والنسائی جلد ۲ / صفحہ ۱۳۷، واحمد فی مسندہ جلد ۳ / صفحہ ۴۵۴، والبیہقی فی السنن الکبریٰ جلد ۱ / صفحہ ۲۲۵، وابن ابی شیبہ فی المصنف جلد ۱۲ / صفحہ ۵۴۵ وطبرانی فی الکبیر جلد ۹ / صفحہ ۴۶ وقسطلانی فی ارشاد الساری ج ۶ ص ۲۷۳ وج ۹ ص ۴۴۹ و ابن حجر عسقلانی فی فتح الباری ج ۵ ص ۲۹۸ وج ۸ ص ۲۷۵

حدیث ۹۷:۔ یمن کی ایک بی بی اور ان کی بیٹی بارگاہ بیکس پناہ محبوب الٰہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں دختر کے ہاتھ میں بھاری بھاری کنگن سونے کے تھے۔ مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَتُعْطِیْنَ زَکٰوۃَ هٰذَا — کیا اس کی زکوۃ دے گی۔

عرض کی نہ۔ فرمایا

اَیَسُرُّكِ اَنْ یُّسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ سِوَارَیْنِ مِنْ نَّارٍ — کیا تجھے یہ بھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے بدلے تجھے آگ کے دو کنگن پہنائے۔

اُس بی بی نے فوراً کنگن اتار کر ڈال دیئے اور عرض کی۔

هُمَا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

یا رسول اللہ یہ دونوں اللہ اور اللہ کے رسول کیلئے ہیں جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

(احمد و ابو داؤد والنسائی عن عبداللہ بن عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند لا مقال فیہ۔)

تخریج حدیث: ابو داؤد فی السنن جلد ۱/ صفحہ ۲۱۸، والنسائی فی الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۰ و دارقطنی فی السنن جلد ۲/ ۱۱۲ وبیہقی فی السنن جلد ۴ صفحہ ۱۴۰ ومعرفۃ السنن الآثار جلد ۳/صفحہ ۲۹۶ و احمد فی مسندہ جلد ۶ صفحہ ۴۵۳، ۴۵۵، ۴۵۹، ۴۶۰۔

حدیث ۹۸:۔ کہ جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی انہوں نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَهْجُرُ دَارَ قَوْمِی الَّتِیْ اَصَبْتُ بِهَا الذَّنْبَ وَانْخَلِعُ مِنْ مَّالِیْ صَدَقَةً لِّلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ

یا رسول اللہ میں اپنی قوم کا محلہ جس میں مجھ سے خطا سرزد ہوئی چھوڑتا ہوں اور اپنے مال سے اللہ و رسول کے نام پر تصدق کر کے باہر آتا ہوں جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابولبابہ تہائی مال کافی ہے انہوں نے ثلث مال اللہ و رسول کیلئے صدقہ کر دیا۔ جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

(الطبرانی فی الکبیر و ابو نعیم عن ابن شہاب ن الزہری عن الحسین

بن السائب بن ابی لبابہ عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال لما تاب اللہ علی جئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت لہ فذکرہ ۔)

تخریج حدیث: طبرانی فی الکبیر جلد ۹ / صفحہ ۳۳ برقم ۴۵۰۹ واحمد فی مسندہ ۳ / صفحہ ۵۶۳، وحاکم فی لمستدرک ۳ / ۶۳۲ ،وعبدالرزاق فی المصنف ۵ / ۴۰۶ ،وابن ابی عاصم فی الاحاد و المثانی ۳ / ۴۴۸ ۔ و بغوی فی شرح السنۃ جلد ۱۰ / صفحہ ۳۷

یہ حدیثیں جانِ وہابیت پر صریح آفت ہیں کہ تصدق کرنے میں اللہ عزوجل کے ساتھ اللہ کے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک ملایا جاتا ہے اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم مقبول رکھتے ہیں ۔ وللہ الحجۃ البالغۃ

اُسی قبیل سے ہے افضل الاولیاء المحمدیین سیدنا صدیق اکبر امام المشاھدین رضی اللہ تعالی عنہ کی عرض کہ حضور مولانا العارف باللہ القوی مولوی قدس سرہٗ والمعنوی نے مثنوی شریف میں نقل کی کہ جب حضور صدیق عتیق سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کر کے حاضر بارگاہ عالم پناہ ہوئے ۔

صدیق اکبر کا قول کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ ہوں

گفت ما دو بندگان کوئے تو

کردم آزاد ہم بر روئے تو

اور پہلے مصرع میں جو کچھ حضور صدیق اکبر اپنے مالک و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں اُس پر تو دیکھنا چاہیئے وہابیت کا جن کتنا مچلے نجدیت کی آگ کہاں تک اچھلے مگر ہاں امیر المومنین غیظ المنافقین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا درۂ سیاست دکھایا چاہیئے کہ

بھوت بھاگے اور شاہ ولی اللہ صاحب کے پانی کا چھینٹا دیجئے کہ آگ دبے وہ کہاں وہ اس حدیث آئندہ میں وباللہ التوفیق۔

فاروق اعظم حضور ﷺ کے بندے اور خادم

حدیث ۹۹۔ شاہ صاحب ازالۃ الخفاء میں بحوالہ روایت ابوحذیفہ اسحٰق بن بشر و کتاب مستطاب الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ناقل کہ امیر المومنین فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں بر سر منبر فرمایا:

قَدْ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ عَبْدَهٗ وَ خَادِمَهٗ — میں حضور پُر نور آقا و مولائے عالم ﷺ کی بارگاہ میں تھا پس میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتی تھا۔

اقول:۔ یہ حدیث ابوحذیفہ مذکور نے فتوح الشام اور حسن بن بشران نے اپنے فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے نیز ابن بشران نے امالی ابواحمد دہقان نے حرز حدیثی ابن عساکر نے تاریخ لالکائی نے کتاب السنہ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔

تخریج حدیث: لالکائی فی کتاب شرح السنہ ۱۳۳۵/۷ .و ھندی فی کنز العمال جلد ۵ /ص ۶۸۲ .

جب امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں پر اُن کی شدت وجلال سے عجب ہیبت چھائی یہاں تک کہ لوگوں نے باہر بیٹھنا چھوڑ دیا کہ جب تک امیر المومنین کا برتاؤ نہ معلوم ہو متفرق رہو لوگ بولے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نرمی اس درجہ تھی کہ مسلمانوں

کے بچے جب انہیں دیکھتے دوڑتے ہوئے باپ باپ کہتے ان کے پاس جاتے وہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور ان کی ہیبت کی یہ حالت ہے کہ مردوں نے اپنی مجالس چھوڑ دیں جب امیر المؤمنین کو یہ خبر پہنچی حکم دیا کہ جماعت نماز کیلئے پکار دیں لوگ حاضر ہوئے امیر المؤمنین منبر پر وہاں بیٹھے جہاں صدیق اکبر اپنے قدم مبارک رکھتے تھے اور فرمایا مجھے کافی ہے کہ صدیق کے قدموں کی جگہ بیٹھوں جب سب جمع ہولئے امیر المؤمنین نے منبر اطہر سید ازہر صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہوکر خطبہ فرمایا حمد وثنائے الٰہی و درود ورسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کہا۔

اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تُؤْنِسُوْنَ مِنِّیْ شِدَّۃً وَّغِلْظَۃً وَّ ذَالِکَ اِنِّیْ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ کُنْتُ عَبْدَہٗ وَ خَادِمَہٗ۔

لوگو میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمت گار تھا۔

حضور کی نرمی ورحمت وہ ہے جس کی نظیر نہیں اللہ عزوجل نے خود اپنے اسمائے کریمہ سے دو نام حضور کو عطا فرمائے۔ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ صلی اللہ علیہ وسلم تو میں حضور کے سامنے شمشیر برہنہ تھا وہ چاہتے مجھے نیام فرماتے چاہتے چلنے دیتے میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی تشریف لے گئے اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت پھر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے کام کے والی ہوئے ان کی نرمی ورحمت وکرم کی حالت تم سب پر روشن ہے۔

فَکُنْتُ خَادِمَہٗ وَ عَوْنَہٗ

میں اُن کا خادم اور اُن کا سپاہی تھا۔

اپنی شدت اُن کی نرمی کے ساتھ لاتا اُن کے سامنے تیغ عریاں تھا وہ چاہتے نیام کرتے خواہ رواں فرماتے میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہوگئے اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت اب کہ میں تمہارا والی ہوا جان لو کہ وہ شدت دونی ہوگئی درجوں بڑھ گئی مگر کس پر ہوگی ان پر جو مسلمانوں پر ظلم وتعدی کریں اور دینداروں کے لیے تو میں اُن کے آپس سے بھی زیادہ نرم ومہربان ہوں ہاں جسے ظلم زیادتی کرتے پاؤں گا اُسے نہ چھوڑوں گا اُس کا ایک گال زمین پر رکھ کر دوسرے گال پر اپنا پاؤں رکھوں گا۔ یہاں تک کہ حق کو قبول کرلے سعید بن میتب وابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے فرمایا۔

فَوَفّٰی عُمَرُ وَاللّٰهِ بِمَا قَالَ وَكَانَ اَبَا الْعِیَالِ — خدا کی قسم عمر نے جو فرمایا تھا پورا کر دکھایا وہ رعیت کیلئے مہربان باپ تھے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

هٰذَا مُخْتَصَرٌ وَقَدْ دَخَلَ حَدِیْثُ بَعْضِهِمْ فِیْ بَعْضٍ ۔ دیکھو امیر المؤمنین فاروق اعظم سا اشد الناس فی امر اللہ برملا برسر منبر اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ بتا رہا ہے اور مجمع عام صحابہ کرام سنتا اور برقرار رکھتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَلَهُ الْحُجَّةُ السَّامِیَةُ۔

بدعت حسنہ کے ماننے پر وہابیہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو صاف گمراہ لکھا

امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو بجرم ترویج تراویح جسے اُسے جناب فاروقیت مآب نے بدعت مان کر اچھا بتایا اور فرمایا۔

نِعْمَةِ الْبِدْعَۃُ هٰذِہٖ یہ بدعت بہت خوب وحسن ہے۔

وہابی بیڑے کے بعض اچھوت بہادر مثل نواب بھوپالی قنوجی وغیرہ صراحۃً معاذ اللہ گمراہ بدعتی لکھ ہی چکے اب اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ ماننے پر شرک کا اطلاق کرتے انہیں کیا لگتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِذَا لَمْ تَسْتَحِیْ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ ع۔ بےحیا باش ہر چہ خواہی کن۔

مگر صاحبو ذرا سوچ سمجھ کر کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا بھی دامن زیر سنگ خدا راد با ہے۔

ع یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اے عبید الہوا اے عبید الدرہم وعبید الدنیا اب بھی عبدالنبی عبدالرسول عبدالمصطفیٰ کو شرک کہنا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔

حدیث ۱۰۰: بحمد للہ تعالیٰ ایک سے ایک زائد سنتے جایئے۔ ایک دن امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت شہزادہ گلگوں قبا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بر سر منبر گود میں لے کر فرمایا۔

هَلْ اَنْبَتَ الشَّعَرَ عَلٰی رُؤُسِنَا اِلَّا اَبُوْکَ[1] ہمارے سروں پر بال کس نے اُگائے ہیں تمہارے ہی باپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُگائے ہوئے ہیں۔

یعنی جو کچھ عزت نعمت ودولت ہے سب حضور ہی کی عطا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ابن سعد فی الطبقات عن السید الحسین صلی اللہ علیہ وسلم جدہ وابیہ و امہ واخیہ و علیہ بنیہ و بارک وسلم)

---

[1] ان الفاظ سے مجھے یہ روایت نہیں ملی (ارشد عفی عنہ)

ابن عساکر فی التھذیب التاریخ جلد ۴ صفحہ ۳۲۴ نحوہ

حدیث ۱۰۱: کہ ایک بار امیر المؤمنین حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے کاشانہ خلافت فاروقی پر اذن طلب کیا ابھی اجازت نہ آئی تھی کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دروازے پر حاضر ہو کر اذن مانگا امیر المومنین نے انہیں اجازت نہ دی یہ حال دیکھ کر سیدنا امام مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بھی واپس گئے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا بھیجا انہوں نے آکر کہا یا امیر المؤمنین میں نے خیال کیا کہ اپنے صاحبزادے کو تو اذن دیا نہیں مجھے کیوں دیں گے۔

اَنْتَ اَحَقُّ بِالْاِذْنِ مِنْہُ وَ ھَلْ اَنْبَتَ الشَّعْرَ فِی الرَّاسِ بَعْدَ اللّٰہِ اِلَّا اَنْتُمْ

آپ اس سے زیادہ مستحق اذن ہیں اور یہ بال سر پر اللہ عزوجل کے بعد کس نے اُگائے ہیں سوا تمہارے۔

(رواہ الدار قطنی.) ابن عساکر نحوہ فی التاریخ

حدیث ۱۰۲: سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا۔

اَیْ بُنَیَّ لَوْجَعَلْتَ تَاْتِیْنَا تَغْشَانَا۔

اے میرے بیٹے میری تمنا ہے کہ آپ ہمارے پاس آیا کریں۔

ایک دن میں گیا تو معلوم ہوا کہ تنہائی میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ باتیں کر رہے ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دروازے پر رُکے ہیں عبداللہ رضی اللہ عنہ پلٹے اُن کے ساتھ میں بھی واپس آیا اس کے بعد امیر المؤمنین مجھے ملے فرمایا لم ارک جب سے پھر میں نے آپ کو نہ دیکھا یعنی تشریف نہ لائے میں نے کہا امیر المؤمنین میں آیا تھا آپ معاویہ کے

ساتھ خلوت میں تھے۔ آپ کے صاحبزادے کے ساتھ واپس گیا امیر المؤمنین نے فرمایا۔

فَقَالَ اَنْتَ اَحَقُّ بِالْاِذْنِ مِنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اِنَّمَا اَنْبَتَ فِیْ رُؤُسِنَا مَا تَرَی اللّٰہُ ثُمَّ اَنْتُمْ۔
آپ عبداللہ بن عمر سے مستحق تر ہیں یہ جو آپ ہمارے سروں پر دیکھتے ہیں یہ اللہ ہی نے تو اُگائے ہیں پھر آپ نے

تخریج حدیث: کذا فی کنز العمال جلد ۱۳ / ۶۵۵ برقم ۳۷۶۶۲ وابن عساکر تاریخ مدینہ دمشق جلد ۱۴ صفحہ ۱۷۵ / ۱۷۶ ذھبی فی سیر الاعلام النبلاء جلد ۳ / صفحہ ۲۸۵ وابن حجر فی الاصابہ جلد ۱ / صفحہ ۳۳۳ تاریخ بغداد جلد ۱ صفحہ ۱۴۱

اور ایک روایت میں ہے۔

هَلْ اَنْبَتَ الشَّعْرَ عَلَی الرَّاْسِ غَیْرُکُمْ
کیا سر پر بال کسی اور نے اُگائے ہیں سوا تمہارے۔

(الخطیب من طریق یحییٰ بن سعید ن الانصاری من عبید ابن حنین ثنی الحسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما و کذا ابن سعد و راھویہ الاخریٰ رواھا الحافظ محب الدین الطبری فی الریاض النضرۃ من طریق عبید بن حنین لا حد الریحا نتین رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

ابن عساکر فی تاریخ مدینہ دمشق جلد ۱۴ صفحہ ۱۷۵

حافظ الشان امام عسقلانی اصابہ فی تمییز الصحابہ میں اُسے بروایت خطیب ذکر کر کے فرماتے ہیں سندہ صحیح اس حدیث کی سند صحیح ہے میں ڈرتا ہوں کہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی ان حدیثوں کا سنانا کہیں وہابی صاحبوں کو رافضی بھی نہ کردے۔

قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ شہزادوں سے امیر المومنین کے اس فرمانے کا مطلب بھی وہی ہے جو لفظ اول میں تھا کہ یہ بال تمہارے مہربان باپ ہی نے اُگائے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح اراکین سلطنت اپنے آقازادوں سے کہتے ہیں کہ جو نعمت ہے تمہاری ہی دی ہوئی ہے یعنی تمہارے ہی گھر سے ملی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو جہان کی دولت ایک جملہ فرما کر بخش دیتے ہیں

حدیث ۱۰۳: کہ حضرت بتول زہرا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِيْهَا وَ عَلَيْهَا وَ عَلٰى بَعْلِهَا وَ اَبْنَيْهَا وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ اپنے دونوں شاہزادوں کو لے کر خدمت انور سید اطہر صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کی

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْحِلْهُمَا — یا رسول اللہ ان دونوں کو کچھ عطا فرمائیے۔

قَالَ نَعَمْ قاسم خزائن الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں منظور۔

اَمَّا الْحَسَنُ فَقَدْ نَحَلْتُهُ حِلْمِيْ وَهَيْبَتِيْ وَاَمَّا الْحُسَيْنُ فَقَدْ نَحَلْتُهُ نَجْدَتِيْ وَ جُوْدِيْ ۔ — حسن کو تو میں نے اپنا حلم اور ہیبت عطا کی اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشا۔

(ابن عساکر عن محمد بن عبد اللہ ابن ابی رافع عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ)

تخریج حدیث: ابن عساکر فی تہذیب تاریخ دمشق جلد ۴ / صفحہ ۳۱۷

و فی تاریخ الکبیر جلد ۱۴ / صفحہ ۱۲۹

حدیث ۱۰۴ : کہ جب حضرت خاتون فردوس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی۔

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ انْحَلْهُمَا — یا نبی اللہ کچھ عطا ہو، ان دونوں کو۔

فرمایا:

نَحَلْتُ هٰذَا الْكَبِيْرَ الْمَهَابَةَ وَالْحِلْمَ وَنَحَلْتُ هٰذَا الصَّغِيْرَ الْمَحَبَّةَ وَالرِّضٰى — میں نے اس بڑے کو ہیبت و بردباری عطا کی اور اس چھوٹے کو محبت و رضا کی نعمت دی۔

(العسکری فی الامثال عن جابر بن سمرۃ عن ام ایمن برکۃ رضی اللہ عنہم)

تخریج حدیث: کذا ھندی فی کنز العمال جلد ۱۳ / صفحہ ۶۷۰ برقم ۳۷۷۱۰ لفظ لہ

حدیث ۱۰۵: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جس مرض میں وصال مبارک ہوا ہے اُس میں دو جہان کی شاہزادی اپنے دونوں شہزادوں کو لئے اپنے پدر کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کی۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَانِ ابْنَائِ تُوَرِّثُهُمَا شَيْئًا۔ — یا رسول اللہ یہ میرے دونوں بیٹے ہیں انہیں اپنی میراث کریم سے کچھ عطا فرمائیے۔

ارشاد ہوا :

اَمَّا الْحَسَنُ فَلَهٗ هَيْبَتِيْ وَ سُؤْدَدِيْ وَ اَمَّا حُسَيْنٌ فَلَهٗ جُرْاَتِيْ وَ جُوْدِيْ۔ — حسن کیلئے تو میری ہیبت اور میری سرداری ہے اور حسین کیلئے میری جرأت اور میرا کرم۔

(الطبرانی فی الکبیر ابن منده ابن عساکر عن البتول الزھراء رضی اللہ عنہما۔)

تخریج حدیث: طبرانی فی الکبیر ۳۵۲/۲۲، وھندی فی کنز العمال

ج ۱۳ / ص ۶۷۰ برقم ۳۷۷۰۹ وابن عساکر فی تاریخ مدینه دمشق ج ۱۴ ص ۱۲۸

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار خزائن الٰہی ہونے کا نفیس ثبوت

اقول : وباللہ التوفیق حلم ومحبت وجود وشجاعت ورضا ومحبت کچھ اشیائے محسوسہ واجسام ظاہرہ تو نہیں کہ ہاتھ میں اٹھا کر دے دیئے جائیں اور حضرت بتول زہرا کا سوال بصیغۂ عرض و درخواست تھا کہ حضور انہیں کچھ عطا فرمائیں جسے عرف نحاۃ میں صیغہ امر کہتے ہیں اور وہ زمان استقبال کیلئے خاص کہ جب تک یہ صیغہ زبان سے ادا ہوگا زمانہ حال منقضی ہو جائے گا اس کے بعد قبول و وقوع جو کچھ ہوگا زمانہ تکلم سے زمانہ مستقبل میں آئے گا اگرچہ بحالت فور و اتصال اُسے عرفاً زمانہ حال کہیں بہرحال درخواست وقبول کو زمانہ ماضی سے اصلاً تعلق نہیں اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا نعم ہاں دوں گا لاجرم یہ قبول زمانہ استقبال کا وعدہ ہوا۔

فَاِنَّ السُّؤَالَ مَعَادٌ فِی الْجَوَابِ اَیْ نَعَمْ اَنْحَلُهُمَا۔

اس کے متصل ہی حضور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے اپنے شہزادے کو یہ نعمتیں دیں اور اس شہزادے کو یہ دولتیں بخشیں یہ صیغے بظاہر ماضی کے ہیں اور اس سے زمان وعدہ تھا اور زمان وعدہ عطا نہیں کہ وعدہ عطا پر مقدم ہوتا ہے لاجرم یہ صیغے اخبار کے نہیں

بلکہ انشا ہیں، جس طرح بائع و مشتری کہتے ہیں بعت اشتریت۔ میں نے بیچی میں نے خریدی یہ صیغے کسی گذشتہ خرید و فروخت کی خبر دینے کو نہیں ہوتے بلکہ انہیں سے بیع و شرا پیدا ہوتی ہے۔ انشا کی جاتی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمانے ہی میں کہ میں نے اُسے یہ دیا اُسے یہ دیا حلم و ہیبت و جود و شجاعت و رضا و محبت کی دولتیں شہزادوں کو بخش دیں یہ نعمتیں خاص خزائن ملک السموت والارض جلالہ کی ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تو وہ جو زبان سے فرمادے کہ میں نے دیں اور اس فرمانے ہی سے وہ نعمتیں حاصل ہو جائیں قطعاً یقیناً وہی کرسکتا ہے جس کا ہاتھ اللہ وہاب رب الارباب جل جلالہ کے خزانوں پر پہنچتا ہے جسے اُس کے رب جل وعلا نے عطا و منع کا اختیار دیا ہے۔ ہاں وہ کون ہاں واللہ وہ محمد رسول اللہ ماذون و مختار حضرۃ اللہ قاسم و متصرف خزائن اللہ جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم والحمد رب العالمین لا جرم امام اجل احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب مستطاب جوہر منظم میں فرماتے ہیں۔

هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ الَّذِيْ جَعَلَ خَزَائِنَ كَرَمِهٖ وَ مَوَاعِدَ نِعَمِهٖ طَوْعَ يَدَيْهِ وَ اِرَادَتِهٖ يُعْطِيْ مَنْ يَّشَآءُ

اللہ عزوجل کے وہ خلیفہ اعظم ہیں کہ حق جل وعلا نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان سب اُن کے ہاتھوں کے مطیع اُن کے ارادے کے زیر فرمان کردیئے۔ جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

ان مباحث قدسیہ کے جانفزا بیان فقیر کے رسالہ

"سلطنتُ المصطفیٰ ملکوت کل الوریٰ" میں بکثرت ہیں۔ وللہ الحمد۔

حدیث ۱۰۶: صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَّ اَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیُ الَّذِیْ یَمْحُوْ اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ عَلٰی قَدَمَیَّ۔

بے شک میرے متعدد نام ہیں میں محمد ہوں میں احمد ہوں ماحی یعنی کفروشرک کا مٹانے والا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر مٹاتا ہے۔ میں حاشر یعنی مخلوق کو حشر دینے والا ہوں کہ میرے قدموں پر تمام لوگوں کا حشر ہوگا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

مالک و احمد و ابوداؤد و الطیالسی و ابن سعد و البخاری و مسلم و الترمذی و النسائی و الطبرانی و الحاکم و البیہقی و ابو نعیم و اخرون عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تخریج حدیث: طیالسی فی مسندہ ۱۲۷، ومالک فی الموطا ۸۷۵، واحمد فی مسندہ ۴ / ۸۴، ۸۵، وابن سعد فی الطبقات الکبریٰ ۱ / ۱۰۴ و ۱۰۵ وبخاری فی الصحیح ۲ / ۷۴۷ ومسلم فی الصحیح ۲ / ۲۶۱ وترمذی فی الجامع ۲ / ۱۱۱ وحاکم فی المستدرک ۲ / ۶۰۴ وبیہقی فی الدلائل ۱ / ۱۵۵، ۱۵۶ وابو نعیم فی الدلائل ۱ / ۱۲ والدارمی فی السنن ۲ / ۳۰۹، وعساکر فی

تاریخ مدینہ دمشق جلد ۳ صفحہ ۱۸ / ۱۹

حدیث ۱۰۷ تا ۱۱۱: صحیح مسلم شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اَنَا مُحَمَّدٌ وَّ اَحْمَدُ وَ الْمُقَفِّی وَالْحَاشِرُ وَ نَبِیُّ التَّوْبَةِ وَ نَبِیُّ الْمَرْحَمَةِ ۔	میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیاء کے بعد آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا اور توبہ کا نبی اور رحمت کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

احمد و مسلم و الطبرانی فی الکبیر عن ابی موسیٰ الا شعری و نحوہ احمد و ابنا سعد و ابی شیبة والبخاری فی التاریخ والترمذی فی الشمائل عن حذیفة و ابن مردویة فی التفسیر و ابو نعیم فی الدلائل و ابن عدی فی الکامل و ابن عساکر فی تاریخ دمشق و الد یلمی فی مسند الفردوس عن ابی الطفیل و ابن عدی عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہم و ابن سعد عن مجاہد مرسلا یزیدون و ینقصون و کلھم علی الحاشر متفقون ۔

تخریج حدیث: احمد فی مسندہ ج ۴ / ص ۳۹۵ ،ومسلم فی الصحیح جلد ۲ / ص ۲۶۱ وابن ابی شیبہ فی المصنف ج ۱۱ / ص ۴۵۷ ،وترمذی فی الشمائل برقم ۳۵۱ ،وابو نعیم فی الحلیہ ج ۵ / ص ۱۰۰ و فی الدلائل ج ۱ / ص ۶۲ ،وابن عدی فی الکامل ج ۳ / ص ۱۲۷۳ ،ودیلمی فی فردوس الاخبار جلد ۱ / صفحہ ۸۴ وابن عساکر فی التہذیب تاریخ ج ۱ / ص ۲۷۵

وفی التاریخ مدینہ دمشق جلد ۳ صفحہ ۲۶ وابن حبان فی الصحیح ج ۹ /ص ۷۵ وابو یعلی فی مسندہ ج ۱۳ /ص ۲۱۸، وابن سعد فی الطبقات الکبریٰ ج ۱ /ص ۱۰۴، ص ۱۰۵،

حدیث ۱۱۲: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنیسۂ یہود میں تشریف لے جا کر دعوت اسلام فرمائی کسی نے جواب نہ دیا دوبارہ فرمائی کوئی نہ بولا۔ حضور نے فرمایا

اَبَیْتُمْ فَوَ اللّٰہِ لَاَنَا الْحَاشِرُ وَ اَنَا الْعَاقِبُ وَاَنَا النَّبِیُّ الْمُصْطَفٰے اٰمَنْتُمْ اَوْ کَذَّبْتُمْ۔

تم نے نہ مانا تو سن لو خدا کی قسم بیشک میں ہی حشر دینے والا ہوں میں ہی خاتم الانبیاء ہوں میں ہی نبی مصطفٰے ہوں چاہے تم مانو یا نہ مانو۔

الحاکم صححۃ عن عوف بن مالک رضی اللہ عنہ۔

تخریج حدیث: حاکم فی المستدرک ۳ /۴۱۵.

خدا کی شان میں ملا دینے کا رد

حدیث ۱۱۳:۔ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا مُحَمَّدٌ وَّ اَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ اَحْشُرُ النَّاسَ عَلٰی قَدَمَیَّ وَاَنَا الْمَاحِیِ الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیِ الْکُفْرَ۔

میں احمد ہوں، میں محمد ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالٰی میرے ذریعے سے کفر کی بلا محو فرماتا ہے۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

طبرانی فی الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۸۴ وابن عدی فی الکامل جلد ۷

یہ اسم ماحی بھی ہمارے مقصود رسالہ سے ہے۔ نیز بجہت اسناد اور نیز یوں کہ معاذ اللہ کفر سے بدتر اور کیا بلا ہے تو جو پیارا ماحی کفر ہے اس سے بڑھ کر کون دافع البلا ہے۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

مگر اس نام پاک حاشر کی اسناد کو وہابی صاحب بتائیں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ کیا فرمارہے ہیں کہ میں حشر دینے والا ہوں میں قدموں پر خلائق کو حشر دوں گا تم نے تو قرآن مجید سے یہ سنا ہوگا کہ نشر کرنا حشر دینا خدا کی شان ہے۔ یہاں بھی تمہارا امام الطائفہ یہی کہے گا کہ نبی نے اپنے آپ کو خدا کی شان میں ملادیا خدا کی شان تم مدعیان علم وایمان ابھی خدا کی شان ہی کے معنی نہ سمجھے نبی کی سب شانیں خدا کی شان ہیں تو خدا کی بعض شانیں ضرور نبی کی شان ہیں کہ موجبہ کلیہ کو اُس کا عکس موجبہ جزئیہ لازم ہے ہاں وہ شان جس سے خدائی لازم آئے نبی کیلئے نہیں ہوسکتی۔ دفع بلا یا سماع ندا یا فریاد کو پہنچنا یا مراد کا دینا وغیرہ وغیرہ امورِ نزاعیہ کو بعطائے رحمانی و وساطت فیض ربانی سے مانے جاتے ہیں۔ لزوم الوہیت سے کیا تعلق رکھتے ہیں۔ وَلٰكِنْ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اپنی اُمت سے نارِ جہنم کو دفع فرمانا اور وہابیہ کا اس نعمت سے محروم رہ جانا

حدیث ۱۱۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میرا نام قرآن میں محمد اور انجیل میں احمد اور توریت میں احید ہے۔

وَاِنَّمَا سُمِّيْتُ اَحِيْدَ لِاَنِّيْ اَحِيْدُ عَنْ اُمَّتِيْ نَارِ جَهَنَّمَ۔	اور میرا نام احید اس لئے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں

فَلِوَجْهِ رَبِّكَ الْحَمْدُ وَعَلَيْكَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا اَحِيْدُ يَا نَبِيَّ الْحَمْدِ

۔ ابنا عديٍّ وَّ عَسَاكِرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

ابن عساکر فی التهذیب جلد ۱ صفحه ۲۷۶ وفی التاریخ دمشق الکبیر جلد ۳ صفحه ۳۲ وعدی فی الکامل جلد ۱ صفحه ۳۳۱

وہابی صاحبو! تمہارے نزدیک احید پیارا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دافع البلا تو ہے ہی نہیں کہہ دو کہ وہ تم سے نار جہنم بھی دفع نہ فرمائیں اور بظاہر اُمید تو ایسی ہی ہے کہ جو جس نعمت الٰہی کا منکر ہوتا ہے اُس نعمت سے محروم رہتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ۔	میں اپنے بندے سے اُس کے گمان کے موافق معاملہ فرماتا ہوں

احمد فی مسنده برقم ۱۶۰۱۴

جب تمہارا گمان یہ ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دافع البلا نہیں تو تم اُسی کے مستحق ہو کہ وہ تمہارے لئے دافع البلا نہ ہوں ایک بار فقیر کے یہاں اس مسئلہ کا ذکر تھا کہ رافضی دیدار الٰہی کے منکر ہیں اور وہابی شفاعت نبوی کے فقیر نے کہا ایک یہی مسئلہ نزاعیہ ہے جس میں ہم اور وہ دونوں راست گو ہیں ہم کہتے ہیں دیدار الٰہی ہوگا اور ہم حق کہتے ہیں۔ انشاء اللہ الغفار ہمیں ہوگا رافضی کہتے ہیں نہ ہوگا وہ سچ کہتے ہیں انشاء اللہ القہار اُنہیں نہ ہوگا ہم کہتے ہیں شفاعت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق ہے اور ہم قطعاً حق پر ہیں اُن کے کرم سے ہمارے لئے ہوگی وہابی کہتے ہیں شفاعت محال مطلق ہے او وہ ٹھیک کہتے ہیں اُمید

ہے کہ اُن کیلئے نہ ہوگی۔

ع۔ گر بر تو حرام ست حرامت بادا۔

حاضراں گفتند کاے صدر الوری راست گو گفتی دو ضد گورا چرا

گفت من آئینہ ام مصقول دوست ترک و ہندو در من آں بیند کہ اوست

خود حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِهَا لَمْ یَكُنْ مِنْ اَهْلِهَا۔ روز قیامت میری شفاعت حق ہے تو جو اُس پر یقین نہ لائے وہ شفاعت کے لائق نہیں۔

(ابن منیع فی معجمہ عن زید بن ارقم و بضعة عشر من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنھم)

تخریج حدیث: کنز العمال ج ۱۴ ص ۳۹۹ برقم ۳۹۰۵۹ و تاریخ بغداد ج۸ ص ۱۱ ومطالب العالیہ برقم ۴۶۲۷ وعلامہ ثناء اللہ پانی پتی فی تفسیرہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۴ لفظ لہ

علامہ مناوی تیسیر میں لکھتے ہیں۔ اطلق علیہ التواتر اس حدیث کو متواتر کہا گیا بالجملہ وہ تمہارے لئے دافع البلا نہ سہی مگر لا واللہ ہمارا تھکانا توان کی بارگاہ بیکس پناہ کے سوا نہیں۔

منکر اپنا اور حامی ڈھونڈ لیں آپ ہی ہم پر رحمت کیجئے

بلکہ لا واللہ اگر بفرض غلط بفرض باطل عالم میں اُن سے جدا کوئی دوسرا حامی بن کر آئے بھی تو ہمیں اُس کا احسان لینا منظور نہیں وہ اپنی حمایت اٹھا رکھے ہمیں ہمارے مولائے کریم جل جلالہ نے بے ہمارے استحقاق بے ہماری لیاقت کے اپنے محبوب ﷺ کا کرلیا

اور اُسی کی وجہ کریم کو حمد قدیم ہے اب ہم دوسرے کا بننا نہیں چاہتے جس کا کھائیے اُسی کا گائیے:

جو دل با دلبرے آرام گیرد
زوصل دیگرے کے کام گیرد

یا تو یوں ہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں
منت غیر کیوں اُٹھائیں کوئی ترس جتائے کیوں

اے واہ دہ حبیب را کلید ہمہ کار
باران درد د بر رخ پاکش بار

دستے کہ بداماں کریمش زدہ ایم
زنہار بدست دیگر انش مسپار

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

صلی اللہ علیک وسلم وعلیٰ الک و بارک و کرم و الحمد للہ رب العالمین ۔

خیر ان اہل شر کے منہ کیا لگیے مسلمان نظر فرمالیں کہ عیاذاً باللہ نار جہنم سے سخت تر کونسی بلا ہو گی مگر اس کا دافع دافع البلا نہیں ہے یہ کہ وہابیہ کے پاس نہ عقل ہے نہ دین
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔

حضور ﷺ نے خدا کے قادر کیئے سے اللہ عزوجل کے قیدی کی سزا بدل دی

حدیث ۱۱۵:۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے ہے انہوں نے حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور نے اپنے چچا ابو طالب کو کیا نفع دیا خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا حضور کیلئے لوگوں سے لڑتا جھگڑتا تھا فرمایا۔

وَجَدْتُهٗ فِیْ غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ فَاَخْرَجْتُهٗ اِلٰی ضَحْضَاحٍ

میں نے اُسے سراپا آگ میں ڈوبا پایا تو اُسے میں نے کھینچ کر پاؤں تک کی آگ میں کر دیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بخاری فی الصحیح جلد ۱ صفحہ ۵۴۸ وجلد ۲ صفحہ ۹۱۷ ومسلم فی الصحیح جلد ۱ صفحہ ۱۱۵ واحمد فی مسندہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۶

حدیث ۱۱۶:۔ کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی ھل نفعت ابا طالب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کو کچھ نفع دیا فرمایا

اَخْرَجْتُهٗ مِنْ غَمْرَةِ جَهَنَّمَ اِلٰی ضَحْضَاحٍ مِّنْهَا۔

میں اُسے دوزخ کے غرق سے پاؤں تک کی آگ میں نکال لایا۔

(البزار و ابو یعلیٰ و ابن عدی و تمام عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

تخریج حدیث: بزار فی مسندہ ۴/۱۷۳ وابو یعلیٰ فی مسندہ ۲/۴۱، وج ۱۲/ص ۵۴ وابن عدی فی الکامل ج ۱/ص ۲۱۳، وتمام الرازی فی

الفوائد ج ۴/ص ۱۴۱ ۳ وحمیدی فی مسندہ ج ۱/ص ۲۱۹ ،وابن ابی شیبہ فی المصنف ج ۱۳/ص ۱۶۵ ،وابن مندہ فی کتاب الایمان ج ۲/ص ۸۸۷۔

وہابی صاحبو! مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ایک کافر کے باب میں فرمارہے ہیں کہ اُسے میں نے غرق آتش سے کھینچ لیا اُسے میں نکال لایا اور تم حضور کو مسلمانوں کیلئے بھی دافع البلا نہیں مانتے یہ تمہارا ایمان ہے۔ مسلمان اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصرف قدرتیں اختیار دیکھیں دنیا کیا بلا ہے۔ آخرت کے کارخانوں کی باگیں اُن کے ہاتھ میں سپرد ہوئی ہیں ورنہ بغیر اللہ عزوجل کے ماذون ومختار کئے کس کی مجال ہے کہ اللہ کے قیدی کی سزا بدل دے جس عذاب میں اُسے رکھا ہو وہاں سے اسے نکال لے ہاں یہ وہی پیارا ہے جس کی عزت وجاہت جس کی محبوبیت نے دو جہاں کے اختیارات اُسے دلا دیئے آخر حدیث سن چکے۔

اَلْکَرَامَةُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ (دارمی فی السنن جلد ۱ صفحہ ۳۵)

عزت دنیا اور تمام کاروبار کی کنجیاں اُس دن میرے ہاتھ ہوں گی توراۃ شریف کا ارشاد سن چکے۔ یَدُہٗ فَوْقَ الْجَمِیْعِ وَیَدُ الْجَمِیْعِ مَبْسُوْطَةٌ اِلَیْہِ بِالْخُشُوْعِ۔

اُس کا ہاتھ سب ہاتھوں پر بلند ہے سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی اور گڑگڑانے میں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اندھیری قبریں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روشن فرمادیں

حدیث ۱۱۷:۔ صحیح مسلم شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ ھٰذِہِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ عَلٰی بے شک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر

اَهْلِهَاظُلْمَةٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِيْ عَلَيْهِمْ ۔ — اندھیرے سے بھری ہیں اور بے شک میری نماز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان قبروں کو روشن کردیتا ہوں۔

صلی اللہ تعالیٰ و بارک وسلم قدر نورہ و جمالہ و جودہ و نوالہ علیہ وعلیٰ الہ امین

(ھو ابن حبان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ۔)

تخریج حدیث: مسلم فی الصحیح ج ۱/ ص ۳۱۰ وابن حبان فی الصحیح ج ۶/ص ۳۶.

بچے اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہیں

حدیث ۱۱۸: ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہا کہ پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں تھیں۔ جب ان کی وفات ہوئی اور ان کی عدت گزری سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں پیام نکاح دیا انہوں نے عرض کی یارسول اللہ مجھ میں تین باتیں ہیں۔

اَنَا اِمْرَاَةٌ كَبِيْرَةٌ ۔ — میری عمر زائد ہے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اَنَا اَكْبَرُ مِنْكِ ۔ — میں تم سے بڑا ہوں۔

عرض کی۔

وَاَنَا امْرَاَةٌ غَيُوْرٌ ۔ — میں رشک ناک عورت ہوں۔

(یعنی ازواج مطہرات کے ساتھ شکر رنجی کا اندیشہ ہے)

فرمایا ادعو اللہ عزوجل۔

فَیَذْھِبُ عَنْکِ غَیْرَتَکِ۔ میں اللہ عزوجل سے دعا کروں گا وہ تمہارا رشک دور فرمائے گا

عرض کی یارسول اللہ

وَاَنَا امْرَاَۃٌ مُصْبِیَۃٌ۔ یارسول اللہ اور میرے بچے ہیں۔

(یعنی ان کی پرورش کا خیال ہے) فرمایا!

ھُمْ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ بچے اللہ اور رسول کے سپرد ہیں۔

(احمد فی المسند حدثنا وکیع ثنا اسماعیل بن عبدالملک بن ابی الصغیر ثنی عبدالعزیز بن بنت ام سلمۃ عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھما و الحدیث فی السنن النسائی وغیرہ)۔

تخریج حدیث: احمد فی مسندہ جلد ۶/ صفحہ ۳۲۱ لفظ لہ وطبرانی فی الکبیر جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۵ و ۲۲۵ وابن عبد البر فی التمھید جلد ۳ صفحہ ۱۸۴ نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ برقم ۱۰۸۰ ونسائی فی سنن الکبریٰ جلد ۵ ص ۲۹۳ فی الطبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۹۳ وابن عساکر فی تاریخ مدینہ دمشق جلد ۳۴ صفحہ ۲۶۹ نحوہ

سخت تر دشمن کے مقابلے میں اللہ ورسول تمہیں کفایت کریں گے

حدیث ۱۱۹: کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر مسیح کذاب میں فرمایا۔

اَبْشِرُوْا فَاِنْ یَّخْرُجُ وَاَنَا بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ فَاللّٰہُ کَافِیْکُمْ وَرَسُوْلُہٗ

خوش ہو اگر وہ نکلا اور میں تم میں تشریف فرما ہوا تو اللہ تمہیں کافی ہے اور اللہ کے رسول جل جلالہٗ، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(الطبرانی فی الکبیر عن اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

تخریج حدیث: طبرانی فی الکبیر ج ۲۴/ص ۱۷۰ و مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۳۷

یہاں سخت ترین اعدا کے مقابلے میں اللہ ورسول علیہ السلام کو کفایت فرمانے والا بتایا کہ خوش ہو بے خوف رہو اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہوتے تمہیں کچھ اندیشہ نہیں اللہ اللہ ایسی جلیل حاجت روائیوں عظیم مشکل کشائیوں میں اللہ عزوجل کے نام اقدس کے ساتھ حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک ملنا وہابیہ کے زخمی کلیجوں پر خدا جانے کہاں تک نمک چھڑکے گا۔ وللہ الحمد۔

گھر والوں کیلئے اللہ ورسول کو باقی رکھنا

حدیث ۱۲۰: امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور صلی علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم فرمایا اتفاق سے ان دنوں میں خوب مال دار تھا میں نے اپنے جی میں کہا اگر میں کبھی ابوبکر صدیق سے سبقت لے جاؤں گا تو وہ دن آج ہے میں اپنا آدھا مال حاضر لایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ — تم نے اپنے گھر والوں کیلئے کیا باقی رکھا۔

میں نے عرض کی۔

اَبْقَیْتُ لَھُمْ۔ — اُن کیلئے بھی باقی چھوڑ آیا ہوں۔

فرمایا۔

مَا اَبْقَیْتَ لَھُمْ۔ — آخر کتنا چھوڑ آئے ہو۔

عرض کی مِثْلَہٗ اتنا ہی اور صدیق اکبر اپنا سارا مال تمام وکمال لے کر حاضر ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یَااَبَا بَکْرٍ مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ — اے ابوبکر گھر والوں کیلئے کیا باقی رکھا۔

عرض کی

اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ — میں نے گھر والوں کے لئے اللہ و رسول کو باقی رکھا ہے۔

جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میں نے کہا میں ابوبکر سے کبھی سبقت نہ لے جاؤں گا۔

(الدارمی و ابوداؤد و الترمذی و قال حسن صحیح و الشاشی و ابن ابی عاصم و ابن شاہین فی السنۃ و الحاکم فی المستدرک ابو نعیم فی الحلیۃ و البیہقی فی السنن و الضیاء فی المختارۃ کلھم عن امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔)

تخریج حدیث: ترمذی فی الجامع ج ۲ / ص ۲۰۸ وابوداؤد فی سنن کتاب الزکاۃ باب الرفعہ فی ان یخرج الرجل من مالہ برقم ۱۶۷۸ و دارمی فی سنن جلد ۱ صفحہ ۳۸۰ برقم ۱۶۶۰ ومتقی ھندی فی کنز العمال جلد ۱۳

اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت دی

حدیث ۱۲۱:۔ کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا وابن سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا۔

اَحَبُّ اَهْلِیْ اِلَیَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتُ عَلَیْهِ۔

مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے پیارا وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے نعمت دی اور میں نے نعمت دی۔

(الترمذی عنه رضی الله عنه)

تخریج حدیث: ترمزی فی الجامع ۲ / ۲۲۲

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔

لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ اِلَّا وَقَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمَ عَلَیْهِ رَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنَّ الْمُرَادَ عَلَیْهِ فِی الْکِتٰبِ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ وَهُوَ زَیْدٌ لَا خِلَافَ فِیْ ذٰالِکَ وَلَا شَکَّ۔ الخ

یعنی صحابہ سب ایسے ہی تھے جنہیں اللہ نے نعمت بخشی اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت بخشی مگر یہاں مراد وہ ہے جس کی تصریح قرآن عظیم میں ارشاد ہوئی ہے کہ جب فرماتا تھا تو اُس سے جسے اللہ تعالیٰ نے نعمت دی اور اے نبی ﷺ تو نے اُسے نعمت دی اور وہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کا مصداق اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ٹھہرایا کہ پسر تابع پدر ہے۔ اَفَادَہٗ فِی الْمِرْقَاۃِ اقول نہ صرف صحابہ بلکہ تمام اہل اسلام اولین و آخرین سب ایسے ہی ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے نعمت دی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت دی پاک کردینے سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی۔ جس کا ذکر آیات کریمہ میں سن چکے کہ یزکیھم یہ نبی انہیں پاک اور ستھرا کردیتا ہے بلکہ لا واللہ تمام جہان میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر اللہ کا احسان نہ ہو اللہ کے رسول کا احسان نہ ہو فرماتا ہے۔ اللہ عزوجل

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔ (پ ۱۷، الانبیاء: ۱۰۶)

جب وہ تمام عالم کیلئے رحمت ہیں تو قطعاً سارے جہاں پر اُن کی نعمت ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل کفر واہل کفران اگر نہ مانیں تو کیا نقصان۔

؎ راست خواہی ہزار چشم چناں
کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رزق دیا

حدیث ۱۲۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مَنِ اسْتَعْمَلْنَاہُ عَلٰی عَمَلٍ فَرَزَقْنَاہُ رِزْقًا (الحدیث) جسے ہم نے کسی کام پر مقرر کیا پس ہم نے اسے رزق دیا۔

(ابو داؤد الحاکم بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ علیہ)

تخریج حدیث: ابو داؤد فی السنن ۲/۵۲ وحاکم فی المستدرک

ج ۱/ص ۴۰۶ و متقی ہندی فی کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۳۹۴ برقم ۱۱۰۸۴

پہلی حدیث میں حضور نے فرمایا تھا ہم نے غنی کردیا احادیث عطیہ حسنین رضی اللہ عنہما میں تھا کہ فرمایا حسن کو مہابت ہم نے دی علم ہم نے دیا۔ حسین کو شجاعت ہم نے دی کرم ہم نے دیا محبت کا مرتبہ رضا کا مقام ہم نے عطا کیا۔ حدیث اُسامہ رضی اللہ عنہ میں تھا اسے نعمت ہم نے بخشی یہاں ارشاد ہوتا ہے رزق ہم نے دیا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ الک قدر جودک و نوالک و بارک وسلم

حضور نے غافل دل زندہ' اندھی آنکھیں روشن' بہرے کان شنوا ٹیڑھی زبانیں سیدھی کردیں

حدیث ۱۲۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ اِلَیْکُمْ لَیْسَ بِوَھِنٍ وَلَا کَسِلٍ لِیُخْتِنِ قُلُوْبًا غُلْفًا وَّ یَفْتَحَ اَعْیُنًا عُمْیًا وَّ یُسْمِعَ اٰذَانًا صُمًّا وَّ یُقِیْمَ اَلْسِنَۃً عِوَجًا حَتّٰی یُقَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ۔

بے شک تشریف لایا تمہارے پاس وہ رسول ﷺ تمہاری طرف بھیجا ہوا جو ضعف و کاہلی سے پاک ہے تاکہ وہ رسول ﷺ زندہ فرما دے غلاف چڑھے دل اور وہ رسول کھول دے اندھی آنکھیں اور وہ رسول ﷺ شنوا کردے بہرے کانوں کو اور وہ رسول ﷺ سیدھی کردے ٹیڑھی زبانوں کو یہاں تک کہ لوگ کہہ دیں کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں۔

(الدارمی فی سننہ عن جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہما)

تخریج حدیث: دارمی فی السنن ۱ / ۱۸ ابرقم ۹ مرسل بسند صحیح کما فی الفتح الباری جلد ۸ صفحہ ۵۸۶

اقول۔ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ اِذْ قَالَ اَخْبَرَنَا حَیْوَۃُ بْنُ شُرَیْحٍ ثِقَۃٌ شَیْخُ الْبُخَارِیِّ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَ اَبُوْدَاؤُدَ وَ التِّرْمِذِیُّ بَلْ وَ اَحْمَدَ وَ ابْنِ مُعِیْنٍ وَ ھُمَا مِنْ اَقْرَانِہٖ ثَنَا بَقِیَّۃُ بْنُ الْوَلِیْدِ ثِقَۃٌ مِنَ الْاَعْلَامِ مِنْ رِجَالِ مُسْلِمٍ وَ قَدْ زَالَ مَا یُخْشٰی مِنْ تَلْبِیْسِہٖ بِقَوْلِہٖ ثَنَا بُحَیْرُ بْنُ سَعْدٍ ثِقَۃٌ ثَبْتٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ ثِقَۃٌ عَابِدٌ مِنْ رِجَالِ السِّتَّۃِ عَنْ جُبَیْرِبْنِ نُفَیْرِ نِ الْحَضْرَمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ثِقَۃٌ جَلِیْلٌ مُخَضْرَمٌ مِنَ الثَّانِیَۃِ وَ قَدْرَوٰی ابْنُ السَّکَنِ وَ الْبَاوَرْدِیُّ وَ ابْنُ شَاھِیْنَ مُطَوَّلًا عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ جُبَیْرِبْنِ نُفَیْرٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَدْرَکْتُ الْجَاھِلِیَّۃَ وَ اَتَانَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْیَمَنِ فَاَسْلَمْنَا فَمُرْسَلُہٗ کَمَرَاسِیْلِ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَوْ فَوْقُ عَلَا اَنَّ الْمُرْسَلَ حُجَّۃٌ عِنْدَنَا وَ عِنْدَالْجُمْھُوْرِ وَ الْحَدِیْثُ مُسَلْسَلٌ بِالْحِمْصِیِّیْنَ حَیْوَۃُ اِلٰی جُبَیْرٍ کُلُّھُمْ اَھْلُ حِمْصٍ۔)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گمراہی سے پناہ دی ہلاکت سے نجات بخشی

حدیث ۱۲۴:۔ کہ دو اونٹ مست ہو کر بگڑ گئے تھے کسی کو پاس نہ آنے دیتے مالکوں نے ایک باغ میں بند کر دیئے تھے۔ باغ اجاڑتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے حضور شکایت آئی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ دروازہ کھلوانے کا حکم دیا۔ مامور نے اندیشہ کیا مبادا حضور کو ایذا دیں فرمایا خوف نہ کر کھول دے کھول دیا۔ ایک دروازے ہی کے پاس کھڑا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑا۔ حضور نے مہار ڈال کر حوالہ کیا دوسرا منتہائے باغ پر تھا۔ جب وہاں تشریف لے گئے اُس نے بھی حضور کو دیکھتے ہی سجدہ کیا حضور نے اُسے بھی باندھ کر سپرد فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ حال دیکھ کر عرض کی۔

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ نَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ فَمَا لِلّٰهِ عِنْدَنَا بِكَ اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا اَجَرْتَنَا مِنَ الضَّلَالَةِ وَاسْتَنْقَذْتَنَا مِنَ الْهَلَكَةِ اَفَلَا تَاذَنُ لَنَا بِالسُّجُوْدِ۔

یا رسول اللہ چوپائے تک حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو اللہ کیلئے حضور کے ذریعے سے ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ تو اس سے بہت بہتر ہے۔ حضور نے ہمیں گمراہی سے پناہ دی۔ حضور نے ہمیں ہلاکت سے نجات بخشی تو کیا حضور ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں۔

(ابن قانع و ابو نعیم عن غیلان بن سامة الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنه وله طریق و قد دخل بعضها فی بعض)۔

تخریج حدیث: ابو نعیم فی لدلا ئل النبوت ۲/ ۳۸۳ برقم ۲۸۵ نحوہ

وہابیہ کہ گمراہی پسند و ہلاکت دوست ہیں۔ ان سخت ترین بلیات کو بلا کیوں سمجھیں گے کہ ان

سے پناہ دینے نجات بخشنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلا جانیں۔

حضور نے بنفس نفیس تعلیم فرمائی کہ ہم سے مدد چاہنا

حدیث ۱۲۵:۔ جب وفد ہوازن خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اپنے اموال واہل وعیال کہ مسلمان غنیمت میں لائے تھے۔ حضور سے مانگے اور طالب احسان والا ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اِذَا صَلَّیْتُمُ الظُّهْرَ فَقُوْمُوْا فَقُوْلُوْا اِنَّا نَسْتَعِیْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَوِ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ نِسَائِنَا وَاَبْنَائِنَا

جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہونا اور یوں کہنا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں۔ مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے باب میں

(النسائی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنهما)

نسائی فی السنن جلد ۲ ص ۱۲۷ کتاب الهبة وطبرانی فی الکبیر جلد ۵ صفحہ ۲۷۱ برقم ۵۳۰۴

حدیث فرماتی ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفس نفیس تعلیم فرمائی کہ ہم سے مدد چاہنا نماز کے بعد یوں کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں

وہابیہ پر نفیس پکڑ: وہابی صاحبو! "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کے معنی کیے استعانت تو خدا ہی کے ساتھ خاص تھی یہ ارشاد کیسا ہے کہ ہم سے استعانت کرنا اور زمان حیات ودنیاوی اور اُس کے بعد کا تفرقہ وہابیہ کی جہالت ہی نہیں بلکہ سراسر ضلالت ہے۔

(لہ حاشیہ صـ۲۰۸)

قطع نظر اس بات سے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بحیات حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں۔

شرک: جو بات خدا کیلئے خاص ہو چکی غیر خدا کے ساتھ شرک ٹھہر چلی اُس میں حیات و موت قرب و بعد ملکیت و بشریت خواہ کسی وجہ کا تفرقہ کیسا کیا بعد موت ہی شرکت خدا کی صلاحیت نہیں رہتی۔ بحال حیات شریک ہو سکتے ہیں؟ یہ جنون وہابیہ کو ہر جگہ جاگتا ہے، جس نے انہیں حمایت توحید کے زعم میں الٹا مشرک بنا دیا ہے۔

وہابیہ کے مکر: ایک بات کو کہیں گے شرک ہے پھر کبھی موت و حیات کا فرق کریں گے کبھی قرب و بعد کا کبھی کسی اور وجہ کا جس کا صاف حاصل یہ نکلے گا کہ یہ انوکھے موحد بعض قسم مخلوق خدا کا شریک جانتے ہیں جب تو وہ بات کہ غیر کیلئے اُس کا اثبات شرک تھا۔ ان کیلئے ثابت مانتے ہیں اب کھلا کہ ان کے امام نے تقویۃ الایمان میں ان وہابی ہی صاحبوں کی نسبت کہا تھا کہ

''اکثر لوگ شرک میں گرفتار ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کئے جاتے ہیں''۔

سبحان اللہ۔ یہ منہ اور یہ دعویٰ سچ فرمایا اللہ صاحب نے کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں'' (صفحہ ۴۲) یہ نکتہ یاد رکھنے کا ہے کہ ان کی بہت فاحشہ جہالتوں کی پردہ

حاشیہ

۱؎ ان وہابیہ سے کہو کہ جناب مدد تو اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے پھر آپ یا آپ کے مذہب کے بانیوں سے کسی ایک کا نام تو لو جو اس شرک (اللہ کے علاوہ دوسرے سے مدد لینے) سے بچا رہا ہو۔ حضور نے مدینہ شریف کے مقامی صحابہ کو ہمیشہ انصار (مددگار) کے لقب سے پکارا۔ وہابیہ سے دریافت کیا جائے کہ تم نے تو حضور تک کو مشرک بنا ڈالا۔ نعوذ باللہ من ذلک اور اگر نہیں بنایا تو ظاہر ہے کہ تمہارے نزدیک صحابہ کو خدا کا شریک ماننا جائز ہو۔

داری کرتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم شمس وقمر تمام ملکوت السموت والارض پر جاری ہے آفتاب کو حکم دیا کہ ٹھہر جا فوراً ٹھہر گیا اسی طرح چاند

حدیث ۱۲۶۔ طبرانی معجم کبیر میں بسند حسن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے راوی

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ الشَّمْسَ فَتَاَخَّرَتْ سَاعَةً مِّنَ النَّھَارِ

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ فوراً ٹھہر گیا۔

تخریج حدیث: ھثیمی فی مجمع الزوائد ۸ / ۲۹۷ وقال اسناد حسن وطبرانی فی الاوسط جلد ۴ صفحہ ۲۰۴

اقول: اس حدیث حسن کا واقعہ اس صحیح کے واقعہ عظیمہ سے جدا ہے جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور کے لئے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم نے نماز عصر کہ خدمت گزاری محبوب باری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قضا ہوئی تھی ادا فرمائی امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر نے اس حدیث کی تصحیح کی الحمد اللہ اسے خلافت رب العزۃ کہتے ہیں کہ ملکوت السموت والارض میں اُن کا حکم جاری ہے تمام مخلوق الٰہی کو ان کیلئے حکم اطاعت وفرمانبرداری ہے وہ خدا کے ہیں۔ اور جو کچھ خدا کا ہے سب اُن کا ہے وہ محبوب اجل واکرم وخلیفۃ اللہ الاعظم ﷺ جب دودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاند ان کی غلامی بجالاتا جدھر اشارہ فرماتے اُسی طرف جھک جاتا حدیث میں ہے سیدنا عباس بن عبدالمطلب

رضی اللہ عنہما عم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا۔

رَأَیْتُکَ فِی الْمَهْدِ تُنَاغِی الْقَمَرَ وَ تُشِیْرُ اِلَیْهِ بِاَصْبَعِکَ فَحَیْثُ اَشَرْتَ اِلَیْهِ مَالَ۔

میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرف انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنِّیْ کُنْتُ اُحَدِّثُهٗ وَ یُحَدِّثُنِیْ وَ یُلْهِیْنِیْ عَنِ الْبُکَاءِ وَ اَسْمَعُ وَجْبَتَهٗ حِیْنَ یَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ۔

ہاں میں اُس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا میں اُس کے گرنے کا دھماکہ سنتا تھا جب وہ زیر عرش سجدے میں گرتا۔

(البیهقی فی الدلائل والامام شیخ السلام ابو عثمان اسماعیل بن عبدالرحمن الصابونی فی المأتین والخطیب و ابن عساکر فی تاریخ بغداد و دمشق رضی الله تعالیٰ عنه)۔

تخریج حدیث: کذا سیوطی فی الخصائص الکبریٰ ۱/۵۳

امام شیخ الاسلام صابونی فرماتے ہیں فی المعجزات حسن یہ حدیث معجزات میں حسن ہے جب دودھ پیتوں کی یہ حکومت قاہرہ ہے تو اب کہ خلافۃ اللہ الکبریٰ کا ظہور عین شباب پر ہے آفتاب کی کیا جان کہ ان کے حکم سے سرتابی کرے آفتاب و ماہتاب درکنار واللہ العظیم ملائکہ مدبرات الامر کہ تمام نظم ونسق عالم جن کے ہاتھوں پر ہے محمد رسول اللہ خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائرہ حکم سے باہر نہیں نکل سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً میں تمام مخلوق الٰہی کی طرف رسول بھیجا گیا

(رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

تخریج حدیث: مسلم فی الصحیح ۱/ ۱۹۹ وابو نعیم فی الدلائل ۱/ ۶۸

قرآن فرماتا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۝ (پ ۱۸ : الفرقان :۱)

برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ تمام اہل عالم کو ڈر سنانے والا ہو۔

اہل عالم میں جمیع ملائکہ بھی داخل ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملٰئکہ مؤکلین شمس کو حکم دیا کہ ڈوبا ہوا آفتاب واپس لاؤ واپس لے آئے

سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز عصر گھوڑوں کے ملاحظہ میں قضا ہوئی حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ یہاں تک کہ سورج پردے میں جا چھپا۔

ارشاد فرمایا رُدُّوْهَا عَلَیَّ پلٹا لاؤ۔ میری طرف۔ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مروی کہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول میں ضمیر آفتاب کی طرف ہے اور خطاب اُن ملائکہ سے جو آفتاب پر متعین ہیں یعنی نبی اللہ سلیمان نے اُن فرشتوں کو حکم دیا کہ ڈوبے ہوئے آفتاب کو واپس لے آؤ۔ وہ حسب الحکم واپس لائے یہاں تک کہ مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا اور سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز ادا فرمائی۔

معالم التنزیل شریف میں ہے۔

حُکِیَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ مَعْنٰی قَوْلِہٖ رُدُّوْھَا عَلَیَّ یَقُوْلُ سُلَیْمَانُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بِاَمْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لِلْمَلٰئِکَۃِ الْمُوَکَّلِیْنَ بِالشَّمْسِ رُدُّوْھَا عَلَیَّ یَعْنِی الشَّمْسَ فَرَدُّوْھَا عَلَیْہِ حَتّٰی صَلَّی الْعَصْرَ فِیْ وَقْتِھَا (جلد ۴ صفحہ ۶۱) سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نائبان بارگاہ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ سے ایک جمیل القدر نائب ہیں پھر حضور کا حکم تو حضور کا حکم ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بے شمار رحمتیں امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی پر کہ مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں ھُوَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِزَانَۃُ السِّرِّ وَ مَوْضِعُ نُفُوْذِ الْاَمْرِ فَلَا یَنْفُذُ اَمْرٌ اِلَّا مِنْہُ وَلَا یُنْقَلُ خَیْرٌ اِلَّا عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

اَلَا بِاَبِیْ مَنْ کَانَ مَلِکًا وَّ سَیِّدًا وَاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ وَاقِفٌ

اِذَا رَامَ اَمْرًا لَّا یَکُوْنُ خِلَافُہٗ وَلَیْسَ لِذٰلِکَ الْاَمْرِ فِی الْکَوْنِ صَارِفٌ

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانہ راز الٰہی وجائے نفاذ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

خبردار ہو میرے ماں باپ قربان اُن پر جو بادشاہ وسردار ہیں۔ اُس وقت سے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی آب وگل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اُس کا خلاف نہیں ہوتا تمام جہان میں کوئی اُن کا حکم کے پھیرنے والا نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم۔

اقول: اور ہاں کیونکر کوئی اُن کا حکم پھیر سکے کہ حکم الٰہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا۔

لَا رَادَّ لِقَضَائِہٖ وَلَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ یہ جو کچھ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے۔ صحیحین بخاری و مسلم و سنن نسائی وغرہا میں حدیث صحیح جلیل ہے۔

کہ ام المومنین صدیقہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں۔

مَا اَرٰی رَبَّکَ اِلَّا یُسَارِعُ فِیْ هَوَاکَ۔ یا رسول اللہ میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی وشتابی کرتا ہوا

تخریج حدیث : بخاری فی الصحیح ۲/۲۶۲ ومسلم فی الصحیح ۱/۴۷۳ وابن ماجه فی السنن ۱۴۵ و ابن جریر فی تفسیره ۲۲/۱۹ ونسائی فی السنن الکبریٰ جلد ۵ صفحه ۲۹۴ وابن حبان فی الصحیح جلد ۹/ صفحه ۹۶ برقم ۲۳۳۳ واحمد فی مسنده جلد ۶ صفحه ۱۳۴ برقم ۲۵۵۴۰ وصفحه ۱۵۸ ابرقم ۲۵۷۶۵ وصفحه ۲۶۱ ۲برقم ۲۶۷۸۱

☆☆☆☆☆☆☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے

مسلمانو! ذرا دیکھنا کوئی وہابی ناپاک اِدھر اُدھر ہو تو اُسے باہر کر دو اور کوئی جھوٹا متصوف، نصاریٰ کی طرح غلو وافراط والا دبا چھپا ہو تو اُسے بھی دور کرو اور تم عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی سچی معیار پر کانٹے کی تول مستقیم ہو کر یہ حدیث سنو کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَرِضَ اَنَّ اَبَا طَالِبٍ فَعَادَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا ابْنَ اَخِیْ اُدْعُ رَبَّکَ الَّذِیْ تَعْبُدُ (فِیْ رِوَایَۃٍ حَاکِمٍ بَعَثَکَ) اَنْ یُعَافِیَنِیْ فَقَامَ اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَمِّیْ فَقَامَ اَبُوْطَالِبٍ کَاَنَّمَا نَشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَقَالَ یَا ابْنَ اَخِیْ اِنَّ رَبَّکَ الَّذِیْ تَعْبُدُہٗ لِیُطِیْعُکَ قَالَ وَ اَنْتَ یَا عَمَّاہُ لَئِنْ اَطَعْتَ اللّٰہَ لَیُطِیْعَنَّکَ

یعنی ابو طالب بیمار پڑے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیادت کو تشریف لے گئے ابو طالب نے عرض کی اے بھتیجے میرے اپنے رب سے جس کی تم عبادت کرتے ہو میری تندرستی کی دعا کیجئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دُعا کی الٰہی میرے چچا کو شفا دے یہ دعا فرماتے ہی ابو طالب اُٹھ کھڑے ہوئے جیسے کسی نے بندش کھول دی۔

حضور سے عرض کی اے میرے بھتیجے بے شک حضور کا رب جس کی تم عبادت کرتے ہو حضور کی اطاعت کرتا ہے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (اس کلمہ پر انکار نہ فرمایا بلکہ تاکید و تائید) ارشاد کیا کہ اے چچا اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے ساتھ بھی یونہی معاملہ فرمائے گا۔

(ابن عدی من طریق لھیثم البکاء عن ثابت عن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ)

تخریج حدیث :ابن عدی فی الکامل ج۷ /ص ۲۵۶۱، وحاکم فی المستدرک جلد ۱ صفحہ ۵۴۲ وھیثمی فی المجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۳۰۰

اور حدیث سنیئے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے شک بالیقین میں روز قیامت تمام جہان کا سید ہوں میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو میرے نشان کے نیچے نہ ہو کشائش کا انتظار کرتا ہوا میں چلوں گا اور لوگ میرے ساتھ ہوں گے یہاں

تک کہ دروازہ جنت پر تشریف فرما کر دروازہ کھلواؤں گا سوال ہوگا؟ کون ہیں میں فرماؤں گا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہا جائے گا مرحبا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پھر جب میں اپنے رب عزوجل کو دیکھوں گا اس کے لئے سجدہ شکر میں گروں گا اس پر کہا جائے گا۔

اِرْفَعْ رَاسَکَ وَ قُلْ تُطَاعُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔ — اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو کہ تمہاری اطاعت کی جائے گی اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔

پس جو لوگ جل چکے تھے وہ اللہ کی رحمت اور میری شفاعت سے دوزخ سے نکال لئے جائیں گے۔

(الحاکم فی المستدرک و ابن عساکر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ)

تخریج حدیث: کنز العمال ج ۱۱ رص ۴۳۴ برقم ۳۲۰۳۸ اللفظ لہ و اصبھانی فی الترغیب و الترھیب جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ و حاکم فی المستدرک جلد ۱ صفحہ ۳۰ نحوہ

اسی باب سے ہے حدیث کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اِنَّ رَبِّیْ اسْتَشَارَنِیْ فِیْ اُمَّتِیْ مَاذَا اَفْعَلُ بِھِمْ۔ — بے شک میرے رب نے میری امت کے باب میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں

فَقُلْتُ مَا شِئْتَ یَا رَبِّ ھُمْ خَلْقُکَ وَعِبَادُکَ۔ — میں نے عرض کی کہ اے رب میرے جو تو چاہے کہ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔

فَاسْتَشَارَنِی الثَّانِیَۃَ — اس نے دوبارہ مجھ سے مشورہ پوچھا۔

فَقُلْتُ لَہٗ کَذَالِکَ — میں نے اب بھی وہی عرض کی

فَقَالَ تَعَالٰی اِنِّیْ لَنْ اُخْزِیَکَ فِیْ اُمَّتِکَ یَا اَحْمَدُ

تو رب عزوجل نے فرمایا اے احمد بیشک میں ہر گز تجھے تیری امت کے معاملہ میں رسوا نہ کروں گا۔

وَبَشَّرَنِیْ اَنَّ اَوَّلَ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ مَعِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مَعَ کُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا لَیْسَ عَلَیْهِمْ حِسَابٌ۔

اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار اُمتی سب سے پہلے میرے ساتھ داخل بہشت ہوں گے ان میں ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے جن سے حساب تک نہ لیا جائے گا

الامام احمد و ابن عساکر عن حذیفة رضی الله عنه

تخریج حدیث : کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۴۴۸ برقم ۳۲۱۰۹ اللفظ له احمد فی مسنده ج ۵/ص ۳۹۳ برقم ۲۳۷۲۵

وسیوطی فی الخصائص ج ۲ ص ۲۱۰ (اور اسی طرح کی طبرانی کبیر میں بھی جلد ۲۰ صفحہ ۸۵ پر عن معاذ حدیث موجود ہے۔ آرشد غفرلہ)

آگے حدیث اور طویل وجلیل ہے جس میں اپنے اور اپنی امت مرحومہ کے فضائل جلیلہ ارشاد ہوئے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔ آمین۔

ل رب نے مشورہ طلب فرمایا

حضرات دیوبند کے ایک اعتراض کا تسلی بخش جواب

از حضرت غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی ایک کتاب الامن والعلیٰ میں ایک حدیث تحریر فرمائی۔

(باقی حاشیہ ص ۲۱۷)

بحمد اللہ یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ رب العزۃ روز قیامت حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ سے مجمع اولین و آخرین میں فرمائے گا۔

کُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِيْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَامُحَمَّدُ	یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ اے محمد ﷺ

میں نے اپنا ملک عرش سے فرش تک سب تجھ پر قربان کردیا۔ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ۔

اے مسلمان اے سنی بھائی اے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع کے فدائی آفتاب و ماہتاب پر ان کا حکم جاری ہونا کیا بات ہے۔ آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک ان کے نائب ان کے وارث ان کے فرزند ان کے دلبند غوث الثقلین غیث الکونین حضور پُرنور سیدنا و مولانا امام ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام عرض نہ کرلے۔

﴿۴﴾ امام اجل سیدی نورالدین ابوالحسن علی سطنوفی قدس سرہٗ الروفی (جنہیں امام عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد مکی یافعی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرآۃ الجنان میں الشیخ الامام الفقیہ المقرادی سے وصف کیا) کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں بسند خود روایت فرماتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۶) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "اللہ عزوجل نے اپنے محبوب رسول حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشورہ طلب فرمایا"۔ مسلک دیوبندیہ کے ترجمان رسالہ الصدیق نے اس طویل حدیث کے ایک جملہ کا ترجمہ نقل کرکے لکھا کہ "اس حدیث کی تخریج کو امام احمد اور امام ابن عساکر کی طرف منسوب کیا۔ اہل عقل خوب جانتے ہیں کہ کسی کا دوسرے سے مشورہ لینا احتیاج و عاجزی پر دلالت کرتا ہے۔ یا کم از کم مشورہ اس واسطے ہوتا ہے کہ غلطی کا احتمال نہ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف نہ احتیاج و عاجزی

(باقی صفحہ ۲۱۸)

اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ عَبْدِ السَّلَامِ الْبَصْرِیُّ الْاَصْلِ الْبَغْدَادِیُّ الْمَوْلِدِ وَ الدَّارِ بِالْقَاھِرَۃِ سَنَۃَ اِحْدٰی وَ سَبْعِیْنَ وَ سِتِّمِائَۃٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الشَّیْخُ اَبُو الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ سُلَیْمَانَ الْبَغْدَادِیُّ الْخَبَّازِ بِبَغْدَادَ سَنَۃَ ثَلٰثٍ وَّ ثَلٰثِیْنَ وَ سِتِّمِائَۃٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الشَّیْخَانِ الشَّیْخُ اَبُو الْقَاسِمِ عُمَرُ بْنُ مَسْعُوْدِنِ الْبَزَّازِ وَ الشَّیْخُ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ

یعنی امام اجل حضرت ابو قاسم عمر بن مسعود بزار و حضرت ابو حفص عمر کیماتی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہمارے شیخ حضور سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ اپنی مجلس میں برملا زمین سے بلند کرہ ہوا پر مشی فرماتے اور ارشاد کرتے آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کر لے نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے اور نیا ماہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے نیا ہفتہ جب آتا ہے۔ مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں

کی نسبت درست ہے اور نہ وہاں غلطی کے احتمال کا امکان ہے ہو سکتا ہے کہ اس کی تاویل یوں کر لی جائے کہ یہ مشورہ عزت افزائی کی خاطر ہے۔ مگر دوسری طرح اس میں کچھ گفتگو ہو سکتی ہے مثلاً ابن حذیفہ نام کا صحابی بھی نہیں ہوا۔ خیر اس بات کو بھی کتابت کی غلطی کہہ کے کاتب کے سر منڈھ دیا جائے گا اور کہا جا سکتا ہے کہ ابن حذیفہ نہیں عن حذیفہ (در حقیقت) تھا مگر اس کو کیا کیجئے کہ مسند احمد ص ۳۸۶ تا ۳۸۵ میں اس صحابی کی بہت سی روایات ہیں مگر ایسی جھوٹی روایت کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔

ضعف اور وضعی احادیث بیان کرنا بھی اگرچہ جرم ہے مگر یہ تو نہ حدیث وضعی ہے نہ ضعیف بلکہ سرے سے اس کا کہیں ذکر ہی نہیں۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اس جھوٹی حدیث کو مسند احمد میں بتلانے والا ہمارے دوستوں کے نزدیک مجدد مایہ حاضرہ بھی ہے۔ اگر مجدد ایسے ہی ہوتے ہیں تو ہمارا مجددوں کو دور ہی سے سلام ہے"۔ الصدیق ملتان بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ

(باقی حاشیہ صفحہ ۲۲۰)

حَکَیْمَانِیْ بِبَغْدَاد سَنَةَ اَحْدٰی وَ تِسْعِیْنَ وَ خَمْسِمِائَةٍ قَالَ کَانَ شَیْخُنَا الشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَمْشِیْ فِی الْھَوَاءِ عَلٰی رُؤُسِ الْاَشْھَادِ فِیْ مَجْلِسِہٖ وَ یَقُوْلُ مَا تَطْلَعُ الشَّمْسُ حَتّٰی تُسَلِّمَ عَلَیَّ وَ تَجِیْئُ السَّنَةُ اِلَیَّ وَ تُسَلِّمُ عَلَیَّ وَ تُخْبِرُنِیْ بِمَا یَجْرِیْ فِیْھَا وَ یَجِیْئُ الشَّھْرُ وَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ وَ یُخْبِرُنِیْ بِمَا یَجْرِیْ فِیْہِ وَ یَجِیْئُ الْاُسْبُوْعُ وَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ وَ یُخْبِرُنِیْ بِمَا یَجْرِیْ فِیْہِ وَ یَجِیْئُ الْیَوْمُ وَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ یُخْبِرُنِیْ بِمَا یَجْرِیْ فِیْہِ وَ عِزَّةِ رَبِّیْ اِنَّ السُّعَدَاءَ وَ الْاَشْقِیَاءَ لَیُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ عَیْنِیْ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ اَنَا غَائِصٌ فِیْ بِحَارِ عِلْمِ اللّٰہِ وَ مُشَاھَدَتِہٖ اَنَا حُجَّةُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ جَمِیْعِکُمْ اَنَا نَائِبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَارِثُہٗ فِی الْاَرْضِ۔

ہونے والا ہے نیا دن جو آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم کہ تمام سعید و شقی مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہے یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے میں اللہ عزوجل کے علم و مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں میں تم سب پر حجت الٰہی ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نائب اور زمین میں حضور کا وارث ہوں۔

صَدَقْتَ یَا سَیِّدِیْ وَ اللّٰہِ فَاِنَّمَا اَنْتَ کَلِمَةٌ عَنْ یَقِیْنٍ لَا شَکَّ فِیْہِ وَ لَا وَھْمَ یَعْتَرِیْہِ اِنَّمَا تُنْطَقُ فَتَنْطِقُ وَ تُعْطٰی فَتُفَرِّقُ وَ تُؤْمَرُ فَتَفْعَلُ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ

الْعَالَمِيْنَ ۔

اس حدیث کے متعلق کلام نے قدرے طول پایا مگر الحمدللہ کہ مقصود رسالہ سے باہر نہ آیا۔

وباللہ التوفیق ۔

دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہیں جسے جو چاہیں عطا کریں

حدیث ۱۲۷: صحیح مسلم شریف وسنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ و معجم کبیر طبرانی میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

جواب : بدعقیدگی اور گمراہی کی اصل بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال مقدسہ کا قیاس اپنے افعال پر کرلیا جائے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

یاد رکھیے: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ ہم اپنے مشوروں کے متعلق اگر یہ کلمہ تسلیم کرلیں کہ ہمارا مشورہ طلب کرنا غلطی کا احتمال دور کرنے کیلئے یا احتیاج و عاجزی کی بنا پر ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ کسی حد تک اسے صحیح کہا جاسکتا ہے لیکن اللہ اور رسول کے مشورہ کو بھی اس کلیہ میں شامل کرنا باطل محض ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ معاذ اللہ اللہ و رسول کیلئے ہماری مانند غلطی کا احتمال دور کرنا بھی حاجت ہے اور عاجزی بھی احتیاج کو مستلزم ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے سوا کسی کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں غنی، بے پرواہ اور احتیاج سے پاک ہیں جیسا کہ عنقریب دلائل کی روشنی میں واضح کیا جائے گا۔

ایک صحیح اور واقعی حدیث کو جو کتب احادیث میں موجود ہے اور معترض علم حدیث سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اسے معلوم کرنے سے قاصر رہا، محض اپنی رائے ناقص پر اعتماد کرکے کہتا ہے کہ جھوٹی

(باقی حاشیہ صفحہ ۲۲۲)

قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهٗ بِوَضُوْءٍ وَ حَاجَتِهٖ فَقَالَ لِيْ سَلْ (ولفظ الطبرانی فَقَالَ يَوْمًا يَا رَبِيْعَةُ سَلْنِيْ فَاُعْطِيَكَ رجعنا الی لفظ مسلم) فَقُلْتُ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَوْ غَيْرَ ذَالِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ.

میں حضور پرنور سید المرسلین ﷺ کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک شب حضور کے لئے آب وضو وغیرہ ضروریات حاضر لایا (رحمت عالم ﷺ کا بحر رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔ کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں فرمایا کچھ اور میں نے عرض کی میری مراد تو صرف یہی ہے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے

تخریج حدیث: مسلم فی الصحیح ۱/۱۹۳ ونسائی فی السنن ۱/۱۳۲ وابو داؤد فی السنن ۱/۲۲۸ وطبرانی فی الکبیر ۵/۵۷، ۵۸ واحمد فی مسنده ۴/۵۹ برقم ۱۶۲۹۴ و ۱۶۲۹۵ انحوه

حدیث کا کہیں ذکر ہی نہیں۔ بدترین جہالت وذلال کا مظاہرہ ہے۔ دیکھئے یہ مبارک حدیث مسند امام احمد جلد پنجم وکنز العمال جلد ششم اور خصائص کبریٰ جلد دوم تینوں کتابوں میں موجود ہے۔ ان ربی استشارنی فی اُمتی ما ذا افعل بہم فقلت ما شئت یارب ہم خلقک و عبادک فاستشارنی الثانیہ فقلت لہ کذلک فاستشارنی الثالثۃ فقلت لہ کذلک فقال تعالیٰ انی لن اخزیک فی امتک یا احمد و بشرنی ان اول من یدخل الجنۃ معی من

(حاشیہ ص ۲۲۲)

ع کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے

سائل ہوں ترا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو

معلوم ہے اقرار کی عادت تری مجھ کو

الحمد للہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر جملے سے وہابیت کش ہے۔ حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم ﷺ کا مطلقاً بلا قید وبلا تخصیص ارشاد فرمانا سل، مانگ کیا مانگتا ہے۔ جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے۔

جس سے صاف ظاہر کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں۔ دنیا اور آخرت کی سب مرادیں حضورؐ کے اختیار میں ہیں۔ جب تو بلا تقیید ارشاد ہوا مانگ کیا مانگتا ہے۔ یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔

اگر خیریت دنیا وعقبیٰ آرزو داری

بدرگاہش بیا وہر چہ میخواہی تمنا کن

شیخ شیوخ علماء الہند عارف باللہ عاشق رسول اللہ برکۃ المصطفےٰ فی ہذا الدیار سیدی شیخ محقق

امتی سبعون الف مع کل الف سبعون الفالیس علیهم حساب ثم ارسل الی ادع تجب وسل تعط فقلت لرسوله اومعطی ربی سؤلی قال ما ارسل الیک الا لیعطیک الحدیث۔ (م) (احمد) ابن عساکر عن حذیفہ کنز العمال جلد ششم ص ۱۱۲ حدیث نمبر ۱۷۲۵

وخصائص کبریٰ جلد دوم ص ۲۰۱۰ اخرج احمد ابو بکر الشافعی فی الغیلانیات وابو نعیم وابن عساکر عن حذیفہ بن الیمان ومسند امام احمد جلد پنجم مطبوط مصر ص ۲۹۲۔ (ترجمہ:) بے شک میرے رب کریم نے میری اُمت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا اے میرے رب جو کچھ تو چاہے وہی کر وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا میں نے پھر وہی عرض کیا

(باقی حاشیہ صـ۲۲۳)

مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں۔ از اطلاق سوال کہ فرمودش بخواہ تخصیص نکرد بمطلو بے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست ﷺ ہر چہ خواہد باذن پروردگار خود دہد (مطلقا سوال بلا تخصیص فرمانا کہ جو چاہو سوال کرو۔ اس سے خاص بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ تمام کام حضور کے دست کرامت میں ہیں جو چاہیں اور جس کو چاہیں خداوند قدوس کے حکم سے دیں۔

ما کان وما یکون کا علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَ ضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یہ شعر بردہ شریف کا ہے۔ جس میں سیدی امام اجل محمد بو صیری قدس سرہ حضور سید عالم ﷺ سے عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوان جودوکرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کے تمام علوم جن میں ما کان وما یکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے۔ ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے۔ حضور کے علوم

(بقیہ ص ۲۲۴) پھر میرے کریم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک میں تیری امت کے معاملہ میں تجھے ہرگز رسوا نہ کروں گا۔ اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب جنتیوں سے پہلے میری ہمراہی میں داخل ہوں گے ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے جن سے حساب تک نہ لیا جائے گا پھر میں نے رب کے قاصد سے کہا کیا میرا رب میری ہر مانگی ہوئی چیز مجھے دے گا؟ تو اس قاصد (فرشتہ) نے عرض کیا کہ حضور اسی لئے تو رب تعالی نے آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ جو کچھ بھی مانگیں آپ کو عطا فرمائے۔

(باقی حاشیہ ص ۲۲۶)

سے ایک پارہ ہیں۔ اور پہلا شعر کہ اگر خیریت دنیا و عقبیٰ۔ (الخ)

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ کہ قصیدۂ نعتیہ حضور پر نور سید عالم ﷺ میں عرض کی ہے۔ الحمد للہ یہ عقیدے ہیں ائمہ دین کے محمد رسول اللہ ﷺ کی جناب عالم تاب میں، برخلاف اس سرکش طاغی شیطان لعین کے بندۂ داغی کے جو ایمان کی آنکھ پر کفران کی ٹھیکری رکھ کر کہتا ہے۔ ''جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'' (تقویۃ الایمان ص ۱۱۷)۔ اَلَا صَلَّی رَبُّ مُحَمَّدٍ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاُخْرٰی مُنْتَقِصِیْہِ وَاَعَاذَنَا مِنْ حَالِھِمْ وَشَرِّھِمْ وَسَلَّمَ۔ آمین

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

یُؤْخَذُ مِنْ اِطْلَاقِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَمْرُ بِالسُّؤَالِ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مَکَّنَہٗ مِنْ اِعْطَآءِ کُلِّ مَا اَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ (جلد ۲ صفحہ ۳۲۳)

یعنی حضور اقدس ﷺ نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمادیں۔

(بقیہ ص ۲۲۳) آگے یہ حدیث مبارک طویل ہے۔ جس میں حضور سید عالم ﷺ نے اپنے اور اپنی امت مکرمہ کے بہت سے فضائل ومحامد بیان فرمائے۔ ہم نے قدر ضرورت پر اکتفا کیا ہے۔

معترض کا قول تو یہ تھا کہ اس جھوٹی حدیث کا کہیں ذکر نہیں لیکن بحمدہ تعالیٰ ہم نے ثابت کردیا۔ کہ مسند امام احمد و کنز العمال اور خصائص کبریٰ میں یہ حدیث موجود ہے۔ کنز العمال میں تو اس کی تخریج صرف امام احمد اور امام ابن عساکر کی طرف منسوب ہے۔ وللہ الحجۃ البالغۃ۔

اعلیٰ حضرت مجدد ملت رحمۃ اللہ علیہ نے الامن والعلیٰ میں مسند امام احمد کا نام نہیں لکھا۔ صرف اتنا تحریر فرمایا الامام احمد وابن عساکر عن حذیفہ الامن والعلیٰ ص ۱۶۳ مطبوعہ اہل سنت وجماعت بریلی) اور الفاظ حدیث کنز العمال جلد ششم سے نقل فرمائے۔ اور کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ تاکہ ان منکرین ومخالفین کے اداے علم وفضل کی حقیقت آشکارا ہو۔ الحمد للہ۔ (باقی حاشیہ ص ۲۲۵)

والحمد للہ رب العالمین۔

؎ مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہان کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

پھر اس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جان وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس ﷺ کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضور سے جنت مانگتے ہیں کہ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ یا رسول اللہ میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا عطا ہو۔

وہابی: صاحبو یہ کیسا کھلا شرک وہابیت ہے جسے حضور مالک جنت علیہ افضل الصلاۃ والتحیہ قبول فرما رہے ہیں۔ وَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ السَّاطِعَۃُ۔

حضور ﷺ کا تعلیم فرمانا کہ حاجت کے وقت ہمیں ندا کرو ہم سے استعانت والتجا کرو

حدیث ۱۲۸: حدیث صحیح وجلیل وعظیم سخت وہابیت کش جسے نسائی وترمذی وابن ماجہ وابن خزیمہ وطبرانی وحاکم وبیہقی نے سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور امام ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی وبیہقی نے صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری ومسلم صحیح

(حاشیہ ص ۲۲۴) اور مسند امام احمد تینوں میں عن حذیفہ موجود ہے۔ نیز الامن والعلی مطبوعہ اہل سنت وجماعت بریلی شریف ص ۱۲۳ پر اسی طرح الامن شائع کردہ نوری کتب خانہ لاہور کے ص ۱۲۳ پر عن حذیفہ موجود ہے۔ البتہ صابر الیکٹرک پریس کی مطبوعہ کے ص ۸۵ پر کاتب کی غلطی سے عن کی بجائے "ابن" لکھا گیا۔ جسے کوئی سمجھنے والا انسان بھی مصنف کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔

(باقی حاشیہ ص ۲۲۶)

کہا اور امام حافظ الحدیث زکی الدین عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد و تنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلم و برقرار رکھا۔ جس میں حضور اقدس ﷺ نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِیُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ۔	الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے جو مہربانی کے نبی ہیں یارسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تا کہ میری حاجت روائی ہو الٰہی انہیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما

ترمذی فی الجامع ج ۲/ص ۱۹۸ وابن ماجہ فی السنن ص ۹۹/۱۰۰ اوحاکم فی المستدرک ج ۱ ص ۳۱۳ وابن خزیمۃ فی الصحیح ج ۲ ص ۲۲۵/۲۲۶ وطبرانی فی لمعجم الکبیر ج ۹ ص ۳۱ وفی الصغیر ج ۱ ص ۱۰۴ وکتاب الدعاء ج ۲ ص ۱۲۸ واحمد فی مسندہ ج ۴ ص ۱۳۸ ونسائی فی عمل الیوم واللیلہ ص ۴۱۷/۴۱۸ ومنذری فی الترغیب والترھیب ج ۱ ص ۴۷۳ وبخاری فی تاریخ الکبیر جلد ۱ صفحہ

مگر جو شخص تعصب وعناد کے جوش میں ایک ایسی عظیم وجلیل حدیث کو نہیں مانتا جو کتب احادیث میں موجود ہے۔ تو وہ اس حقیقت ثانیہ کو کیونکر تسلیم کرنے لگا ہے۔

چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہمارا آپس میں مشورہ طلب کرنا تو احتیاج وعاجزی کی بنا پر اور غلطی کے احتمال کو دور کرنے کے لئے ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا مشورہ طلب کرنا احتیاج وعاجزی اور ازالہ احتمال غلطی کے لئے قطعاً نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ دونوں غنی ہیں۔

(باقی حاشیہ ص ۲۲۴)

۲۰۹ وابن سنی فی عمل الیوم واللیلہ صفحہ ۲۰۹ وذہبی فی التلخیص مستدرک ج ا ص ۳۱۳ وسیوطی فی الجامع الصغیر ج ا ص ۵۹ وفی الخصائص ج ۲ ص ۲۰۱ وسبکی قاضی عیاض فی الشفاء ج ا ص ۱۶۵ ا ومتقی ہندی فی کنز العمال ج ا ص ۹۳ وہیثمی فی مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۷۹ وبیہقی فی السنن الکبریٰ ج ۶ ص ۱۶۶ / ۱۶۷ وفی الدعوات الکبیر ج ا ص ۱۵۱ وفی الدلائل ج ۶ ص ۱۶۷ وعبدالغنی المقدسی فی الترغیب فی الدعاء ۶۲ وعبد بن حمیدی فی المنتخب ج ا ص ۳۷۹/۳۴۱ وابن عساکر فی اربعون حدیثا / ص ۵۵ کما عجالۃ الراغب ج ۲ ص ۲۰۹ وابو نعیم فی معرفۃ الصحابہ ۴ / ۱۹۵۸ / ۲۹۲۶ کماعجالۃ الراغب المتمنی وابن ابی خیثمۃ فی تاریخہ کما فی التوسل والوسیلہ لابن تیمیہ ص ۱۱۳۔

یہ حدیث خود ہی بیماردلوں پر زخم کاری تھی جس میں رسول اللہ ﷺ کو حجت کے وقت ندا بھی ہے اور حضور اقدس ﷺ سے استعانت والتجا بھی مگر حصن حصین شریف کی بعض روایات نے سرے پانی تیر کردیا۔ اس میں لِتَقْضِیَ لِیْ بصیغہ معروف ہے۔ یعنی یا رسول اللہ حضور ﷺ میری حاجت روا فرمادیں۔

﴿۴﴾ مولانا فاضل علی قاری علیہ رحمۃ الباری حرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں۔

للہ تعالیٰ کا بندوں کے مشورہ سے غنی ہونا تو ظاہر ہے اور حضور نبی کریم ﷺ امت کے ساتھ مشورہ فرمانے سے اس لئے غنی ہیں کہ حضور ﷺ کو وشاورھم فی الامر فرما کر مشورہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اور حضور ﷺ نے اپنے رب کریم کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے غلاموں سے مشورہ فرمایا۔ صرف اس لئے کہ انہیں مشورہ کی تعلیم دیں۔ اور مشورہ کو ان کے لئے رحمت بنائیں اور انہیں استخراج رائے صحیح (باقی حاشیہ صفحہ ۲۲۸)

وَفِیْ نُسْخَةٍ بِصِیْغَةِ الْفَاعِلِ ای لِتَقْضِیَ الْحَاجَةَ لِیْ وَالْمَعْنٰی تَکُوْنُ سَبَبًا لِحُصُوْلِ حَاجَتِیْ وَوُصُوْلِ مُرَادِیْ فَالْاِسْنَادُ مَجَازِیٌّ (ص ۹۷)	ایک نسخہ بصیغہ فاعل ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ آپ میری حصول حاجت اور حصول مراد کے سبب ہیں یہ اسناد مجازی ہے۔

اب دافع بلا کو شرک ماننے کا مول تول کیجئے۔

ثم اقول :۔ سید عالم ﷺ نے اپنے زمانہ اقدس میں نابینا کو تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں عرض کرو ہمارا نام پاک لیکر ندا کرو ہم سے استمداد والتجا کرو۔ شرک وہابیت کو قعر جہنم میں پہنچانے کو یہی بس تھا۔ کہ اولاً جو شرک ہے اس میں تفرقہ زمانہ حیات وبعد وفات یا تفرقہ قرب وبعد یا غیبت وحضور سب مردود ومقہور جس کا بیان اوپر مذکور۔ ثانیاً۔ حاصل تعلیم یہ نہ تھا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کا بالائی ٹکڑا تو اللہ عزوجل سے عرض کرنا پھر ہمارے پاس حاضر ہو کر یا محمد سے اخیر تک عرض کرنا اور دعائیں سنت اخفا ہے۔ اور آہستہ کہنے میں وہابیت کی عقل ناقص پر غیبت وحضور یکساں ہے۔ عادی طور پر دونوں ندا یا الغیب ہوں گی۔

(بقیہ حاشیہ ص ۲۲۷) میں اجتہاد کی رغبت دلائیں اور ان سے مشورہ لیکر ان کی شان بڑھائیں اور ان کے دلوں کو خوش کریں۔ دیکھئے۔ صاحب روح المعانی آیہ کریمہ " شاورھم فی الامر" کے تحت اسی مضمون کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ما اخرجہ ابن عدی والبیہقی فی شعب بسند حسن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

(باقی حاشیہ ص ۲۲۹)

وہابیہ کے نزدیک نداو استعانت میں صحابہ کرام پر صریح شرک کا الزام

مگر قیامت تو سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے پوری کر دی کہ زمانہ خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہی دعا ایک صاحب حاجت مند کو تعلیم فرمائی اور ندا بعد الوصال سے جان وہابیت آفت عظمیٰ ڈھائی معجم کبیر امام طبرانی میں یہ حدیث یوں ہے کہ ایک شخص امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اپنی کسی حاجت کے لئے حاضر ہوا کرتے امیر المومنین ان کی طرف التفات نہ فرماتے نہ ان کی حاجت پر غور کرتے ایک دن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے ان سے شکایت کی کہ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

(بقیہ حاشیہ ص ۲۲۸) لما نزلت شاورهم في الامر قال رسول الله ﷺ اما ان الله ورسوله لغنيان عنها ولكن جعلها الله تعالىٰ رحمة لامتي۔ (روح المعانی پ ۴ ص ۹۴) اور مضمون کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جسے ابن عدی نے کامل میں اور شعب ایمان میں بیہقی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ کہ جب آیہ کریمہ وشاورهم في الامر نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگوں! خبردار ہو جاؤ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دونوں مشورہ سے غنی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میری امت کے لئے رحمت بنایا ہے۔ عن الربيع وشاورهم في الامر قال امر الله نبيه صلى الله عليه وسلم ان يشاور صحابه في الامر وهو يأتيه الوحي من السماء لانه اطيب لانفسهم ۔حضرت ربیع سے روایت ہے وشاورهم في الامر فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مشورہ طلب امور میں حضور کے (باقی حاشیہ ص ۲۳۰)

اِئْتِ الْمِيْضَاةَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْکَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰى رَبِّکَ فَيَقْضِیْ لِیْ حَاجَتِیْ وَتَذْکُرُ حَاجَتَکَ وَرُحْ اِلَیَّ حَتّٰی اَرُوْحَ مَعَکَ ۔

وضو کی جگہ جا کر وضو کرو پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو پھر یوں دعا کرو الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا اور تیری طرف ہمارے نبی محمد ﷺ نبی رحمت کے ذریعے سے متوجہ ہوتا ہوں۔ یارسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ کہ میری حاجت روا فرمائیے اور اپنی حاجت کا ذکر کرو۔ شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں

(بقیہ ص۲۳۱) صحابہ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا حالانکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر وحی آسمانی آتی ہے۔ صرف ان کے دلوں کو خوش کرنے کی خاطر۔"

اسی مقام پر ابن جریر میں ایک اور حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں۔ وان کنت عنھم غنیا۔ اے حبیب ﷺ آپ اپنے صحابہ کی تالیف کے لئے ان سے مشورہ کرلیا کریں۔ اگرچہ آپ ان سے غنی ہیں۔ (تفسیر ابن جریر: پ۴ ص۹۴) تفسیر کبیر میں ہے۔ (الخامس) وشاورھم فی الامر لیستفید منھم رایا وعلما لکن لکی تعلم مقادیر عقولھم وافھامھم ومقادیر جھھم لک آپ کو مشورہ کرنے کا حکم اس وجہ سے نہیں دیا گیا کہ آپ ان سے کسی قسم کی رائے یا علم کا استفادہ کریں۔ بلکہ اس لئے یہ حکم دیا گیا کہ ان کی عقول وافہام آپ کے سامنے ظاہر ہوجائیں اور ان کی محبت کے اندازے سامنے آجائیں۔ اس کے چند سطر بعد امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ (السادس) (وشاورھم فی الامر) لا انک محتاج الیھم ولکن لانک اذا شاورتھم فی الامر اجتھد کل واحد منھم فی استخراج الوجہ لا اصلح ۔الخ۔

اے حبیب ﷺ آپ ان سے مشورہ فرمائیں اس لئے نہیں کہ (باقی حاشیہ ص۲۳۲)

صاحب حاجت نے جا کر ایسا ہی کیا۔ پھر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوئے دربان آیا ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا اور فرمایا کیسے آئے ہو انہوں نے اپنی حاجت عرض کی امیر المومنین نے فوراً روا فرمائی پھر ارشاد کیا اتنے دنوں میں تم نے اس وقت ہم سے اپنی حاجت کہی اور فرمایا جب کبھی تمہیں کوئی حاجت پیش آئے ہمارے پاس آنا۔ اب یہ صاحب امیر المومنین کے پاس سے نکل کر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے۔ ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ امیر المومنین نہ میری حاجت میں غور فرماتے تھے۔ نہ میری طرف التفات لاتے۔ یہاں تک کہ آپ نے میری سفارش ان سے کی۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

وَاللّٰهِ مَا كَلَّمْتُهُ وَلٰكِنْ شَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَتَاهُ رَجُلٌ ضَرِيْرٌ فَشَكٰى اِلَيْهِ ذِهَابَ بَصَرِهٖ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...... اِئْتِ الْمِيْضَاةَ فَتَوَضَّاْ ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ ادْعُ بِهٰذِهٖ

خدا کی قسم میں نے تو تمہارے بارے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہے یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور اپنی نابینائی کی شکایت حضور سے عرض کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موضع وضو پر جا کر وضو کر کے دو رکعت نماز پھر یہ دعائیں پڑھ۔ عثمان بن حنیف

(بقیہ حاشیہ ص ۲۲۹) آپ ان کے محتاج ہیں لیکن جب آپ ان سے مشورہ فرمائیں گے تو آپ کے غلاموں سے ہر شخص وجہ صلح کے استخراج میں کوشش کرے گا۔ (تفسیر کبیر ج ۳، ص ۱۳۰)

تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کریمہ وشاورھم فی الامر کے تحت مرقوم ہے۔

وقد ذکر العلماء لامر الرسول بالمشاورة مع انه اعلم الناس واعقلهم (باقی ص ۲۳۲)

الدَّعَوَاتِ فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ فَوَاللّٰهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَلَا طَالَ بِنَا الْحَدِيْثُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ بِهٖ ضُرٌّ قَطُّ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے۔ باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس انکھیارے ہو کر آئے گویا کبھی ان کی آنکھوں میں کچھ نقصان نہ تھا۔

(طبرانی فی الکبیر ج ۹ ص ۳۱ برقم ۸۳۱۱ و فی الصغیر ج ۱ ص ۲۰۱ برقم ۴۹۹ ومنذری فی الترغیب ج ۱ ص ۴۷۴ وابن حبان فی المجروحین ج ۲ ص ۱۹۷ و سبکی فی الشفاء السقام ص ۱۶۷)

﴿﴾ امام طبرانی اس حدیث کی متعدد اسنادیں ذکر کر کے فرماتے ہیں۔ والحدیث صحیح یہ حدیث صحیح ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

حضور نے رزق کے پیمانے پر برکت رکھ دی

حدیث ۱۲۹ : کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل مدینہ طیبہ سے ارشاد فرمایا۔

اِصْبِرُوْا وَاَبْشِرُوْا فَاِنِّیْ قَدْ بَارَكْتُ عَلٰى صَاعِكُمْ وَمُدِّكُمْ۔

صبر کرو اور شاد ہو کہ بے شک میں نے تمہارے رزق کے پیمانوں پر برکت کر دی ہے۔

(بقیہ ص ۲۳۱) فوائد منها انها وجب علو شانهم ورفعت قدرهم ۔ باوجود اس بات کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ علم اور عقل والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مشورہ کا امر فرمایا۔ علماء نے اس کے کئی فائدے ذکر کیے ہیں۔ ان سے مشورہ فرمانا ان کی علوشان، رفعت قدر ومنزلت اور ان کے اخلاص ومحبت کے زیادہ ہونے کا موجب ہے۔ الحمد للہ ! ان رویات وعبارات وروایات علماء مفسرین سے یہ

(باقی ص ۲۳۳)

فی مسندہ عن امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

ھندی فی کنز العمال ج ۱۴ ص ۱۲۵ برقم ۳۸۱۲۳ ۔

اس حدیث نے بتایا کہ اہل مدینہ کے رزق میں برکت رکھنے کو حضور نے اپنی طرف نسبت فرمایا

مدینہ طیبہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کردیا

احادیث تحریم حرم مدینہ طیبہ: ۔ بحکم احکم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۔ صحیحین میں ہے رسول اللہ ﷺ نے عرض کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ وَاِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَا بَتَیْھَا ۔

الٰہی بے شک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ معظمہ کو حرم کردیا اور میں دونوں سنگستان مدینہ طیبہ کے درمیان جو کچھ ہے اسے حرم بناتا ہوں۔

ھما واحمد والطحاوی فی شرح معانی الآثار عن انس رضی اللہ تعالی عنہ ۔

مشکوٰۃ ص ۲۴۰ لفظ لہ، مسلم ج ۱ ص ۴۴۱ واحمد ج ۳ ص ۱۴۹ برقم ۱۲۵۳۸ والطحاوی فی شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۴۴۲

امر آفتاب سے زیادہ روشن ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا مشورہ طلب فرمانا احتیاج وعاجزی کی وجہ سے ہرگز نہیں نہ کسی غلطی کے احتمال کو دور کرنے کے لئے ہے۔ بلکہ ایسی حکمتوں اور فائدوں کی بنا پر ہے۔ جن کا تصور بھی ذہن میں نہیں اور ہم نے انہیں بالتفصیل بیان کردیا۔ پانچویں سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے مشورہ طلب فرمایا ہے۔ دیکھئے تفسیر ابن جریر میں آیہ کریمہ واذقال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ کے تحت ایک (باقی صفحہ ۲۳۳)

حدیث ۱۳۱: نیز صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لِاَهْلِهَا وَاِنِّيْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَرَّمَ اِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ وَاِنِّيْ دَعَوْتُ فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا بِمِثْلَيْ مَا دَعَا اِبْرَاهِيْمُ لِاَهْلِ مَكَّةَ۔

بے شک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مکہ معظمہ کو حرم بنادیا۔ اور اس کے ساکنوں کے لئے دعا فرمائی اور بے شک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کر دیا جس طرح انہوں نے اہل مکہ کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیمانوں میں اس سے دونی برکت کی دعا کی جو انہوں نے اہل مکہ کے لئے کی تھی۔

هم جميعا عن عبد الله بن زيد بن عاصم رضى الله تعالىٰ عنه۔

تخریج حدیث: بخاری فی الصحیح جلد ۱ صفحه ۲۸۶ ومسلم فی الصحیح جلد ۱ صفحه ۴۴۰ واحمد فی مسنده جلد ۴ صفحه ۳۹ برقم ۱۶۵۶۰

حدیث ۱۳۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی الٰہی بے شک ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تو نے ان کی زبان پر مکہ معظمہ کو حرم کیا۔

اَللّٰهُمَّ وَاَنَا عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا۔

الٰہی اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں میں مدینہ طیبہ کی دونوں حدوں کے اندر ساری زمین کو حرم بناتا ہوں۔

(بقیہ ص ۲۳۳) حدیث نقل فرمائی۔ جو حسب ذیل ہے۔

عن سعيد عن قتادة واذقال ربك للملئكة انى جاعل فى الارض خليفة فاستشار الملئكة فى خلق ادم فقالوا اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء۔ (الحديث)

(باقی ص ۲۳۵)

ابن ماجہ فی السنن ص ۲۳۲ لفظ لہ ، کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۲۳ برقم ۳۴۸۶۸

و دیلمی فی فردوس الاخبار ج ۲ ص ۲۱۲ و ۳/ ۳۸۱ عن براء بن عازب

امام طحاوی نے اس کے قریب روایت کی اور یہ زائد کیا۔

وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُعْضَدَ شَجَرُهَا اَوْ يُخْبَطَ اَوْ يُوْخَذَ طَيْرُهَا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اس کا پیڑ کاٹیں یا پتے جھاڑیں یا اس کے پرندوں کو پکڑیں۔

حدیث ۱۴۳۳: صحیح مسلم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ اَنْ يُقْطَعَ عِضَاهُهَا اَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا۔

بے شک میں حرم بناتا ہوں دو سنگلاخ مدینہ کے درمیان کو کہ اس کی ببولیں نہ کاٹی جائیں اور اس کا شکار نہ مارا جائے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۴) تفسیر ابن جریر پ ۱ ص ۱۵۸۔ آیت کریمہ۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ کی تفسیر میں حضرت سعید قتادہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں فرشتوں سے مشورہ طلب فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا۔ اتجعل فیها من یفسد فیها (الآیہ) تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت کے تحت ہے۔ فعرفهم عند المشورة مع الملئكة خلوهم من المحبة (تفسیر عرائس البیان جلد اول ص ۱۹) فرشتوں سے مشورہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے جذبہ محبت سے خالی ہونے کی بات انہیں بتادی۔ تفسیر مدارک میں اسی آیت کے تحت مرقوم ہے۔ اولیعلم عبادة المشاورة فی امور هم قبل ان یقدمو اعلیها وان کان هو بعلمه وحکمته البالغه غنیاً عن المشاورة۔ (تفسیر مدارک جلد اول ص ۳۲)

اس لئے فرشتوں سے انی جاعل فی الارض خلیفہ فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس بات کی تعلیم دے کہ وہ اپنے کام کرنے سے پہلے مشورہ کرلیا کریں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے

(باقی حاشیہ صفحہ ۲۳۶)

هوو احمد والطحاوی عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ .

تخریج حدیث: مسلم فی الصحیح جلد ۱ صفحہ ۴۴۰ وعبد بن حمید فی المنتخب ج ۱ ص ۱۸۴ وکنز العمال ج ۱۲ ص ۲۴۲ برقم ۳۴۸۶۲ واحمد فی مسندہ ج ۱ ص ۱۸۱ برقم ۱۵۷۳ وص ۱۸۵ برقم ۱۶۰۶

حدیث ۱۳۴: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا ۔ بے شک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کردیا اور میں مدینہ کے سنگلاخ کے درمیان کو حرم کرتا ہوں۔

ھو الطحاوی عن رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ .

تخریج حدیث: مسلم فی الصحیح جلد ۱ صفحہ ۴۴۰ .وکنز العمال ج ۱۲ ص ۲۴۲ برقم ۳۴۸۱۱

حدیث ۱۳۵: نیز صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں۔

(بقیہ ۲۳۵) اور اس کی حکمت بالغہ مشورہ سے غنی ہے۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے۔

والفائدۃ فی اخبار الملئکۃ بذالک اما تعلیم العباد المشاورۃ فی امور ھم وان کان ھو بالحکمۃ البالغۃ غنیاً عن ذلک واما ان یسئلوا ذلک السوال ویجابو ابما اجیب (تفسیر نیشاپوری پ ۱ ص ۲۰۱)

ترجمہ: فرشتوں کو یہ خبر دینے میں یا یہ فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کاموں میں مشورہ کرنے کی تعلیم دے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ کی وجہ سے مشورہ کرنے سے غنی ہے اور یا یہ فائدہ (باقی حاشیہ ص ۲۳۷)

اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَمًا وَاِنِّيْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ حَرَامًا مَّا بَيْنَ زَمِيْهَا اَنْ لَّا يُهْرَاقَ فِيْهَا دَمٌ وَّلَا يُحْمَلَ سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَّلَا يُخْبَطُ فِيْهَا شَجَرَةٌ اِلَّا لِعَلْفٍ ۔

الٰہی بے شک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرام کر کے حرم بنادیا اور بے شک میں نے مدینہ کے دونوں کناروں میں جو کچھ ہے اسے حرم بنا کر حرام کر دیا کہ اس میں کوئی خون نہ گرایا جائے نہ لڑائی کے لئے ہتھیار باندھیں نہ کسی پیڑ کے پتے جھاڑیں۔ مگر جانور کو چارہ دینے کے لئے

تخریج حدیث : مسلم فی الصحیح جلد ۱ صفحہ ۴۴۳ و کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۲ برقم ۳۴۸۷۱ و طبرانی فی الکبیر ج ۴ ص ۲۵۸

(بقیہ صفحہ ۲۳۶) ہے کہ فرشتے یہ خبر سن کر اتجعل فیھا کے ساتھ سوال کریں اور انہیں انی اعلم مالا تعلمون کے ساتھ جواب دیا جائے۔ تفسیر سراج منیر میں ہے۔ وفائدۃ قولہ ھذا للملئکۃ تعلیم المشاورۃ اوتعلیم شان المجعول ۔ (تفسیر سراج المنیر جلد اول ص ۴۲)

یعنی فرشتوں سے انی جاعل فی الارض خلیفۃ فرمانے کا فائدہ تعلیم مشاورت یا تعظیم شان مجعول ہے۔ اسی طرح تفسیر جمل جلد اول ص ۲۸ پر ہے۔ تفسیر بیضاوی جلد ۱، تفسیر کشاف جلد ۱ ص ۲۰۹، روح المعانی پ ۱ ص ۲۰۲، روح البیان جلد اول ص ۹۴ پر ہے۔ ان تمام عبارات سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو مشورہ کی تعلیم دینے اور آدم علیہ السلام کی تعظیم و دیگر حکمتوں کی بنا پر آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے فرشتوں سے مشورہ لیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ ثابت ہوا کہ مشورہ لینا ہمیشہ احتیاج و عاجزی کی وجہ سے ہی نہیں ہوتا بلکہ حکمتوں پر مبنی ہوتا ہے۔ پھر یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ فرشتوں سے مشورہ فرمانا اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف نہیں تو حضور نبی کریم ﷺ سے مشورہ کرنا کیونکر عظمت خداوندی کے منافی ہو سکتا ہے؟

مشورہ کے معنی اور معترض کی غلط فہمی کا ازالہ۔ لفظ مشورہ عرب کے قول شرت العسل سے ماخوذ

(باقی صفحہ ۲۳۸)

حدیث ۱۳۶ : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ حَرَّمْتُ مَا بَیْنَ لَا بَتَیْھَا کَمَا حَرَّمْتَ عَلٰی لِسَانِ اِبْرَاھِیْمَ الْحَرَمَ ۔

الٰہی بے شک میں نے تمام مدینہ کو حرم کر دیا جس طرح تو نے زبان ابراہیم پر حرم بنایا۔

ہو و احمد و الرویانی عن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ .

تخریج حدیث: احمد فی مسندہ ج ۵ ص ۳۰۹ برقم ۲۳۰۰۷ و کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۴۴ برقم ۳۴۸۷۵۔

(بقیہ ص ۲۳۷) ہے۔ یعنی میں نے شہد کو اس جگہ سے نکال لیا۔ مشورہ کے معنی ہیں۔ ''استخراج الرائے'' بیضاوی میں ہے۔ المشورۃ استخراج الرای بمراجعۃ البعض۔ مفردات راغب ص ۲۷۲۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی کی طرف رجوع کر کے اس کی رائے کا استخراج ہو بلکہ صرف مخاطب کی رائے لینا بھی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ متکلم ہے اور فرشتے مخاطب۔ اللہ تعالیٰ نے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ کہہ کر فرشتوں کی رائے لی اور فرشتوں نے اتجعل فیھا۔ کہہ کر اپنی رائے ظاہر کر دی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی امت کے بارے میں حضور سے ماذا افعل بھم فرما کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی رائے لی۔ حضور ﷺ نے ماشئت یارب ھم خلقک وعبادک اور اللہ تعالیٰ کا مشورہ لینا اور رائے طلب فرمانا بالکل ایسا ہے جیسے اپنے نبیوں یا فرشتوں یا کسی فرد مخلوق سے کسی بات کا پوچھنا اور سوال فرمانا قرآن حکیم میں بے شمار آیات ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کے استفسارات و سوالات مذکور ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا۔ اولم تومن۔ اے ابراہیم کیا تو ایمان نہیں لایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ بلٰی کیوں نہیں۔ میں ضرور ایمان لایا۔ اسی طرح قیامت کے دن نبیوں سے سوال فرمائے گا۔ ما ذا اجبتم۔ اے نبیو! بتاؤ تم کیا جواب دیئے گئے؟ نیز عیسٰی علیہ السلام سے دریافت فرمائے گا۔ وانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ ۔ اے عیسٰی علیہ السلام کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو۔ نیز موسٰی علیہ السلام سے دریافت فرمایا۔ وما تلک بیمینک یا موسٰی ۔ اے موسیٰ تمہارے دائنے ہاتھ میں کیا ہے۔۔ اگر مشورہ کرنا یعنی کسی کی رائے

حدیث ۱۳۷: نیز صحیح مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ بَيْتَ اللّٰهِ وَاٰمَنَهٗ وَاِنِّيْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ مَا بَيْنَ لَا بَتَيْهَا لَا يُقْطَعُ عِضَاهُمَا وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا۔

بے شک ابراہیم نے بیت اللہ کو حرم بنایا اور امن والا کر دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا کہ اس کے خاردار درخت بھی نہ کاٹے جائیں اور اس کے وحشی جانور شکار نہ کیے جائیں۔

ھو او طحاوی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تخریج حدیث: کما نقلہ المتقی ھندی فی کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۲ برقم ۳۴۸۱، وطحاوی فی شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۳۴۲ ومسلم فی الصحیح جلد ۱ صفحہ ۴۴۰

حدیث ۱۳۸: صحیحین میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا بَيْنَ لَا بَتَيِ الْمَدِيْنَةِ .... وَجَعَلَ اِثْنَيْ عَشَرَ مِيْلًا حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ حِمًى۔

تمام مدینہ طیبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کر دیا اور اسکے آس پاس بارہ میل تک سبزہ و درخت کو لوگوں کے تصرف سے اپنی حمایت میں لے لیا۔

(بقیہ صفحہ ۲۳۸) کی رائے دریافت کرنا احتیاج و عاجزی پر منحصر ہو تو کسی بات کا پوچھنا بھی معاذ اللہ لاعلمی پر مبنی ہوگا لہٰذا معترض نے جہاں حدیث استشارہ کا انکار کیا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے سوالات کی تمام آیات کا بھی انکار کر دے اور اگر سوالات میں حکمت کا قائل ہے تو استشارہ میں اسی حکمت کا کیوں انکار کرتا ہے۔

سید احمد سعید کاظمی

(رسالہ "رضوان" فروری ۱۹۷۴ء)

مسلم فی الصحیح ۱ ص ۴۴۲ وعبدالرزاق فی المصنف ج ۹ ص ۲۶۰۔

ھما واحمد وعبد الرزاق فی مصنفہ ابن جریر کی روایت یوں ہے۔ فرمایا۔

حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ شَجَرَھَا اَنْ یُعْضَدَ اَوْ یُخْبَطَ۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے پیڑ کاٹنا یا ان کے پتے جھاڑنا حرام فرمایا۔

رواہ عن خبیب ن الھذ بی عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

لا اعلم ھذا الحدیث

حدیث ۱۳۹: صحیح مسلم میں ہے۔ رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَیْنَ لَا بَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ۔

بے شک رسول اللہ ﷺ نے تمام مدینہ کو حرم بنایا۔

ھو وطحاوی فی معانی الآثار۔

تخریج حدیث: طحاوی فی معانی الآثار ج ۲ ص ۳۴۲ و مسلم فی الصحیح جلد ۱ صفحہ ۴۴۰۔

حدیث ۱۴۰: نیز صحیح مسلم و معانی الآثار میں عاصم احول سے ہے۔

قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ قَالَ نَعَمْ الْحَدِیْثَ زَادَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فِیْ رِوَایَۃٍ لَا یُعْضَدُ

یعنی میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا مدینہ کو رسول اللہ ﷺ نے حرم بنادیا فرمایا ہاں اس کا پیڑ نہ کاٹا جائے اس کی گھاس نہ چھیلی جائے جو ایسا کرے

شَجَرُهَا وَلِمُسْلِمٍ فِیْ اُخْرٰی نَعَمْ هِیَ حَرَامٌ لَّا یُخْتَلٰی خَلَاهَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

اس پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی. والعیاذباللہ تعالیٰ

تخریج حدیث: مسلم فی الصحیح جلد ۱ صفحہ ۴۴۱ وطحاوی فی معانی الآثار جلد ۲ صفحہ ۳۴۳.

حدیث ۱۴۱: سنن ابی داؤد میں ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ هٰذَا الْحَرَمَ۔

بے شک رسول ﷺ نے اس حرم محترم کو حرم بنادیا۔

تخریج حدیث: ابو داؤد فی سنن جلد ۱ صفحہ ۲۷۸

حدیث ۱۴۲: شرجیل کہتے ہیں ہم مدینہ طیبہ میں کچھ جال لگا رہے تھے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے جال پھینک دیئے اور فرمایا۔

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ صَیْدَهَا۔

تمہیں خبر نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کا شکار حرام کردیا ہے۔

الامام ابو جعفر ابو بکر بن ابی شیبہ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کی۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا۔

بیشک نبی ﷺ نے مدینہ کے دونوں سنگلاخ کے مابین کو حرام کردیا۔

تخریج حدیث: طحاوی شرح معانی الآثار جلد ۲ صفحہ ۳۴۲ واحمد فی مسندہ ج ۵ ص ۱۹۰ برقم ۲۲۰۰۳ وبرقم ۲۱۹۰۹ وبرقم ۲۲۰۱۰

حدیث ۱۴۳: ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَیْنَ لَا بَتِی الْمَدِیْنَۃِ اَنْ یُّعْضَدَ شَجَرُھَا اَوْ یُخْبَطَ۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مدینہ کو حرم بنادیا ہے کہ اس کے پیڑ نہ کاٹے جائیں نہ پتے جھاڑیں۔

تخریج حدیث: طحاوی فی معانی الآثار جلد ۲ صفحہ ۳۴۲۔

حدیث ۱۴۴: ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں۔ میں نے ایک چڑیا پکڑی تھی اسے لئے ہوئے باہر گیا میرے والد ماجد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے شدت سے میرے کان مل کر چڑیا کو چھوڑ دیا اور فرمایا۔

حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَیْدَ مَا بَیْنَ لَا بَتَیْھَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کا شکار حرام فرمادیا ہے۔

تخریج حدیث: طحاوی فی معانی الآثار جلد ۲ صفحہ ۳۴۲۔

حدیث ۱۴۵: صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ حَرَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ الْبَقِیْعَ وَقَالَ لَا حِمٰی اِلَّا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔

بے شک رسول اللہ ﷺ نے بقیع کو حرم بنادیا اور فرمایا چراگاہ کو کوئی اپنی حمایت میں نہیں لے سکتا سوا اللہ و رسول کے (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم)

روی الثلثہ الامام الطحاوی۔

تخریج حدیث :طحاوی فی معانی الآثار جلد ۲ صفحہ ۳۴۱۔

یہ سولہ حدیثیں ہیں۔ پہلی آٹھ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے مدینہ طیبہ کو حرم کردیا۔ اور پچھلی آٹھ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم کردینے سے مدینہ طیبہ حرم ہوگیا۔ حالانکہ یہ صفت خاص اللہ عزوجل کی ہے۔ پہلی آٹھ سے پانچ میں اپنے پدر کریم سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی طرف بھی نسبت ارشاد ہوئی کہ مکہ معظمہ کی حرم محترم انہوں نے حرم کردی۔ انہوں نے امن والی بنادی حالانکہ خود ارشاد فرماتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ مَکَّۃَ حَرَّمَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَمْ یُحَرِّمْھَا النَّاسُ۔ — بے شک مکہ معظمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم کیا ہے۔ کسی آدمی نے نہیں کیا۔

البخاری والترمذی عن ابی شریح بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بخاری فی الصحیح ج ۱ ص ۲۴۷ وترمذی فی الجامع ج ۱ ص ۱۰۰ ونسائی فی السنن ج ۲ ص ۳۱

یہ اسنادیں خاص ہمارے رسالے کی مقصود ہیں مگر یہاں جان وہابیت پر آفت اور سخت وشدید تر ہے۔ مدینہ طیبہ کے جنگل کا حرم ہونا فقط انہیں سولہ بلکہ ان کے سوا اور بہت احادیث کثیرہ میں وارد ہے۔

مثلاً حدیث : صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

اَلْمَدِیْنَۃُ حَرَمٌ مِنْ کَذَا اِلٰی کَذَا لَا یُقْطَعُ شَجَرُھَا۔ — مدینہ یہاں سے یہاں تک حرم ہے اس کا پیڑ نہ کاٹا جائے۔

هما واحمد والطحاوی واللفظ للجامع الصحیح۔

بخاری فی الصحیح ج ا ص ۲۵۱ ومسلم فی الصحیح ا ص ۴۴۱ و متقی فی کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۱ برقم ۳۴۸۰۴

حدیث : صحیحین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اَلْمَدِیْنَةُ حَرَمٌ اَلْحَدِیْث۔ مدینہ حرم ہے۔

هما والطحاوی وابن جریر واللفظ لمسلم۔

مسلم فی الصحیح ج ا ص ۴۴۲

حدیث: صحیحین مولی علی کرم اللہ وجہہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَلْمَدِیْنَةُ حَرَمٌ مَا بَیْنَ عَائِرٍ اِلٰی کَذَاوَلِمُسْلِمِ الطَّحَاوِیِّ مَا بَیْنَ عَیْرٍ اِلٰی ثَوْرٍ اَلْحَدِیْث زَادَ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ فِیْ رِوَایَةٍ لَا یُخْتَلٰی خَلَاهَا وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُهَا۔

مدینہ کوہ عیر سے جبل ثور تک حرم ہے۔ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور اس کا شکار نہ بھڑ کایا جائے۔

ابو داؤد فی السنن ج ا ص ۲۷۸، احمد فی مسندہ ج ا ص ۸۱ برقم ۶۱۵، بخاری فی الصحیح ا ص ۲۵۱ ومسلم فی الصحیح ج ا ص ۴۴۲

حدیث : صحیح مسلم سہل بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے مدینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

اِنَّهَا حَرَمٌ اٰمِنٌ۔ بے شک یہ امن والی حرم ہے۔

هو واحمد والطحاوی وابو عوانه۔

کنزالعمال ج۱۲ ص ۲۳۰ برقم ۳۴۸۰۰ واحمد ج ۳ ص ۴۸۶ برقم ۱۶۰۷۲ ،مسلم فی الصحیح ج ۱ ص ۴۴۳ وطحاوی ج ۲ ص ۳۴۲

حدیث: امام احمد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ حَرَمٌ وَحَرَمِيَ الْمَدِيْنَةُ ہر نبی کے لئے ایک حرم ہوتی ہے اور میری حرم مدینہ ہے

احمد فی مسندہ ج ۱ ص ۳۱۸ برقم ۲۹۲۲

حدیث: عبدالرزاق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ کُلَّ دَافَّۃٍ اَقْبَلَتْ عَلَی الْمَدِیْنَۃِ مِنَ الْعِضَۃِ الْحَدِیْث۔ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گروہ مردم کو کہ حاضر مدینہ طیبہ ہو اس کے خاردار درختوں سے ممنوع فرمادیا۔

(ج ۹ ص ۲۷۳)

حدیث: امام طحاوی بطریق مالک عن یونس بن یوسف عن عطاء بن یسار۔ کہ لڑکوں نے ایک روباہ کو گھیر کر ایک گوشے میں کر دیا تھا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑکوں کو دور کر دیا امام مالک فرماتے ہیں۔ اور مجھے اپنے یقین سے یہی یاد ہے کہ فرمایا۔

اَفِیْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصْنَعُ ھٰذَا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم میں ایسا کیا جاتا ہے۔

طحاوی جلد ۲ صفحہ ۳۴۲

حدیث: مسند الفردوس میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔

یَبْعَثُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ ھٰذِہِ الْبَقِیْعِ وَمِنْ ھٰذَا الْحَرَمِ سَبْعِیْنَ اَلْفًا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ فَیَشْفَعُ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْھُمْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا وُجُوْھُھُمْ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ۔	اللہ تعالیٰ روز قیامت اس بقیع اور حرم سے ستر ہزار شخص ایسے اٹھائے گا کہ بے حساب جنت میں جائیں گے۔ اور ان میں ہر ایک ستر ہزار کی شفاعت کرے گا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

کذا متقی ھندی فی کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۶۲ برقم ۳۴۹۶۰ و دیلمی فی فردوس الاخبار برقم ۸۱۳۳

اور اگر وہ حدیثیں گنی جائیں جن میں مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کو حرمین فرمایا تو عدد کثیر ہیں۔ بالجملہ حدیثیں اس باب میں حد تواتر پر ہیں۔ تو بالیقین ثابت کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے جنگل کا بتاکید تام واہتمام تمام وہی ادب مقرر فرمادیا جو مکہ معظمہ کے جنگل کا ہے۔ بایں ہمہ طائفہ تالفہ وہابیہ کا امام بد فرجام بہ کمال دریدہ دھنی صاف صاف لکھ گیا۔ "گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کیلئے بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیر پیغمبر یا بھوت و پری کے مکانوں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے سو اس پر شرک ثابت ہے۔" (تقویۃ الایمان ص ۱۱۴، مفہوماً)

کیوں ہم نہ کہتے تھے کہ یہ ناپاک مذہب ملعون مشرب اسی لئے نکلا ہے کہ اللہ و رسول تک شرک کا حکم پہنچائے پھر اور کسی کی کیا گنتی تف ہزار تف بروئے بد دینی۔ اب دیکھنا ہے کہ اس امام بے لگام کے مقلد کہ بڑے موحد بنے پھرتے ہیں اپنے امام کا ساتھ دیتے ہیں یا محمد رسول اللہ پڑھنے کی کچھ لاج کرتے ہیں۔ اللہ کی بے شمار درودیں محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور ان کے ادب داں غلاموں پر۔

ذرا ملاحظہ ہو مدینہ طیبہ کے راستے میں نامعقول باتیں کرنا وہابیہ کا جزو ایمان ہے جو نہ کرے ان کے نزدیک مشرک ہو جائے

تنبیہ نبیہ: مسلمانوں صرف یہی نہ سمجھنا کہ اس گمراہ امام الطائفہ کے نزدیک حرم محترم حضور پر نور مالک الامم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہی شرک ہے۔ نہیں نہیں بلکہ اس کے مذہب میں جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سراپا طہارت کے لئے مدینہ طیبہ کو چلے اگرچہ چار پانچ ہی کوس کے فاصلے سے (کہ کہیں وہابیت کے شرک شد الرحال کا ماتھا نہ ٹھنکے) اس پر راستے میں بے ادبیاں بیہودگیاں کرتے چلنا فرض عین و جزو ایمان ہے یہاں تک کہ اگر اپنے مالک و آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے عظمت وجلال کے خیال سے باادب مہذب بن کر چلے گا اس کے نزدیک مشرک ہو جائے گا۔ اسی کتاب ضلالت مآب کے اسی مقام میں۔ ''رستے میں نامعقول باتیں کرنے سے'' بچنا بھی انہیں امور میں گنا دیا جنہیں خدا پر افترا کر کے کہتا ہے۔ ''یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کیلئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں جو کوئی کسی پیر پیغمبر کے لئے کرے اس پر شرک ثابت ہے۔'' سبحان اللہ۔ نامعقول باتیں کرنا بھی جزو ایمان نجدیہ ہے بلکہ سچ پوچھو تو ان کا تمام ایمان اسی قدر ہے وہ تو خیر یہ ہو گئی کہ مجتہد الطائفہ کو عبارت لکھتے وقت آیہ کریمہ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ۔ پوری یاد نہ آئی ورنہ راہ مدینہ طیبہ میں فسق وفجور کرتے چلنا بھی فرض کہہ دیتا وہ بھی ایسا کہ جو وہاں فسق سے باز آئے۔ مشرک ہو جائے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

لطیفہ حقہ: حضرات نجدیہ خدارا انصاف کیا افعال عبادت سے بچنا انبیاء و اولیاء ہی کے معاملے سے خاص ہے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شرک کے کام جائز نہیں نہیں جو شرک ہے ہر غیر خدا کے ساتھ شرک ہے تو آپ حضرات جب اپنے کسی نذیر بشیر یا پیر فقیر یا مرید رشید یا دوست عزیز کے یہاں جایا کیجئے تو راستہ میں لڑتے جھگڑتے ایک دوسرے کا سر پھوڑتے ماتھا رگڑتے چلا کیجئے ورنہ دیکھو کھلم کھلا مشرک ہو جاؤ گے۔ ہرگز مغفرت کی بو نہ پاؤ گے۔ کہ تم نے غیر حج کی راہ میں ان باتوں سے بچ کر وہ کام کیا جو اللہ نے اپنی عبادت کیلئے اپنے بندوں کو بتایا تھا اور اس جوتی پیزار میں یہ نفع کیسا ہے کہ ایک کام میں تین مزے جدال ہونا تو خود ظاہر اور جب بلاوجہ ہے تو فسوق بھی ظاہر اور رفث کے معنے ہر نامعقول بات کے ٹھہرے تو وہ بھی حاصل ایک ہی بات میں ایمان نجدیت کے تینوں رکن کامل۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم۔ الحمد للہ خامہ برق بار رضا خرمن سوزی نجدیت میں سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن۔

تذییل و تکمیل:

اقول و باللہ التوفیق۔ احکام الٰہیہ دو قسم ہیں۔ تکوینیہ مثل احیا و اماتت و قضائے حاجت و دفع مصیبت و عطائے دولت و رزق و نعمت و فتح و شکست و غیرہا عالم کے بندوبست دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی کی اسناد بھی شرک قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ۔ کیا ان کے لئے خدا کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں۔ جنہوں نے ان کے واسطے دین میں وہ راہیں نکال دی ہیں جن کا خدا نے حکم نہ دیا اور بروجہ عطائی امور

تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں۔ قال اللہ تعالٰی۔

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۔ قسم ان مقبول بندوں کی جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

مقدمہ رسالہ میں شاہ عبدالعزیز صاحب کی شہادت سن چکے کہ حضرت امیر و ذریہ طاہرہ اور اتمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند۔

مگر کچے وہابی ان دو قسموں میں فرق کرتے ہیں اگر کہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرض کی یا فلاں کام حرام کر دیا تو شرک کا سودا نہیں اچھلتا۔ اور اگر کہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعمت دی یا غنی کر دیا تو شرک سوجھتا ہے۔ یہ ان کا نرا تحکم ہی نہیں خود اپنے مذہب نامہذب میں کچا پن ہے۔ جب ذاتی و عطائی کا تفرقہ اٹھا دیا پھر احکام احکام میں فرق کیسا سب یکساں شرک ہونا لازم اخران کا امام مطلق و عام کہہ گیا۔ کسی کام میں نہ بالفعل ان کا دخل ہے اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ نیز کہا، کسی کام کو ناروا یا ناروا دینا کر اللہ ہی کی شان ہے۔ صاف تر کہا کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے۔ کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں تو جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ اور آگے اس کا قول سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کا خبر دینا ہے۔ اس میں وہ رسول کو حاکم نہیں مانتا صرف مخبر و پیام رساں مانتا ہے اور اس سے پہلے حصر کے ساتھ تصریح کر چکا ہے۔ کہ پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ برے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنا دیوے۔ نیز کہا کہ انبیاء اولیاء کو جو اللہ نے لوگوں سے بڑا بنایا سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔ سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں۔ صرف بتانے جاننے پہنچانے پہچاننے پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حکم ان کے ہیں فرائض کو انہوں نے فرض کیا محرکات

کو انہوں نے حرام کر دیا۔ آخر ہمیں جو احکام معلوم ہوئے اپنے بزرگوں سے آئے انہیں ان کے اگلوں نے بتائے یونہی طبقہ بطبقہ تبع کو تابعین تابعین کو صحابہ صحابہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کیا کوئی یوں کہے گا کہ نماز میرے باپ نے فرض کی ہے یا زنا کو میرے استاد نے حرام کر دیا نبی کی نسبت اگر یوں کہیے گا تو وہی ذاتی عطائی کا فرق مان کر اور وہ کسی کی راہ ماننے اور اس کا حکم سند جاننے کو افعال سے گن چکا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کیلئے خاص کئے ہیں۔ اور انہیں غیر کے لئے کرنے کا نام اشراک فی العبادۃ رکھا۔ اور اس قسم میں بھی مثل دیگر اقسام تصریح کی کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں۔ یا یوں سمجھے کہ ان کی اسطرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تو ذاتی وعطائی کا تفرقہ دین نجدیت میں قیامت کا تفرقہ ڈال دے گا وہ صاف کہہ چکا نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے اس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اس کے سوائے مت مانو۔ جب رسول کو ماننے ہی کی نہ ٹھہری تو رسول کو حاکم ماننا اور فرائض ومحرمات کو رسول کیلئے فرض وحرام کر دینے سے جاننا کیوں کر شرک نہ ہوگا، غرض وہ اپنی دھن کا پکا ہے ولہذا احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر تاکید شدید سے مدینہ طیبہ کے گردو پیش کے جنگل کا ادب فرض کیا اور اس میں شکار وغیرہ منع فرمایا مگر یہ جو ارشاد ہوا کہ مدینے کو حرم میں کرتا ہوں۔ اس چوٹی کے موحد نے کہ جا بجا کہتا ہے خدا کے سوا کسی کو نہ مانو صاف صاف حکم شرک جڑ دیا اور اللہ واحد قہار کے غضب کا کچھ خیال نہ کیا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۔ تو مناسب ہوا کہ بعض احادیث وہ بھی ذکر کی جائیں جن میں احکام تشریعیہ کی اسناد صریح ہے۔ اور اب اس قسم کی خاص دو آیتوں کا ذکر بھی محمود اگرچہ آیات گذشتہ سے بھی دو آیتوں میں یہ مطلب موجود اور ان کے ذکر سے جب عدد آیات انصاف عقود سے متجاوز ہوگا تو تکمیل عقد کے لئے تین آیتوں کا اور بھی اضافہ کہ پچاس

کا عدد پورا ہو۔ جس طرح احادیث میں بعونہ تعالیٰ پانچ خمسین یعنی ڈھائی سو کا عدد کامل ہوگا۔ ورنہ استیعاب[1] آیات میں منظور نہ احادیث میں مقدور وَاللّٰہُ الْھَادِیْ اِلیٰ مَنَائِرِ النُّوْرِ۔ ہم پہلے وہ تین آیتیں تلاوت کریں کہ پھر احکام تشریعیہ کا بیان آیات واحادیث سے مسلسل رہے۔ وباللہ التوفیق۔

آیت ۴۶:

اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ۔ (پ ۳۰، الطارق ۴)

کوئی جان نہیں جس پر ایک نگہبان متعین نہ ہو

یعنی ملائکہ ہر شخص کے حافظ ونگہبان رہتے ہیں۔

ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم عطا کرتے ہیں

آیت ۴۷:

الٓرٰ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّھِمْ اِلیٰ صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ۔ (پ ۱۳، ابراھیم ۱)

یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف اتاری تاکہ تم اے نبی لوگوں کو اندھیریوں سے نکال لو روشنی کی طرف ان کے رب کی پروانگی سے غالب سراہے گئے کی راہ کی طرف

---

[1] مثلاً یہی احکام تشریعیہ کی آیات بکثرت ہیں جن سے دو ہی یہاں مذکور یونہی اس مضمون میں کہ خلائق کو موت کے فرشتے موت دیتے ہیں صرف دو آیتیں اوپر گزریں قرآن عظیم میں پانچ آیتیں اس مضمون کی اور ہیں ہم ان پانچوں کو یہاں ذکر کردیں۔ کہ اول پانچ آیتیں کتب سابقہ سے مذکور ہوئی ہیں۔ ان سب کے سبب پچاس پوری صرف قرآن عظیم سے ہوجائیں۔ (آیت ۱) ان الذین توفھم الملائکۃ۔ بیشک وہ لوگ جنہیں موت دی فرشتوں نے۔ (آیت ۲) جاءتھم رسلنا یتوفونھم۔ ہمارے رسول ان کے پاس آئے انہیں موت دینے کو۔ (آیت ۳) ولو تریٰ اذیتوفی الذین کفروا الملائکۃ۔ کاش تم دیکھو جب کافروں کو موت دیتے ہیں فرشتے۔

آیت ۴۸:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَکَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۵ (پ۱۳، ابراھیم ۵)

اور بے شک بالیقین ہم نے موسٰی کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اے موسٰی تو نکال لے اپنی قوم کو اندھیریوں سے روشنی کی طرف

اقول: اندھیریاں کفر وضلالت ہیں۔ اور روشنی ایمان وہدایت جسے غالب سراہے گئے کی راہ فرمایا اور ایمان وکفر میں واسطہ نہیں ایک سے نکالنا قطعاً دوسرے میں داخل کرنا ہے تو آیات کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بنی اسرائیل کو موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفر سے نکالا اور ایمان کی روشنی دے دی اس امت کو مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کفر سے چھڑاتے ایمان عطا فرماتے ہیں۔ اگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا یہ کام نہ ہوتا انہیں اس کی طاقت نہ ہوتی تو رب عزوجل کا انہیں یہ حکم فرمانا کہ کفر سے نکال لو معاذ اللہ تکلیف مالا یطاق تھا۔

الحمد للہ! قرآن عظیم نے کیسی تکذیب فرمائی امام الوہابیہ کے اس حصر کی کہ "پیغمبر خدا نے بیان کر دیا کہ مجھ کو قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے نفع ونقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کو کیا کرسکوں غرض کہ کچھ قدرت مجھ میں نہیں فقط پیغمبری کا مجھ کو دعوٰی ہے اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ برے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنا دیوے دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں۔ انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو کہ مرادیں پوری کر دیویں یا فتح شکست دے دیویں یا غنی کر دیویں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار" (ملخصاً)

مسلمانو! اس گمراہ کے ان الفاظ کو دیکھو اور ان آیتوں اور حدیثوں سے کہ اب تک گزریں ملاؤ دیکھو۔ یہ کس قدر شدت سے خدا و رسول کو جھٹلا رہا ہے۔ خیر اسے اسکی عاقبت کے حوالے کیجئے شکر اس اکرم الاکرمین کا بجالایئے۔ جس نے ہمیں ایسے کریم اکرم دائم الکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایمان دلوایا۔ ان کے کرم سے امید واثق ہے کہ بعونہ تعالیٰ محفوظ بھی رہے۔

ے تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

ہاں یہ ضرور ہے کہ عطائے ذاتی خاصہ خدا ہے۔ اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وغیرہا میں اسی کا تذکرہ ہے کچھ ایمان کے ساتھ خاص نہیں پیسا کوڑی بھی بے عطائے خدا کوئی بھی اپنی ذات سے نہیں دے سکتا۔

ع .... تا خداند ہد سلیمان کے دہد

یہی فرق ہے جسے گم کر کے تم ہر جگہ بہکے اور اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ میں داخل ہوئے۔

نَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ وَتَمَامَ الْعَافِیَۃِ وَ دَوَامَ الْعَافِیَۃِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

حرام کیا اللہ جل وعلا نے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

آیت ۴۹ :

قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ	لڑو ان سے جو ایمان نہیں لائے اللہ اور
وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ	نہ پچھلے دن پر اور حرام نہیں مانتے

مَاحَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ (پ۱۰، التوبہ ۲۹)

اس چیز کو جسے حرام کردیا اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

حضور کے حکم سے کام فرض ہوجاتا ہے اگرچہ فی نفسہ فرض نہ ہو

آیت ۵۰:

مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَامُؤْمِنَۃٍ اِذَاقَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا۔ (پ ۲۲ ، احزاب ۳۶)

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو کہ جب حکم کردیں اللہ ورسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار ہے اپنے معاملہ کا اور جو حکم نہ مانے اللہ ورسول کا تو وہ صریح گمراہی میں بہکا۔

یہاں سے ائمہ مفسرین فرماتے ہیں۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل طلوع آفتاب اسلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مول لے کر آزاد فرمایا اور متبنٰی بنایا تھا۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کا پیام دیا اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرماتے ہیں۔ جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ عنہ کے لئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یارسول اللہ میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا۔ اس پر آیہ کریمہ

اتری اسے سن کر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہو گیا، ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہو جائے خصوصاً جب کہ وہ اس کا کفو نہ ہو خصوصاً جبکہ عورت کی شرافت خاندان کواکب ثریا سے بھی بلند و بالاتر ہو بااین ہمہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزت جل وجلالہ نے بعینہ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض الٰہی کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا ۔یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہو گئی مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا۔ جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا۔ دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے۔ اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا ولہذا ائمہ دین خدا اور رسول میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اس فرض سے اقوی ہے۔ جسے رسول نے فرض کیا ہے اور

احکام شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے حکم فرمادیں وہی شریعت ہے

ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں جو چاہیں ناجائز فرما دیں۔ جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں۔ امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضو میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں۔

كَانَ الْإِمَامُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ اَكْثَرِ الْاَئِمَّةِ اَدَبًا مَعَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِذٰلِكَ لَمْ يَجْعَلِ النِّيَّةَ فَرْضًا وَ سَمَّى الْوِتْرَ وَاجِبًا لِكَوْنِهِمَا ثَبَتَا بِالسُّنَّةِ لَا بِالْكِتَابِ فَقَصَدَ بِذٰلِكَ تَمْيِيْزَ مَا فَرَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ تَمْيِيْزَ مَا اَوْجَبَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... فَاِنَّ مَا فَرَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَشَدُّ مِمَّا فَرَضَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَاتِ نَفْسِهٖ حِيْنَ خَيَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يُّوْجِبَ مَا شَاءَ اَوْ لَا يُوْجِبَ۔ (میزان الکبریٰ ج ۱ ص ۸۳)	یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ان اکابر ائمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد ہے۔ اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا۔ یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ قرآن عظیم سے تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرض میں فرق و تمیز کر دیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اُس سے زیادہ موکدہ ہے۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کر دیا۔ جبکہ اللہ عزوجل نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کر دیں۔ جسے نہ چاہیں نہ کریں۔

اُس میں بارگاہ وحی و تشریع احکام کی تصویر دکھا کر فرمایا۔

كَانَ الْحَقُّ تَعَالٰى جَعَلَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْرَعَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ مَا شَاءَ كَمَا فِيْ حَدِيْثِ تَحْرِيْمِ شَجَرِ مَكَّةَ فَاِنَّ عَمَّهٗ	یعنی حضرت عزت جل جلالہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منصب دیا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرما دیں جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو

الْعَبَّاسُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمَّا قَالَ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَلَوْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمْ یَجْعَلْ لَہٗ اَنْ یُّشَرِّعَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِہٖ لَمْ یَتَجَرَّءْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّسْتَثْنِیَ شَیْئًا مِّمَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

(میزان الکبریٰ ج ۱ ص ۳۴)

حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے فرمایا اچھا نکال دی۔ اس کا کاٹنا جائز کر دیا اگر اللہ سبحانہ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں۔ تو حضور ہر گز جرأت نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔

اقول: یہ مضمون متعدد احادیث صحیحہ میں ہے۔

حدیث ۱: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیحین میں

فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِلَّا الْاِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَ قُبُوْرِنَا فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ

یعنی عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ مگر اذخر کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ فرمایا مگر اذخر

بخاری فی الصحیح ج ۱ صفحہ ۲۴۷ و مسلم ج ۱ ص ۴۳۸ وعبدالرزاق فی المصنف ج ۵ ص ۱۳۹ و مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۸ برقم ۷۲۲۱

حدیث ۲: ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نیز صحیحین میں ہے۔

فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلَّا الْاِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّا نَجْعَلُهٗ فِيْ بُيُوْتِنَا وَ قُبُوْرِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِذْخِرَ۔

ایک مرد قریشی نے عرض کی مگر اذخر یارسول اللہ کہ ہم اُسے اپنے گھروں اور قبروں میں صرف کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر۔

بخاری فی الصحیح ج ۱ ص ۲۲ مسلم فی الصحیح ج ۱ ص ۴۳۹ وابن حبان فی الصحیح ج ۸ ص ۵۹۵ وابو یعلی فی مسندہ ج ۵ ص ۳۶۰

حدیث ۳: صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہما سے سنن ابن ماجہ میں ہے۔

فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهٗ لِلْبُيُوْتِ وَ الْقُبُوْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ۔

عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی مگر اذخر کہ وہ گھروں اور قبروں کیلئے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر

ابن ماجہ فی السنن ص ۲۳۱ وابو یعلی فی مسندہ ج ۵ ص ۳۶۰

نیز میزان مبارک میں شریعت کی کئی قسمیں کیں۔ ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی۔

اَلثَّانِيْ مَا اَبَاحَ الْحَقُّ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّسُنَّهٗ عَلٰى رَأْيِهٖ هُوَ .... كَتَحْرِيْمِ لُبْسِ الْحَرِيْرِ عَلَى الرِّجَالِ وَ قَوْلِهٖ فِيْ حَدِيْثِ تَحْرِيْمِ مَكَّةَ اِلَّا الْاِذْخِرَ .... وَلَوْ لَا اَنَّ اللّٰهَ

یعنی شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب عزوجل نے ماذون فرمادیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمائیں مردوں پر ریشم پہننا حضور نے اسی طور پر حرام فرمایا اور اسی طرح حرمت

تَعَالٰی کَانَ یُحَرِّمُ جَمِیْعَ نَبَاتِ الْحَرَمِ لَمْ یَسْتَثْنِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِذْخِرَ لَمَّا .... وَ نَحْوَ حَدِیْثِ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَخَّرْتُ الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَ نَحْوَ حَدِیْثِ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمْ تَسْتَطِیْعُوْا فِیْ جَوَابِ مَنْ قَالَ لَہٗ فِیْ فَرِیْضَۃِ الْحَجِّ اَکُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَقَدْ کَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُخَفِّفُ عَلٰی اُمَّتِہٖ حسب طاقتہ وَ یَنْھَاھُمْ عَنْ کَثْرَۃِ السُّوَالِ وَ یَقُوْلُ اُتْرُکُوْنِیْ مَا تَرَکْتُمْ۔

(جلد ۱ صفحہ ۳۸)

مکہ سے گیا اذخر کو استثنا فرمادیا اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور کو اذخر کے مستثنیٰ فرمانے کی کیا حاجت ہوتی اور اسی قبیل سے حضور کا ارشاد کہ امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اور اسی باب سے ہے کہ جب حضور نے فرض حج بیان فرمایا کسی نے عرض کی یا رسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے فرمایا نہ اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم سے نہ ہو سکے۔

اور یہی وجہ ہے کہ حضور اپنی امت پر تخفیف و آسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں۔

اقول: یہ مضمون بھی کہ میں نماز عشاء کو موخر فرمادیتا متعدد احادیث صحیحہ میں ہے۔

حدیث ۴: ابن عباس رضی اللہ عنہما معجم کبیر طبرانی میں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِیْفِ وَ سُقْمُ السَّقِیْمِ لَاَخَّرْتُ صَلٰوۃَ الْعَتَمَۃِ۔

اگر ضعیف کے ضعف مریض کے مرض کا پاس نہ ہوتا تو میں نماز عشاء کو پیچھے ہٹا دیتا۔

کذا فی کنز العمال ج ۷ ص ۳۹۳ برقم ۱۹۴۵۸ وطبرانی فی المعجم الکبیر ج ۱۱ ص ۳۲۳

حدیث ۵: ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ مسند احمد و سنن ابی داؤد و ابن ماجہ وغیرہا میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيْفِ وَسُقْمُ السَّقِيْمِ وَحَاجَةُ ذِی الْحَاجَةِ لَاَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلٰی شَطْرِ اللَّيْلِ۔	اگر کمزور کی ناتوانی بیمار کے مرض کامی کے کام کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک موخر فرمادیتا۔

احمد فی مسندہ ج ۳ ص ۵ برقم ۱۱۰۲۸ وابن ماجہ فی السنن ص ۵۰ وکنز العمال ج ۷ ص ۳۹۳ برقم ۳۹۴۵۹ وابو داؤد فی السنن ج ۱

رواہ ابن ابی حاتم بلفظ لو لا ان یثقل علی امتی لاخرت صلوۃ العشاء الی ثلث اللیل۔

حدیث ۶: ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ احمد و ابن ماجہ و محمد بن نصر کی روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَخَّرْتُ الْعِشَآءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْنِصْفُ اللَّيْلِ۔	اگر اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی یا آدھی رات تک ہٹادیتا۔

ابن ماجہ فی السنن ص ۵۰ ومتقی ہندی کنز العمال ج ۷ ص ۳۹۹ برقم ۱۹۴۸۵

وَاَخرجہُ ابنُ جَریرٍ فَقَالَ اِلیٰ نِصفُ اللَّیلِ اور ان کے سوا احادیث صحیحہ عنقریب اسی معنی میں آتی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ نیز یہ مضمون کہ میں ہاں فرمادوں تو حج ہر سال فرض ہو جائے متعدد احادیث صحاح میں ہے۔

حدیث ۷: ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عند احمد و مسلم فی الصحیح ج ۱ ص ۴۳۲ والنسائی فی السنن ج ۲ ص ۱۔

حدیث ۸: امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ (رواہ احمد)	ہر سال فرض نہیں اور میں ہاں کہہ دوں تو فرض ہو جائے۔

الترمذی فی الجامع ج ۱ ص ۱۰۰ و ابن ماجہ فی السنن ص ۲۱۳ ومتقی ہندی فی کنز العمال ج ۲ ص ۳۰۰ برقم ۴۳۵۲۔

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ وَجَبَتْ ثُمَّ اِذًا لَّا تَسْمَعُوْنَ وَلَا تُطِیْعُوْنَ	میں ہاں فرمادوں تو فرض ہو جائے پھر تم نہ سنو بجا لاؤ۔

احمد والدارمی فی السنن ج ۲ ص ۳۶ برقم ۱۴۸۸ و النسائی فی السنن ج ۲ ص ۱ لفظ لہ۔

حدیث: انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَقُوْمُوْا بِھَا وَلَوْ لَمْ تَقُوْمُوْا بِھَا عُذِّبْتُمْ	اگر میں ہاں فرمادوں تو واجب ہو جائے اور اگر واجب ہو جائے تم بجا نہ لاؤ۔ اور اگر

بجا نہ لاؤ تو عذاب کئے جاؤ۔

کنز العمال ج ۵ ص ۲۰ برقم ۱۱۸۷۰ و ابن ماجہ ص ۲۱۳

رواہ ابن ماجۃ

اور مضمون اخیر کہ مجھے چھوڑے رہو یہ بھی صحیح مسلم و سنن نسائی میں اُسی حدیث ابی ہریرہ کے ساتھ ہے۔ کہ فرمایا۔

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ — اگر میں فرماتا ہوں تو ہر سال واجب ہو جاتا اور بے شک تم نہ کر سکتے۔

ابن ماجۃ فی السنن ص ۲۱۳ و کنز العمال ج ۵ ص ۲۲ برقم ۱۱۸۷۴ ونسائی ج ۲ ص ۱ ومسلم فی الصحیح ج ۱ ص ۴۰۹

☆☆☆☆☆☆☆☆☆
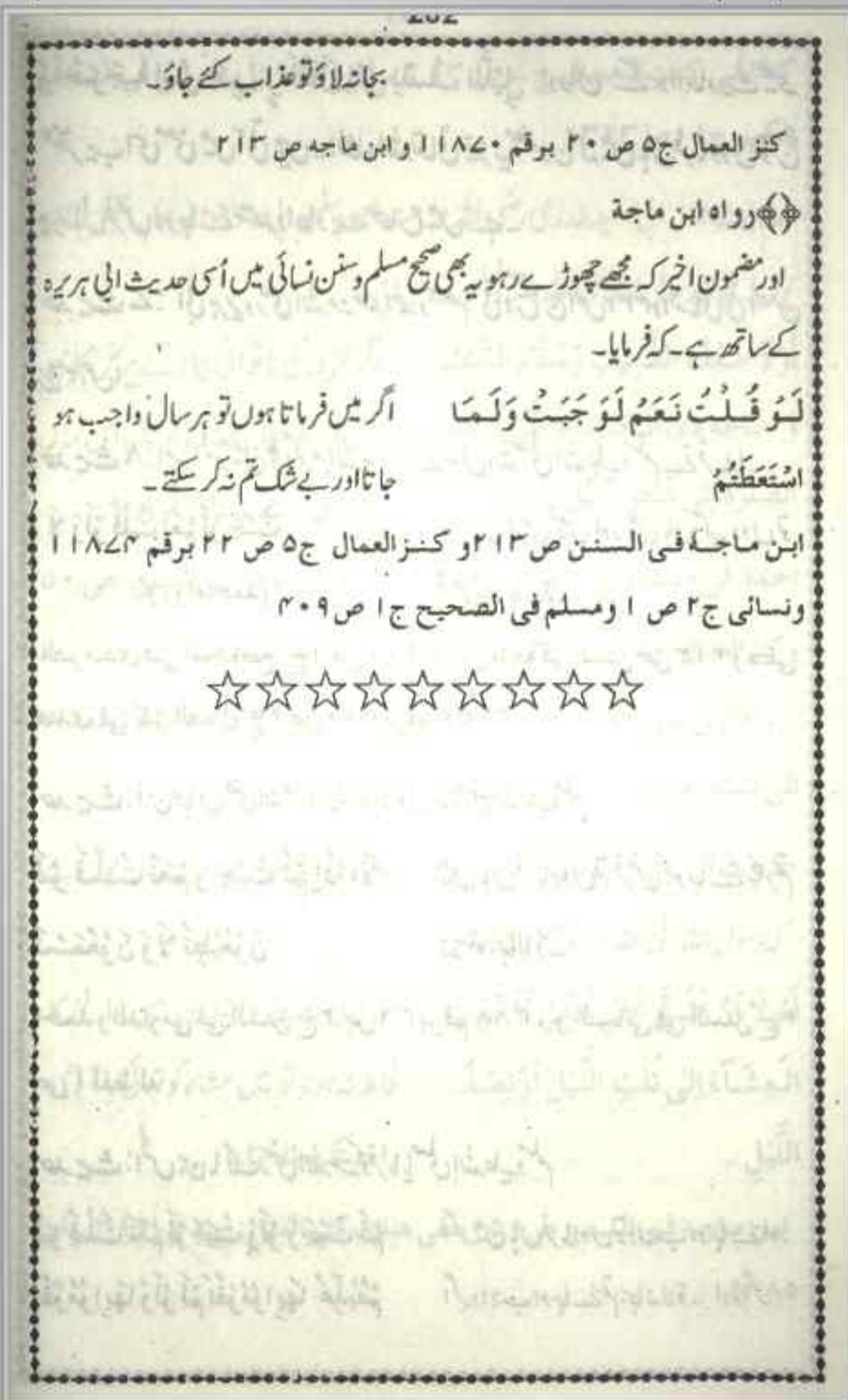
میلاد مبارک قیام و فاتحہ وسوم وغیرہ

پھر فرمایا ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ فَاِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَ اخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ۔

مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں کسی بات کا حکم فرماؤں تو جتنی ہو سکے بجا لاؤ اور جب کسی بات سے منع فرماؤں تو اُسے چھوڑ دو۔

رواہ ابن ماجۃ مفردًا

تخریج حدیث: کنز العمال ج ۱ ص ۱۸۱ برقم ۹۱۶ لفظ لہ وابن ماجہ ص ۲ واحمد فی مسندہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۷ برقم ۷۳۶۱ و صفحہ ۴۲۸ برقم ۹۵۱۹ وصفحہ ۵۱۷ برقم ۱۰۷۱۶

یعنی جس بات میں میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کردوں اُسے کھود کھود کر نہ پوچھو کہ پھر واجب حرام کا حکم فرمادوں۔ تو تم پر تنگی ہو جائے۔

یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح و بلا حرج ہے۔ وہابی اسی اصل اصیل سے جاہل ہو کر ہر جگہ پوچھتے ہیں۔ خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کہاں حکم دیا ہے ان احمقوں کو اتنا ہی جواب کافی ہے کہ خدا اور رسول نے کہاں منع کیا ہے جب نہ حکم دیا نہ منع کیا تو جواز رہا تم جو ایسے کاموں کو منع کرتے ہو اللہ و رسول پر افترا کرتے بلکہ خود شارع بنتے ہو کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے تو منع کیا نہیں اور تم منع کر رہے ہو۔ مجلس میلاد مبارک و قیام و فاتحہ وسوم وغیرہا مسائل بدعت وہابیہ سب اسی اصل سے طے ہو جاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب ''اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد'' میں اس کا بیان اعلیٰ درجہ کا روشن فرمایا ہے۔

''فنور اللہ منزلہ و اکرم عندہ نزلہ امین'' امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

مِنْ خَصَائِصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْکَامِ۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ سے ہے کہ حضور شریعت کے عام احکام سے جسے چاہتے جس حکم سے چاہتے مستثنیٰ فرمادیتے۔

(ج ۲ ص ۶۸۹ المکتب الاسلامی بیروت)

علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا (من الاحکام ج ۷ ص ۳۳۶ دارالکتب العلمیہ بیروت) وغیرہا کچھ احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور جس چیز سے چاہیں جسے چاہیں خاص فرمادیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

امام جلیل جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ شریف میں ایک باب وضع فرمایا۔

بَابُ اخْتِصَاصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَنَّہٗ یَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْکَامِ۔

باب اس بیان کا کہ خاص نبی ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں

امام قسطلانی نے اس کی نظیر میں پانچ واقعے ذکر کیے اور امام سیوطی نے دس پانچ وہ اور پانچ اور فقیر نے ان زیادات سے تین واقعے ترک کردیے۔ اور پندرہ اور بڑھائے اور ان کی

احادیث بتوفیق اللہ تعالیٰ جمع کیں کہ جملہ بائیس واقعے ہوئے۔ واللہ الحمد ان کی تفصیل اور ہر واقعے پر حدیث سے دلیل سنئے۔

ابو بردہ کیلئے ششماہہ بکری کی قربانی جائز فرمادی

حدیث: صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہے ان کے ماموں ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی تھی۔ جب معلوم ہوا یہ کافی نہیں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو میں کر چکا اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے۔ مگر سال بھر والے سے اچھا ہے۔ فرمایا۔

اِجْعَلْهُ مَكَانَهُ وَلَنْ يَجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ

اس کی جگہ اسے کر دو اور ہر گز اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہوگی

بخاری فی الصحیح ج ۲ ص ۲۳، ۲۴ ومسلم فی الصحیح ج ۲ ص ۱۵۴ وابن حبان ج ۸ ص ۵۶۱ وطبرانی فی الکبیر ج ۲۲ ص ۱۶۰ واحمد فی مسندہ ج ۴ ص ۱ ـ ۲۸۲ برقم ۱۸۶۷۳ وص ۲۸۷ برقم ۱۸۷۳۲ وصفحہ ۳۰۳ برقم ۱۸۸۹۵ و دارمی فی السنن ج ۲ ص ۱۰۹ ابرقم ۱۹۶۲

﴿۲﴾ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے نیچے ہے۔

خُصُوْصِيَّةٌ لَهُ لَا تَكُوْنُ لِغَيْرِهِ اِذْ كَانَ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَخُصَّ مَنْ شَاءَ بِمَنْ شَاءَ مِنَ الْاَحْكَامِ۔

یعنی نبی ﷺ نے یہ ایک خصوصیت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

ایک بار عقبہ بن عامر کو ششماہہ بکری کی قربانی کی اجازت عطا کی

حدیث: صحیحین میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قربانی کیلئے جانور عطا فرمائے ان کے حصہ میں ششماہہ بکری آئی۔ حضور سے حال عرض کیا فرمایا ضَحِّ بِهَا تم اسی کی قربانی کردو۔ بخاری فی الصحیح ج ۲ ص ۸۳۲ ومسلم فی الصحیح ج ۲ ص ۱۵۵، سنن بیہقی میں بسند صحیح اتنا اور زائد ہے۔

وَلَا رُخْصَةَ فِيهَا لِاَحَدٍ بَعْدَكَ — تمہارے بعد اور کسی کیلئے اس میں رخصت نہیں

شیخ محقق اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں۔

"احکام مفوض بودے صلی اللہ علیہ وسلم بر قول صحیح"۔

ام عطیہ کو ایک جگہ نوحہ کرنے کی رخصت بخش دی

حدیث: صحیح مسلم میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ہے جب بیعت زنان کی آیت اتری اور اس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی۔ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ اور مردے پر بیان کر کے رونا چیخنا بھی گناہ تھا۔ میں نے عرض کی۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا آلَ فُلَانٍ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا اَسْعَدُوْنِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا بُدَّلِيْ مِنْ اَنْ اُسْعِدَهُمْ۔

یا رسول اللہ فلاں گھر والوں کا استثنا فرما دیجئے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں میرے ساتھ ہو کر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے انکی میت پر نوحے میں ان کا ساتھ دینا ضرور ہے

(مسلم فی الصحیح ج ۱ ص ۳۰۴ وطبرانی فی الکبیر ج ۲۵ ص ۴۹) وابن ابی شیبہ فی المصنف جلد ۳ صفحہ ۳۸۹ واحمد فی مسندہ ج۵ ص ۸۵ برقم ۲۱۰۷۷ و ص ۴۰۷ برقم ۲۷۸۴۱ و ص ۴۰۸ برقم ۲۷۸۵۰ ونسائی فی السنن ج ۲ ص ۱۸۳

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا اٰلِ فُلَانٍ — سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا وہ مستثنیٰ کر دیئے۔

اور سنن نسائی ۱۸۳/۲ میں ہے۔ ارشاد فرمایا۔

اِذْھَبِی فَاسْعِدِ بِھَا — جا اُن کا ساتھ دے آ۔

یہ گئیں اور وہاں نوحہ کر کے پھر واپس آ کر بیعت کی۔ ترمذی کی روایت میں ہے۔

فَاذِنَ لَھَا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نوحہ کی اجازت دے دی مسند احمد میں ہے فرمایا۔

اِذْھَبِی فَکَافِیْھِمْ — جاؤ ان کا بدلہ اُتار آؤ۔

امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں۔ یہ حضور نے خاص رخصت ام عطیہ کو دے دی تھی۔ خاص آل فلاں کے بارے میں

وَلِلشَّارِعِ اَنْ یَّخُصَّ مِنَ الْعُمُوْمِ مَا شَآءَ۔ — نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہے خاص فرمادیں۔

مسلم مع نووی ج ۱ ص ۳۰۴

یہی مضمون حدیث ۱۲: ابن مردویہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہما کیلئے ہے۔

اَنَّھَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَانَ اَبِیْ وَ اَخِیْ مَاتَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَاِنَّ فُلَانَۃَ

اَسْعَدَتْنِیْ وَ قَدَمَاتَ اَخُوْھَا الْحَدِیْثَ۔ کذا سیوطی فی درمنثور ج ۶ رص ۳۱۱

حدیث ۱۳: ترمذی میں اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا سے ہے انہوں نے بھی ایک جگہ نوحے کا بدلہ اُتارنے کی اجازت مانگی حضور نے انکار فرمایا۔

قَالَ فَرَاجَعْتُہٗ مِرَارًا فَاَذِنَ لِیْ ثُمَّ لَمْ اَنُحْ بَعْدَ ذٰلِکَ۔ — میں نے کئی بار حضور سے عرض کی آخر حضور نے اجازت دے دی۔ پھر میں نے کہیں نوحہ نہ کیا

ترمذی فی الجامع کتاب التفسیر ج ۲ رص ۱۶۶

حدیث ۱۴: احمد طبرانی میں معصب بن نوح سے ہے ایک بڑی بی نے وقت بیعت نوحے کا بدلہ اُتارنے کا اذن چاہا فرمایا

اِذْھَبِیْ فَکَافِیْھِمْ۔ — جاؤ عوض کرآؤ۔

(لا اعلم)

اقول: فَظَاھِرٌ اَنَّ کُلَّ رُخْصَۃٍ تَخْتَصُّ بِصَاحِبِھَا شِرْکَۃَ فِیْھَا لِغَیْرِھَا فَلَا یُنْکَرُ بِمَا ذَکَرْنَا عَلٰی قَوْلِ النَّوَوِیْ اَنَّ ھٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلَی التَّرْخِیْصِ لِاُمِّ عَطِیَّۃَ فِیْ اٰلِ فُلَانٍ خَاصَّۃً وَّ بِمِثْلِہٖ یَنْدَفِعُ مَا اسْتَشْکَلُوْا مِنَ التَّعَارُضِ فِیْ حَدِیْثِی التَّضْحِیَۃِ لِاَبِیْ بُرْدَۃَ وَ عُقْبَۃَ لَا سِیَّمَا مَعَ زِیَادَۃِ الْبَیْھَقِیْ الْمَذْکُوْرَۃِ فَاِنَّہٗ حُکْمٌ لَا خَبْرٌ وَلَا شَکَّ اَنَّ الشَّارِعَ اِذَا خَصَّ اَبَا بُرْدَۃَ کَانَ کُلُّ مَنْ سِوَاہُ دَاخِلًا فِیْ عُمُوْمِ عَدَمِ الْاَجْزَاءِ وَکَذَا حِیْنَ خَصَّ عُقْبَۃَ فَصَدَقَ فِیْ کُلِّ مَرَّۃٍ لَنْ تَجْزِیَ اَحَدٌ بَعْدَکَ فَافْھَمْ فَقَدْ خَفِیَ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَعْلَامِ۔

اسماء بنت عمیس کو عدت وفات کا سوگ معاف فرمایا

حدیث: طبقات ابن سعد میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے ہے جب اُن کے شوہر اول جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔

تَسَلَّبِیْ ثَلٰثًا اَیَّامَ ثُمَّ اصْنَعِیْ مَا شِئْتَ — تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو۔

یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حکم عام سے استثنا فرمادیا کہ عورت کو شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے۔

ابن سعد فی الطبقات ج۵ ص۴۶، کذا ھندی فی کنز العمال ج۹ ص ۲۵۰ برقم ۲۷۸۲۰ ونھایہ ج۲ ص ۳۸۷ واحمد فی مسندہ ج۶ ص۴۳۸ برقم ۲۸۰۱۵

مہر کی جگہ سورہ قرآن سکھانے کی رعایت

حدیث۱۶: ابن السکن میں ابو النعمان ازدی رضی اللہ عنہ سے ہے ایک شخص نے ایک عورت کو پیام نکاح دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہر دو عرض کی میرے پاس کچھ نہیں فرمایا۔

اَمَا تُحْسِنُ سُوْرَۃً مِّنَ الْقُرْآنِ فَاصْدِقْهَا السُّوْرَۃَ وَلَا یَکُوْنُ لِاَحَدٍ بَعْدَکَ مَهْرًا۔ — کیا تجھے قرآن عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی وہ سورت سکھانا ہی اس کا مہر کر اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں۔

ورواہ سعید بن منصور مختصراً۔ نسائی فی السنن الکبریٰ ج۳ ص

۳۱۲ و ۳۱۳ وسعید بن منصور فی السنن ج ۱ ص ۱۷۶ و ابن حجر فی لاصابہ ج ۲ ص ۱۹۸

حدیث ۱۷: ابی داؤد ونسائی وطحاوی وابن ماجہ وخزیمہ میں عم عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری اور

خزیمہ بن ثابت کی گواہی کو شہادت کی نصاب کامل کردیا

حدیث ۱۸: مصنف ابن ابی شیبہ وتاریخ بخاری ومسند ابی یعلی وصحیح ابن خزیمہ ومعجم کبیر طبرانی میں حضرت خزیمہ اور

حدیث ۱۹: حارث بن اسامہ بن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا وہ بیچ کر مکر گیا اور گواہ مانگا جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے۔ (مگر گواہی نہیں دیتا کہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے میں خزیمہ رضی اللہ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے۔ گفتگو سن کر بولے۔

اَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهٗ — میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم موجود تو تھے ہی نہیں تم نے گواہی کیسے دی عرض کی۔

بِتَصْدِيْقِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (وَفِى الثَّانِىْ) صَدَّقْتُكَ بِمَا جِئْتَ بِهٖ وَ عَلِمْتُ اَنَّكَ تَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا (وَفِى — یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں میں حضور کے لائے ہوئے دین پر ایمان

الثَّالِثِ) اَنَا اُصَدِّقُكَ عَلٰی خَبَرِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَلَا اُصَدِّقُكَ عَلَی الْاَعْرَابِیِّ۔	لایا اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں گے میں آسمان و زمین کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتا ہوں کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں۔

اس کے انعام میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کی گواہی دو مرد کی شہادت کے برابر فرمادی۔ اور ارشاد فرمایا۔

مَنْ اَشْهِدَ لَهٗ خُزَیْمَةُ اَوْ شَهِدَ عَلَیْهِ فَحَسْبُهٗ	خزیمہ جس کسی نے نفع خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک انہیں کی شہادت بس ہے۔

کذا متقی ھندی فی کنز العمال ج ۱۳ ص ۳۷۹ برقم ۳۷۰۳۸ و عبدالرزاق فی المصنف ج ۸ ص ۳۶۶ و طبرانی فی الکبیر ج ۲۲ ص ۳۱۶ و حاکم المستدرک ج ۲ ص ۱۷، ۳/ ۳۹۶ و احمد فی مسنده ج ۵ ص ۲۱۶ برقم ۲۲۲۲۸ و بیھقی فی السنن ج ۱۰ صفحه ۱۴۵ و فی معرفة السنن والآثار ج ۷ ص ۳۷۳ وابو داؤد فی السنن ج ۲ ص ۱۵۲ و نسائی فی السنن ج ۲ ص ۲۲۳ و فی السنن الکبریٰ ج ۴ ص ۴۰۱ و ابن سعد فی الطبقات ج ۴ ص ۸۰ و ۳۷۸ و ھیثمی فی مجمع الزوائد ج ۹ ص ۳۲۰ و ابن عساکر فی التاریخ ج ۵ ص ۱۳۶ و بخاری فی التاریخ ج ۱ ص ۸۷ و طبرانی فی تفسیره ۳/ ۱۷۳ و بخاری فی الصحیح ج ۱ ص ۳۹۴ و ۲/ ۷۰۵ و احمد فی مسنده ج ۵ ص ۲۱۵ برقم ۲۲۲۲۸ فیها نحوه

ان احادیث سے ثابت کہ حضور نے قرآن عظیم کے حکم عام وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ سے خزیمہ رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔

ایک صحابی کیلئے روزہ کا کفارہ خود ہی کھالینا جائز قرار فرمادیا

حدیث ۲۰: صحاح ستہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ میں ہلاک ہوگیا۔ فرمایا کیا ہے عرض کی میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی فرمایا غلام آزاد کرسکتا ہے۔ عرض کی نہ۔ فرمایا لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے عرض کی نہ۔ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاسکتا ہے عرض کی نہ اتنے میں خرمے خدمت اقدس میں لائے گئے حضور نے فرمایا انہیں خیرات کرو۔ عرض کی کیا اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر۔ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں۔

فَضَحِكَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ (لفظ بخاری)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا جا اپنے گھر والوں کو کھلادے۔

بخاری فی الصحیح ج ۱ ص ۲۵۹ بسندین و ص ۳۵۴ ومسلم فی الصحیح ج ۱ ص ۳۵۴ وابو داؤد فی الصحیح ج ۱ ص ۳۲۵ وترمذی فی الجامع ج ۱ ص ۹۰ ـ: ۹۱ وابن ماجه فی السنن ص ۱۲۱ ودارمی فی السنن ج ۲ ص ۱۹ برقم ۱۷۱۶ ودارقطنی فی السنن ج ۲ ص ۲۶۴ تا ۲۶۷ عن علی وابو هریره رضی الله عنهما واحمد فی مسنده ج ۲ ص ۲۴۱ برقم ۷۲۸۸ وص ۲۷۳ برقم ۷۶۷۸ وص ۲۸۱ برقم ۷۷۷۲ وص ۵۱۵ برقم ۱۰۶۹۸ وج ۶ ص ۲۰۸ برقم ۶۹۴۴ عن عبدالله بن عمرو بن العاص ومشکوٰۃ ص ۱۷۶ وبیهقی فی السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۱ وفی معرفة السنن والآثار ج ۳ ص ۳۷۲ برقم ۲۳۸۰ وابن حبان فی الصحیح ج ۶

ص ۲۱۷ و امام زید فی مسندہ ص ۱۸۸ وعن علی ومالک فی الموطا ص ۲۸۱ برقم ۲۹ کتاب الصیام (بیروت) ومحمد فی الموطا ص ۱۷۳، ۱۷۴/ مترجم ابو یعلی فی مسندہ ج ۱۰ ص ۸۹، ۹۰

مسلمانو گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی سنا ہوگا سوا دو من خرمے سرکار سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو کفارہ ہو گیا۔ واللہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت ہے۔ کہ سزا کو انعام سے بدل دے ہاں ہاں یہ بارگاہ بیکس پناہ "اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ" کی خلافت کبریٰ ہے۔ اُن کی ایک نگاہ کرم کبائر کو حسنات کر دیتی ہے جب تو ارحم الراحمین جل جلالہ نے گنہگاروں خطاواروں تباہ کاروں کو ان کا دروازہ بتایا کہ "وَلَوْ اَنَّہُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَہُمْ جَآءُوْکَ" (الآیہ) گنہگار تیرے دربار میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور تو شفاعت فرمائے تو خدا کو قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یہی مضمون

حدیث ۲۱: مسلم (۳۵۵) میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا اور

حدیث ۲۲: مسند بزار و معجم اوسط طبرانی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے۔

حدیث ۲۳: دار قطنی میں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ہے ارشاد فرمایا۔

فَکُلْہُ اَنْتَ وَ عِیَالُکَ فَقَدْ کَفَّرَ اللّٰہُ عَنْکَ۔ تو اور تیرے اہل و عیال یہ خرمے کھالیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے کفارہ ادا فرما دیا۔

دار قطنی فی السنن ج ۲ ص ۲۶۵ برقم ۲۳۷۰

ہدایہ میں ہے فرمایا۔

كُلْ اَنْتَ وَ عِيَالُكَ تَجْزِئُكَ وَلَا تَجْزِئُ اَحَدًا بَعْدَكَ۔ | تو اور تیرے بال بچے کھالیں تجھے کفارے سے کفایت کرے گا اور تیرے بعد اور کسی کو کافی نہ ہوگا۔

سنن ابی داؤد میں امام ابن شہاب زہری تابعی سے ہے۔

اِنَّمَا كَانَ هٰذَا رُخْصَةً لَّهٗ خَاصَّةً فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ بُدٌّ مِّنَ التَّكْفِيْرِ (۳۲۵) | یہ خاص اُسی شخص کیلئے رخصت تھی آج کوئی ایسا کرے تو کفارہ سے چارہ نہیں۔

امام جلال الدین سیوطی وغیرہ علماء نے بھی اسے خصائص مذکورہ سے گنا۔ وفی الحدیث وجوہ اخر۔

ایک صاحب کو جوانی میں ایک بی بی کا دودھ پینے کی اجازت دی اور اس سے حرمت رضاعت ثابت فرمادی

حدیث ۲۴: صحیح مسلم وسنن نسائی وابن ماجہ ومسند امام احمد میں زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابو حذیفہ کی بی بی رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ سالم (غلام آزاد کردہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ) میرے سامنے آتا جاتا ہے اور وہ جوان ہے۔ ابو حذیفہ کو یہ ناگوار ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَرْضِعِيْهِ حَتّٰى يَدْخُلَ عَلَيْكِ | تم اسے دودھ پلا دو کہ بے پردہ تمہارے پاس آنا جائز ہو جائے۔

ام المؤمنین ام سلمہ وغیرہا باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے فرمایا۔

مَا نَرٰى هٰذَا اِلَّا رُخْصَةً اَرْخَصَهَا	ہمارا یہی اعتقاد ہے۔ کہ یہ رخصت
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
لِسَالِمٍ خَاصَّةً	خاص سالم کیلئے فرمادی تھی۔

مسلم فی الصحیح ج ۱ ص ۴۶۹ ونسائی فی السنن ج ۲ ص ۷۴ وابن ماجہ فی السنن ص ۱۳۹ واحمد فی مسندہ ج ۶ ص ۱۷۴ ونسائی فی السنن الکبریٰ ج ۳ ص ۳۰۳ تا ۳۰۵ وابو داؤد فی السنن ج ۱ ص ۲۸۱ ودارمی فی السنن ج ۲ ص ۲۱۰ برقم ۲۲۵۷ وطبرانی فی الکبیر ج ۲۲ وعبدالرزاق فی المصنف ج ۷ ص ۴۵۸ واحمد فی مسندہ ج ۶ ص ۲۴۹ برقم ۲۶۶۴۴

حدیث: ابن سعد و حاکم میں بطریق عمرہ بنت عبدالرحمٰن خود سہلہ زوجہ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما سے مضمون مذکور مروی کہ انہوں نے جب حال سالم عرض کی۔ فَاَمَرَهَا اَنْ تُرْضِعِيْهِ حضور نے دودھ پلا دینے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے دودھ پلادیا اور سالم اُس وقت مرد جوان تھے۔ جنگ بدر شریف میں شریک ہو چکے تھے۔ (ابن سعد فی الطبقات ج ۳ ص ۸۷، و حاکم فی المستدرک ج ۴ ص ۶۱)

جوان آدمی کو اول تو عورت کا دودھ پینا ہی کب حلال ہے اور پے تو اس سے پسر رضاعی نہیں ہوسکتا۔ مگر حضور نے ان حکموں سے سالم رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دو صحابیوں کو ریشمین کپڑے کی اجازت دے دی

حدیث: صحاح ستہ انس رضی اللہ عنہ

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِیْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ لِحِکَّۃٍ کَانَتْ بِہِمَا

یعنی عبدالرحمٰن بن عوف زبیر بن العوام رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بدن میں خشک خارش تھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ریشمین کپڑے پہننے کی اجازت دیدی۔

مسلم فی الصحیح ج۲ ص۱۹۳ مشکوۃ ص۳۷۴ وابو داؤد فی السنن ج۲ ص ۵۶۱ ونسائی فی السنن الکبری ج۵ ص۴۸۶ وابن حبان فی الصحیح ج۸ ص۳۹۵ وابن ماجہ فی السنن ص۲۶۵ وبیہقی فی السنن الآثار ج۳ ص ۱۲۲ برقم ۱۸۵۵ واحمد فی مسندہ ج۳ ص ۱۲۲ برقم ۲۲۵۵ او ص۱۲۷ برقم ۱۲۳۱۳ وصفحہ ۱۹۲ برقم ۱۳۰۲۳ و ص ۲۱۵ برقم ۱۳۲۸۱ وبرقم ۱۳۲۸۵ وصفحہ ۲۵۲ برقم ۱۳۶۷۵ ص۲۵۵ برقم ۱۳۷۱۷ وبرقم ۱۳۹۲۲ برقم ۱۳۹۲۳ وبرقم ۱۳۹۲۴ وبغوی فی شرح السنۃ ج۱۲ ص ۳۴

مولٰی علی کرم اللہ وجہہ کو مسجد میں حالت جنابت میں آنے کی اجازت دی

حدیث: ترمذی وابویعلٰی وبیہقی میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔

یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّجْنِبَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرُکَ

اے علی میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحال جنابت داخل ہو

ترمذی فی الجامع ج۲ ص ۲۱۴ وابو یعلی فی مسنده ج۲ ص ۳۱۱ وبیھقی فی السنن ج۷ ص ۶۶

﴿﴾ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث: مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ علی کو تین باتیں وہ دے دی گئیں کہ ان میں سے میرے لئے ایک ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی (سرخ اونٹ عزیز ترین اموال عرب ہیں) کسی نے کہا یا امیر المومنین وہ کیا ہیں۔ فرمایا دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی۔

وَسُکْنَاہُ الْمَسْجِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِلُّ لَہٗ مَا فِیْہِ یَحِلُّ لَہٗ۔

اور ان کا مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا کہ انہیں مسجد میں روا تھا جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو روا تھا

(یعنی بحالت جنابت رہنا اور روز خیبر کا نشان)

کذامتقی هندی فی کنز العمال ج۱۳ ص ۱۶ برقم ۳۶۳۷۶ لفظ له

حدیث: معجم کبیر طبرانی وسنن بیہقی وتاریخ ابن عساکر میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَلَا اِنَّ ھٰذَا الْمَسْجِدَ لَا یَحِلُّ لِجُنُبٍ وَّلَا لِحَائِضٍ اِلَّا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَزْوَاجِہٖ وَفَاطِمَۃَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ اَلَا بَیَّنْتُ لَکُمْ اَنْ تَضِلُّوْا۔

سن لو یہ مسجد کسی جب کو حلال نہیں ہے نہ کسی حائض کو مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی ازواج مطہرات وحضرت بتول زہرا اور علی کو صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وعلیہم وسلم، سن لو میں نے تم سے صاف بیان فرمادیا کہ کہیں بہک نہ جاؤ۔

هذا رواية الطبرانی۔

کذافی کنز العمال ج۱۲ ص ۱۰۰ برقم ۳۴۱۸۱ لفظ لہ و طبرانی فی معجم الکبیر ج۲۳ ص ۳۰۳ ص ۳۰۲ و بیہقی فی السنن ج۷ ص ۶۵ و بخاری فی التاریخ الکبیر ۱/۲/۶۷

حضور نے خود حضرت براء بن عازب کو سونے کی انگوٹھی پہنائی

حدیث: صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتِمِ الذَّهَبِ۔ — ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا

مسلم فی الصحیح ج۲ ص ۱۷۹ و ابن ابی شیبۃ فی المصنف (ملتان) ج۶ ص۶۵ و ابو یعلی فی مسندہ ج۳ ص ۲۵۹

بایں ہمہ خود براء رضی اللہ عنہ انگشتری طلائی پہنتے۔

ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابوالسفر سے روایت کی۔

قَالَ رَأَيْتُ عَلَى الْبَرَاءِ خَاتِمًا مِنْ ذَهَبٍ۔ — میں نے براء رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔

وروی نحوہ البغوی فی الجعدیات عن شعبۃ عن ابن اسحاق۔

ابن ابی شیبۃ فی المصنف ج۶ ص ۲۷ (ملتان) و ج۸ ص ۲۸۲ (کراچی)

امام احمد مسند (ج۴ ص ۲۹۴ برقم ۱۸۸۰۳) میں فرماتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ مَالِكٍ قَالَ — یعنی محمد بن مالک نے کہا میں نے براء رضی اللہ عنہ کو انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ ان

رَاَیْتُ عَلَی الْبَرَاءِ خَاتِمًا مِنْ
ذَهَبٍ وَّکَانَ النَّاسُ یَقُوْلُوْنَ لَهٗ لِمَ
تَخْتَمُ بِالذَّهَبِ وَقَدْ نَهٰی عَنْهُ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
الْبَرَاءُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بَیْنَا
نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبَیْنَ یَدَیْهِ غَنِیْمَةٌ
یَقْسِمُهَا سَبْیٌ وَّخُرْثِیٌّ قَالَ
فَقَسَمَهَا حَتّٰی بَقِیَ هٰذَا الْخَاتَمُ
فَرَفَعَ طَرْفَهٗ فَنَظَرَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ ثُمَّ
خَفَضَ ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَهٗ فَنَظَرَ اِلَیْهِمْ
ثُمَّ خَفَضَ ثُمَّ طَرْفَهٗ فَنَظَرَ اِلَیْهِمْ ثُمَّ
قَالَ اَیْ بَرَاءُ فَجِئْتُهٗ حَتّٰی قَعَدْتُ
بَیْنَ یَدَیْهِ فَاَخَذَ الْخَاتَمَ فَقَبَضَ
عَلٰی کُرْسُوْعِیْ ثُمَّ قَالَ خُذِ الْبَسْ
مَاکَسَاکَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔

سے کہتے تھے آپ سونے کی انگوٹھی کیوں
پہنتے ہیں حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
سے ممانعت فرمائی ہے۔ براء رضی اللہ عنہ
نے فرمایا ہم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت اقدس میں حاضر تھے حضور کے
سامنے اموال غنیمت غلام و متاع حاضر تھے
حضور تقسیم فرمارہے تھے۔ سب بانٹ چکے
یہ انگوٹھی باقی رہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
نظر مبارک اٹھا کر اپنے اصحاب کرام کو دیکھا
پھر نگاہ نیچی کرلی پھر نگاہ اٹھا کر ملاحظہ فرمایا
پھر نگاہ نیچی کرلی پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور مجھے
بلایا اے براء، میں حاضر ہو کر حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ سید اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی
تھامی پھر فرمایا لے پہن لے جو کچھ تجھے اللہ
رسول پہناتے ہیں۔ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے لوگو کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ
چیز اتار ڈالوں جسے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ لے پہن لے جو کچھ اللہ رسول نے پہنایا۔ (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت سراقہ کو سونے کے کنگن حضور کی اجازت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہنائے

حدیث: دلائل النبوۃ بیہقی میں بطریق الحسن مروی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

كَيْفَ بِكَ إِذَا لَبِسْتَ سَوَارَيْ كِسْرٰى

وہ وقت تیرا کیسا وقت ہوگا جب تجھے کسریٰ بادشاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے

جب ایران زمانہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ میں فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن کمر بند تاج خدمت فاروقی میں حاضر کیے گئے امیر المؤمنین نے انہیں پہنائے اور فرمایا اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہو

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ سَلَبَهُمَا كِسْرٰى بْنَ هُرْمُزَ وَاَلْبَسَهُمَا سُرَاقَةَ الْاَعْرَابِىَّ

اللہ بہت بڑا ہے سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ دہقانی کو پہنائے۔

بیہقی فی الدلائل ج ٦ ص ٣٦٥، ٣٦٦ وابن سعد فی الطبقات الکبریٰ ج ٥ ص ٩٠

قَالَ الْعَلَّامَةُ الزُّرْقَانِىُّ لَيْسَ فِىْ هٰذَا اِسْتِعْمَالُ الذَّهَبِ وَ هُوَ حَرَامٌ لِاَنَّهٗ اِنَّمَا فَعَلَهٗ تَحْقِيْقًا لِمُعْجِزَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّقِرَّهُمَا فَاِنَّهٗ رُوِىَ اَنَّهٗ اَمَرَهٗ فَنَزَعَهُمَا وَجَعَلَهُمَا فِى الْغَنِيْمَةِ وَمِثْلُ هٰذَا لَا يُعَدُّ اِسْتِعْمَالًا۔ اھ

اقول : رَحِمَکَ اللّٰہُ مِنْ فَاضِلٍ کَبِیْرِ الشَّانِ اِنَّمَا الْمُعْجِزَاتُ اَخْبَارُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَنَّہٗ یَلْبِسُ سَوَارِیْ کِسْرٰی فَاِنَّمَا تَحْقِیْقُھَا بِلُبْسِہٖ وَاِنَّمَا الْحَرَامُ اللُّبْسُ وَمِنْ شَرْطِ الْحُرْمَۃِ اللُّبْسُ فَالْوَاضِحُ مَا جَنَحْتُ اِلَیْہِ مِنْ اَنَّ ھٰذَا تَرْخِیْصٌ وَتَخْصِیْصٌ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِسُرَاقَۃَ وَلَمْ یَکُنْ فِی الْحَدِیْثِ مَایَدُلُّ عَلَی التَّمْلِیْکِ فَفَعَلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا اَرْشَدَ اِلَیْہِ الْحَدِیْثُ ثُمَّ رَدَّھُمَا مَرَدَّھُمَا ۔

حدیث : طبقات ابن سعد میں منذر ثوری سے ہے امیر المومنین علی وحضرت طلحہ رضی اللہ عنہما میں کچھ گفتگو ہوئی۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے (اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ ابو القاسم کا) نام بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک رکھا۔ اور کنیت بھی حضور کی کنیت حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے ایک جماعت قریش کو بلا کر گواہی دلوائی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین سے ارشاد فرمایا تھا۔

سَیُوْلَدُ لَکَ بَعْدِیْ غُلَامٌ قَدْ نَحَلْتُہٗ اِسْمِیْ وَکُنْیَتِیْ وَلَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ بَعْدَہٗ ۔

عنقریب میرے بعد تمہارے ایک لڑکا ہوگا میں نے اسے اپنے نام وکنیت دونوں عطا فرما دیئے اور اس کے بعد میرے کسی امتی کو حلال نہیں

کذا متقی فی کنز العمال ج ۴ ص ۲۹ برقم ۳۷۸۵۴ اللفظ لہ و ص ۳۰ برقم ۵۷ ۳۷۸ و ص ۳۱ برقم ۳۷۸۵۸ وابن سعد فی الطبقات الکبری ج ۵ ص ۹۱ ، ۹۲

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ وُلِدَ لِیْ

میں نے عرض کی یارسول اللہ حضور کے بعد

بَعْدَکَ وَلَدٌ اُسَمِّیْہِ بِاسْمِکَ وَاُکَنِّیْہِ بِکُنْیَتِکَ؟ قَالَ نَعَمْ فَکَانَتْ رُخْصَۃً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ۔

اگر میرے کوئی لڑکا ہو تو میں حضور کا نام پاک اس کا نام رکھوں اور حضور کی کنیت اس کی کنیت فرمایا ہاں۔

یہ مولیٰ علی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت تھی۔

احمد وابو داؤد والترمذی وصححہ وابو یعلی و الدولابی فی لکنی و الحاکم فی المستدرک والبیھقی فی سنن والضیاء فی المختارہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ.

احمد فی مسندہ ج ۱ ص ۹۵ برقم ۷۳۰ لفظ لہ وابوداؤد فی السنن ج ۲ ص ۳۲۳ والترمذی فی الجامع ج ۲ ص ۱۱۱ وابو یعلی فی مسندہ ج ۱ ص ۲۵۹ والدولابی فی لکنی ج ۱ ص ۵ وحاکم فی المستدرک ج ۲ ص ۲۷۸ والبیھقی فی السنن الکبریٰ ج ۹ ص ۳۰۹ والضیاء فی المختارہ ج ۲ ص ۳۲۳ وبخاری فی الادب المفرد ۲۱۹ وابن سعد فی الطبقات الکبریٰ ج ۵ ص ۹۱، ۹۲

حدیث: صحیح بخاری وترمذی ومسند احمد میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے غزوہ بدر میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوجہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ طیبہ میں شہزادی کی تیمارداری کے لئے ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا۔

اِنَّ لَکَ اَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَھِدَ بَدْرًا وَسَھْمَہٗ۔

بیشک تمہارے لئے حاضران بدر کے برابر ثواب اور حاضری کے مثل غنیمت کا حصہ ہے

احمد فی مسندہ ج ۲ ص ۱۰۱ برقم ۵۷۷۲ وص ۱۲۰ وبخاری فی الصحیح ۱ ص ۵۲۳ وترمذی فی الجامع ج ۲ ص ۲۱۲ وابو داؤد فی السنن ج ۲ ص ۱۸

یہ خصوصیت حضرت عثمان کو عطا فرمادی حالانکہ جو حاضر جہاد نہ ہو غنیمت اس کا حصہ نہیں۔ سنن ابی داؤد میں انہیں سے ہے۔

یَضْرِبُ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَضْرِبْ لِاَحَدٍ غَابَ غَیْرِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے حصہ مقرر فرمایا اور ان کے سوا کسی غیر حاضر کو حصہ نہ دیا۔

حدیث: کتاب الفتوح میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن پر صوبہ دار کر کے بھیجا ان سے ارشاد فرمایا میں نے تمہارے لئے رعایا کے ہدایا طیب کر دیئے اگر کوئی چیز تمہیں ہدیہ دی جائے قبول کر لو عبید بن صحر کہتے ہیں جب معاذ رضی اللہ عنہ واپس آئے تیس غلام لائے کہ انہیں ہدیہ دیئے گئے۔ حالانکہ عاملوں کو رعایا سے ہدیہ لینا حرام ہے۔

مسند ابو یعلی میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ھَدَایَا الْعُمَّالِ حَرَامٌ کُلُّھَا۔

عاملوں کے سب ہدیے حرام ہیں۔

کذا متقی فی کنز العمال ج ۶ ص ۱۱۲ برقم ۱۵۰۶۸

مسند احمد و سنن بیہقی میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

هَدَايَا الْعُمَّالِ غُلُوْلٌ ۔ عاملوں کے ہدیے خیانت ہیں۔

کذا فی کنز العمال ج ۶ ص ۱۱۱ برقم ۱۵۰۶۷

حدیث: صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ ایک شخص (یعنی حبان بن منقذ بن عمرو انصاری یا ان کے والد منقذ رضی اللہ عنہما نے) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں فریب کھا جاتا ہوں (یعنی لوگ مجھ سے زیادہ قیمت لے لیتے ہیں) فرمایا۔

مَنْ بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ زَادَ الْحُمَيْدِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ ثُمَّ اَنْتَ بِالْخِيَارِ ثَلٰثًا۔ جس سے خریداری کرو کہہ دیا کرو کہ فریب کی نہیں سہی پھر تمہیں تین دن تک اختیار ہے (اگر نا موافق پاؤ بیع رد کر دو)

مسلم فی الصحیح ۲ ص ۷ واحمد فی مسندہ ج ۲ ص ۴۴ برقم ۵۰۳۶ و ص ۶۱ برقم ۵۲۷۱ و ص ۷۲ برقم ۵۴۰۵ و ص ۸۴ برقم ۵۵۶۱ و ص ۸۰ برقم ۵۵۱۵ و ص ۱۹۷ برقم ۵۸۵۴ و ص ۱۱۶ برقم ۶۹۷۰ وبیھقی فی السنن الکبری ج ۵ ص ۲۷۳ وھیثمی فی الجامع الزوائد ج ۴ ص ۲۲۰ و ج ۵ ص ۲۴۹ وحمیدی فی مسندہ ج ۲ ص ۷۴

یہی مضمون حدیث: سنن اربعہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے۔ وَذَكَرَ قِصَّةً وَلَمْ يَذْكُرِ الزِّيَادَةَ ۔ امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ وامام شافعی اور روایت اصح میں امام مالک وغیرہم ائمہ رضی اللہ تعالی عنہم کے نزدیک غبن باعث خیار نہیں کتنا ہی غبن کھائے بیع کو رد نہیں کر سکتا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم سے خاص انہیں کو نوازا تھا۔ اوروں کیلئے نہیں یہی قول صحیح ہے۔ (نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۷)

حدیث: مشہور میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد نماز سے

ممانعت فرمائی۔ فِيْهِ عَنْ عُمَرَ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ كُلُّهَا فِى الصَّحِيْحَيْنِ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ فِىْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَعَنْ عُمَرِ وبْنِ عَنْبَسَةَ فِىْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ۔خودام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی اس ممانعت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں ۔رواہ ابوداؤد فی سننہ۔ بااین ہمہ ام المومنین عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتیں۔

رَوَاهُ الشَّيْخَانِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْهَرَ وَالْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهُمْ اَرْسَلُوْهُ اِلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اقْرَءْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا وَسَلْهَا عَنِ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقُلْ لَهَا بَلَغَنَا اَنَّكِ تُصَلِّيْنَهُمَا وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُمَا ۔علماء فرماتے ہیں۔ یہ ام المومنین کی خصوصیت تھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے جائز کردیا تھا۔ قَالَهُ الْاِمَامُ الْجَلِيْلُ خَاتِمُ الْحُفَّاظِ السُّيُوْطِىُّ فِىْ اُنْمُوْذَجِ اللَّبِيْبِ ثُمَّ الزَّرْقَانِىُّ فِىْ شَرْحِ الْمَوَاهِبِ ۔

حدیث : بخاری فی الصحیح ج ۲ ص ۶۲ ۷ ومسلم فی الصحیح ج ۱ ص ۳۸۵ واحمد فی مسندہ ج ۶ ص ۱۷۴ وسنن نسائی ج ۲ ص ۱۹ وصحیح ابن حبان فی الصحیح ج ۷ ص ۳۴ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اور حدیث : احمد ومسلم فی الصحیح ج ۱ ص ۲۴۷ وابوداؤد وترمذی فی الجامع ج ۱ ص ۱۸۷ وابن ماجہ فی السنن ص ۲۱۷ وابن حبان میں حضرت عبداللہ بن عباس اور

حدیث : احمد وابن ماجہ فی السنن ص ۲۱۷ وابن خزیمہ فی الصحیح ج ۴ ص ۱۶۴ وابونعیم وبیہقی فی السنن الکبریٰ ج ۵ ص ۲۲۱ میں صباعہ بنت زبیر اور

حدیث : بیہقی و ابن مندہ میں بطریق ھشام عن ابی الزبیر، حضرت جابر بن عبداللہ اور

حدیث : احمد فی مسندہ ج ۶ ص ۳۳۹ و ابن ماجہ فی السنن ۲۱۶ وطبرانی فی الکبیر ج

۱۱ص ۲۶۲ میں جدہ ابی بکر بن عبداللہ بن زبیر یعنی اسماء بنت صدیق یا سعد بنت عوف اور

حدیث : طبرانی فی الکبیر ج ۲۴ ص ۳۳۲ تا ۳۳۷ نحوہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چچا زاد بہن ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا حج کا ارادہ ہے عرض کی یارسول اللہ واللہ میں تو اپنے آپ کو بیمار ہی پاتی ہوں (یعنی گمان ہے کہ مرض کے باعث ارکان ادا نہ کرسکوں پھر احرام سے کیونکر باہر آؤں گی) فرمایا۔

اَهِلِّيْ وَاشْتَرِطِيْ اَنَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ۔

احرام باندھ اور نیت حج میں یہ شرط لگالے کہ الٰہی جہاں تو مجھے روکے گا وہیں میں احرام سے باہر ہوں۔

نسائی نے زائد کیا کہ۔

فَاِنَّ لَكِ عَلٰى رَبِّكِ مَا اسْتَثْنَيْتِ

تمہارا یہ استثنا تمہارے رب کے یہاں مقبول رہے گا۔

ضباعہ نے زائد کیا کہ فرمایا۔

فَاِنْ حُبِسْتِ اَوْ مَرِضْتِ فَقَدْ حَلَلْتِ مِنْ ذَالِكَ بِشَرْطِكِ عَلٰى رَبِّكِ عَزَّوَجَلَّ۔

اب اگر تم حج سے روکی گئیں یا بیمار پڑیں تو اس شرط کے سبب جو تم نے اپنے رب عزوجل پر لگائی ہے احرام سے باہر ہو جاؤ گی۔

ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔ یہ ایک اجازت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمادی ورنہ نیت میں ایسی شرط اصلاً مقبول و معتبر نہیں۔ بَلْ وَافَقَنَا عَلٰی اِخْتِصَاصِہٖ بِھَا بَعْضُ الشَّافِعِیَّۃِ کَالْخَطَّابِیْ ثُمَّ الرُّوْیَانِیْ کَمَا فِیْ عُمْدَۃِ الْقَارِیْ لِلْاِمَامِ الْعَیْنِیْ مِنْ بَابِ الْاِحْصَارِ حتی کہ

ایک شخص سے اس شرط پر اسلام قبول فرمالیا کہ[1] دو نماز سے زائد نہ پڑھے گا

حدیث: مسند امام احمد میں بسند ثقات رجال صحیح مسلم میں ہے۔

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی محمد بن جعفر ثنا شعبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن رجل منهم رضی اللہ عنه

اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ عَلٰی اَنَّہٗ لَا یُصَلِّیْ اِلَّا صَلَاتَیْنِ فَقَبِلَ ذَالِکَ مِنْہُ۔

یعنی ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔

احمد فی مسندہ ج۵ ص۲۵ برقم ۲۰۵۵۳ و ج۵ ص ۳۶۳ برقم ۲۳۲۶۸

ان کے سوا امام جلیل سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب مستطاب الموذج اللبیب فی خصائص الحبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ایک مجمل فہرست میں نو واقعوں کے اور پتے دیے ہیں کہ فقیر نے ان تین کی طرح یہ بھی ترک کر دیے۔

---

[1] اس حدیث مبارکہ پر لامذہبوں کی طرف سے کیے گئے ایک اعتراض کا جواب بقلم محقق العصر، محدث دور حاضرہ، مناظر اسلام قبلہ حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی مدظلہ العالی کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ارشد عفی عنہ)

بُوْجُوْہٗ یَطُوْلُ اِیْرَادُھَا وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ عَلٰی تَوَاتُرِ الْاٰلَاءِ یہ تینتالیس حدیثیں یہ اور آٹھ حدیث بالائی دوبارہ تحریم مدینہ طیبہ جملہ اکاون احادیث ہیں۔ جن میں بہت ازروئے اسناد بھی خاص مقصود رسالہ کے مناسب تھیں۔ اور بحیثیت تذلیل وہابیہ وتجہیل امام الوہابیہ تو سب ہی مقصود عالم رسالہ کے ملائم ہیں۔ انہیں بھی گنئے تو شمار احادیث یہاں تک ایک سو چھیانوے ہو مگر ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَۃَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوْ الذِّبْحَۃَ۔

بے شک اللہ تعالٰی نے ہر چیز پر احسان کرنا مقرر فرمادیا ہے تو جب تم کسی کو قتل کرو تو قتل میں بھی احسان کرو اور ذبح کرو تو ذبح میں بھی احسان برتو

احمد والستة الا البخاری عن شداد بن ادس رضی اللہ تعالی عنه

مسند امام احمد جلد ۴ ص ۱۲۲ برقم ۱۷۲۴۲ وص ۱۲۳ برقم ۱۷۲۴۶ و ص ۱۲۴ ابرقم ۱۷۲۵۸ و ص ۱۲۵ برقم ۱۷۲۶۹

ولہٰذا امیر اخامہ تیغ بار نجدی شکار اپنے مقتولین مخذولین مذبوحین مقبوحین حضرات وہابیہ پر احسان کیلئے یہ بچا سا شمار سے الگ رکھتا اور بتوفیق اللہ تعالٰی آگے صرف وہ بعض احادیث کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جلائل احکام تشریعیہ کی صریح اسنادوں پر مشتمل اور وہ کہ ان دلائل تفویض احکام بحضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی موید ومکمل ہیں۔ لکھتا ہے ان میں مؤیدات تفویض کی تقدیم کیجئے کہ اس بحث کا سلسلہ مسلسل رہے۔ وباللہ التوفیق

حدیث ۱۳۶: حدیث صحیح جلیل سنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ ومسند امام طحاوی ومعجم طبرانی ومعرفت بیہقی کُلُّھُمْ بِطَرِیْقِ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ الْجَدَلِیِّ عَنْ خُزَیْمَۃَ بْنِ ثَابِتٍ اِلَّا ابْنَ مَاجَۃَ فَعَنْ سُفْیٰنَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ خُزَیْمَۃَ۔

کہ حضرت ذوالشہادتین خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْمُسَافِرِ ثَلٰثًا وَلَوْ مَضَی السَّائِلُ عَلٰی مَسْاَلَتِہٖ لَجَعَلَھَا خَمْسًا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کیلئے مسح موزہ کی مدت تین رات دن مقرر فرمائی اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو حضور پانچ راتیں کر دیتے۔

یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔

تخریج حدیث: ابوداؤد فی السنن ج ۱ / ص ۲۱ و ابن ماجہ فی السنن ص ۴۲ وطبرانی فی الکبیر ۱ / ۹۲ و بیہقی فی السنن ج ۱ / ص ۲۷۷، وحمیدی فی مسندہ ج ۱ / ص ۲۰۷ وعبدالرزاق فی المصنف ج ۱ ص ۲۰۳۔

اور روایت ابی داؤد اور ایک روایت معانی الآثار ابی جعفر اور ایک روایت بیہقی میں ہے فرمایا۔

وَلَوِ اسْتَزَدْنَاہُ لَزَادَنَا

اگر ہم حضور سے زیادہ مانگتے تو حضور مدت اور بڑھا دیتے۔

(بیہقی فی السنن الکبری ج ۱ ص ۲۷۷)

دوسری روایت طحاوی میں ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ جَعَلَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَلَيَالِيْهِنَّ وَلِلْمُقِيْمِ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَلَوْ اَطْنَبَ لَهُ السَّائِلُ فِيْ مَسْأَلَتِهٖ لَزَادَهٗ۔

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح موزہ کی مدت مسافر کیلئے تین رات دن اور مقیم کیلئے ایک رات دن کر دی اور اگر مانگنے والا مانگے جاتا تو حضور اور زیادہ مدت عطا فرماتے۔

تخریج حدیث: طحاوی فی معانی الآثار صفحہ ۶۱ / جلد ۱

بیہقی کی روایت اخریٰ یوں ہے

وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ مَضَى السَّائِلُ فِيْ مَسْئَلَتِهٖ لَجَعَلَهَا خَمْسًا

خدا کی قسم اگر سائل عرض کیے جاتا تو حضور مدت کے پانچ دن کر دیتے۔

تخریج حدیث: بیہقی فی السنن الکبریٰ جلد ۱ / صفحہ ۲۷۷

یہ حدیث بلاشبہ صحیح السند ہے۔ اس کے سب رواۃ اجلہ ثقات ہیں۔ لاجرم امام ترمذی نے اُسے روایت کر کے فرمایا ھذا حدیث حسن صحیح۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے نیز امام الشان یحییٰ بن معین سے نقل کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

وَهُوَ اِنْ لَّمْ يَذْكُرِ الزِّيَادَةَ فَاِنَّمَا الْمَخْرَجُ الْمَخْرَجُ وَالطَّرِيْقُ الطَّرِيْقُ حَيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الْجَدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَطَالَ الْاِمَامُ ابْنُ دَقِيْقِ الْعِيْدِ الْكَلَامَ فِيْ تَقْوِيَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَالذَّاتِ عَنْهُ فِيْ كِتَابِهِ الْاِمَامِ وَاَقَرَّهُ الْاِمَامُ الزَّيْلَعِيُّ فِيْ نَصْبِ الرَّايَةِ فَرَاجِعْهُ اِنْ شِئْتَ۔

اقول: یہ حدیث صحیح حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفویض واختیار میں نص صریح ہے۔ ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا۔ موکد بقسم کہ واللہ سائل مانگے جاتا تو حضور پانچ دن کر دیتے۔ اصلاً گنجائش نہ رکھتا تھا۔ کما لا یخفٰی اور یہاں جزم خصوص بے جزم عموم نہ ہوگا کہ اس خاص کی نسبت کوئی خبر خاص تخییر ارشاد نہ ہوئی تھی تو جزم کا منشاوہی کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ احکام سپرد اختیار حضور سید الانام ہیں۔ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

حدیث ۱۴۷: مالک واحمد و بخاری ومسلم ونسائی وابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ

اگر مشقت امت کا خیال نہ ہوتا تو میں اُن پر فرض فرما دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کریں۔

تخریج حدیث: مالک فی موطا ۵۰ واحمد فی مسندہ ۲ / ۲۴۵ وبخاری فی الصحیح ۱ / ۱۲۲ ومسلم فی الصحیح ۱ / ۱۲۸ ونسائی ۱ / ۶۳ وابن ماجہ ۲۵

علماء فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے۔ قَالَہٗ فِی التَّیْسِیْرِ وَ غَیْرِہٖ۔ احمد ونسائی نے انہیں سے بسند صحیح یوں روایت کی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ عِنْدَ کُلِّ صَلَاۃٍ بِوُضُوْءٍ وَمَعَ کُلِّ وُضُوْءٍ بِسِوَاکٍ۔

امت پر دشواری کا لحاظ نہ ہو تو میں اُن پر فرض کر دوں کہ ہر نماز کے وقت وضو کریں اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں

احمد فی مسندہ ج ۲ ص ۲۵۹ ونسائی فی السنن ج ۱ ص ۶۳

اقول: امر دو قسم ہے حتمی جس کا حاصل ایجاب اور اُس کی مخالفت معصیت وَ ذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ دوسرا ندبی جس کا حاصل ترغیب اور اُس کے ترک میں وسعت وَ ذٰلِكَ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يُّكْتَبَ عَلَيَّ اَحْمَدُ (ج ۳ ص ۴۹۰) عَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ امر ندبی تو یہاں قطعاً حاصل ہے تو ضرور نفی حتمی کی ہے۔ امر حتمی بھی دو قسم ہے ظنی جس کا مفاد وجوب اور قطعی جس کا مقتضے فرضیت ظنیت خواہ من جہۃ الراویۃ یا من جہۃ الدلالۃ ہمارے حق میں ہوتی ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سب قطعی یقینی ہیں۔ جن کے سراپردہ عزت کے گرد ظنوں کو اصلا بار نہیں تو قسم واجب اصطلاحی حضور کے حق میں متحقق نہیں۔ وہاں یا فرض ہے یا مندوب نَصَّ عَلَيْهِ الْاِمَامُ الْمُحَقِّقُ حَيْثُ اُطْلِقَ فِي الْفَتْحِ اب واضح ہوگیا کہ ان ارشادات کریمہ کے قطعاً یہی معنی ہیں کہ میں چاہتا تو اپنی امت پر ہر نماز کیلئے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرما دیتا مگر ان کی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہ کئے اور اختیار احکام کے کیا معنی ہیں۔ واللہ الحمد۔

حدیث ۱۴۸: مالک وشافعی وبیہقی اُن سے اور طبرانی اوسط میں امیر المؤمنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ سے بسند حسن راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ

مشقت امت کا پاس ہے۔ ورنہ میں ہر وضو کے ساتھ مسواک اُن پر فرض کر دوں۔

تخریج حدیث: مالک فی الموطا ۵۰، وشافعی فی الام ۱ / ۲۳، وبیہقی فی

السنن الکبری ۱/ ۱۲۸ وطبرانی فی الاوسط ج ۲ ص ۱۳۸ برقم ۱۲۶۰ .

حدیث ۱۴۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

"مسواک کرو کہ مسواک منہ کو پاکیزہ اور رب عزوجل کو راضی کرتی ہے"۔

جبریل جب میرے پاس حاضر ہوئے مجھے مسواک کی وصیت کی۔

حَتّٰی لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ یَفْرُضَ عَلَیَّ وَ عَلٰی اُمَّتِیْ وَلَوْلَا اَنِّیْ اَخَافُ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَفَرَضْتُہٗ عَلَیْھِمْ

یہاں تک کہ بے شک مجھے اندیشہ ہوا کہ جبریل مجھ پر اور میری امت پر مسواک فرض کر دیں گے اور اگر مشقت امت کا خوف نہ ہوتا تو میں اُن پر فرض کر دیتا۔

(ابن ماجة عن ابی امامة رضی اللہ عنہ)

تخریج حدیث : ابن ماجہ فی سنن ۲۵

یہاں جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف بھی فرض کر دینے کی اسناد ہے۔

حدیث ۱۵۰: طبرانی و بزار و دارقطنی و حاکم حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَفَرَضْتُ عَلَیْھِمُ السِّوَاکَ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَزَادَ غَیْرُ الدَّارِ قُطْنِیْ کَمَا فَرَضْتُ عَلَیْھِمُ الْوُضُوْءَ

مشقت امت کا لحاظ نہ ہو تو میں ہر نماز کے وقت مسواک اُن پر فرض کر دوں۔ جس طرح میں نے وضو اُن پر فرض کر دیا ہے۔

تخریج حدیث : بزاز فی مسندہ ج ۱/ص ۲۴۳ و بخاری فی التاریخ الکبیر ج ۲/ص ۱۵ و حاکم فی المستدرک ج ۱/ص ۱۴۶ مجمع الزوائد ج ۲

ص ۹۷ و متقی فی کنز العمال ج ۹ ص ۳۱۸ ،

یہاں وضو کو بھی فرمایا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر فرض کر دیا۔

حدیث ۱۵۱، ۱۵۲: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَ مَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ وَالطِّیْبِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ

مشقت امت کا خیال نہ ہو تو اپنی امت پر ہر نماز کے وقت مسواک کرنا اور خوشبو لگانا فرض کر دوں۔

(ابو نعیم فی کتاب السواک عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بند حسن و سعید بن منصور فی سننہ عن مکحول مرسلا)

یہاں خوشبو کی فرضیت بھی زائد فرمادی۔

حدیث ۱۵۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَ مَرْتُھُمْ اَنْ یَّتَسَوَّکُوْا بِالْاَسْحَارِ۔

مشقت اُمت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اُن پر فرض فرما دیتا کہ ہر سحر پچھلے پہر اُٹھ کر مسواک کریں۔

(ابو نعیم فی السواک عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)۔

کذا متقی ھندی فی کنز العمال ج ۹ ص ۳۱۲ برقم ۲۶۱۹۶

حدیث ۱۵۴، ۱۵۵: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَ مَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَلَاَ خَّرْتُ الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ۔

مشقت امت کا خیال نہ ہوتو میں ہر نماز کے وقت اُن پر مسواک فرض کر دوں اور نماز عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دوں۔

(احمد والترمذی والضیآ عن زید بن خالد ن الجھنی رضی اللہ عنہ بسند صحیح والبزار عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ وروی عن زید احمد و ابوداؤد و النسائی کحدیث ابی ھریرۃ الاول بالاقتصار علی السطر الاول والحاکم والبیھقی بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ کحدیث زید ھذا وفیہ لفرضت علیھم السواک مع الوضوء ولا خرت صلوٰۃ العشاء الاخرۃ الی نصف اللیل)۔

احمدفی مسندہ ج۴ ۱۱۴ برقم ۱۷۱۵۷ وترمذی فی الجامع ج ۱ ص۵ وحاکم فی المستدرک ج ۱ ص۱۳۶ وبیھقی فی السنن الکبری ج ۱ ص۳۶ ومتقی ھندی فی کنز العمال ج۹ ص۳۱۵ برقم ۲۶۱۹۰ ۲لفظ لہ و ۲۱۶/۹

یعنی میں وضو میں مسواک فرض کر دیتا اور نماز عشاء آدھی رات تک ہٹا دیتا۔

وللنسائی (ج ۱ ص ۹۲)عن ابی ھریرۃ بلفظ

لَاَمَرْتُھُمْ بِتَاخِیرِ الْعِشَآءِ وَ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلوٰۃٍ	میں ان پر فرض کر دیتا کہ عشاء دیر کر کے پڑھیں اور نماز کے وقت مسواک کریں۔

حدیث۱۵۶: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یُّصَلُّوْھَا ھٰکَذَا یَعْنِی الْعِشَآءَ نِصْفَ اللَّیْلِ۔	امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں ان پر فرض کر دیتا کہ عشا آدھی رات کو پڑھیں

(احمد و البخاری و مسلم والنسائی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔)

احمد فی مسندہ ج ۱ ص ۲۲۱ برقم ۱۹۲۶ وبخاری فی الصحیح ج ۱

ص ۸۱ ومسلم فی الصحیح ج ۱ ص ۲۳۹ ونسائی فی السنن ج ۱ ص ۹۲

حدیث ۱۵۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

لَوْ لَا ضُعْفُ الضَّعِیْفِ وَ سُقْمُ السَّقِیْمِ لَاَمَرْتُ بِھٰذَا الصَّلٰوۃِ اَنْ تُؤَخَّرَ اِلٰی شَطْرَ اللَّیْلَ ۔	اگر ناتوانوں اور بیماروں کا لحاظ نہ ہوتا تو میں فرض کردیتا کہ یہ نماز آدھی رات تک مؤخر کریں۔

(النسائی عن ابی السعید ن الخدری رضی اللہ عنہ و مرت روایۃ احمد و ابی داؤد و ابن ماجۃ وابی حاتم بلا لفظ الامر ۔)

نسائی فی السنن ج ۱ ص ۹۳ واحمد فی مسندہ ج ۳ ص ۵ برقم ۱۱۰۲۸ وابن ماجہ فی السنن ص ۵۰ وابو داؤد فی السنن ج ۱ ص ۶۱ ومتقی ھندی فی کنز العمال ج ۷ ص ۳۹۴ برقم ۱۹۴۶۱ لفظ لہ

حدیث ۱۵۸: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یُّؤَخِّرُ وَالْعِشَآءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ اَوْ نِصْفِہٖ ۔	مشقت امت کا اندیشہ نہ ہوتو میں اُن پر فرض کردوں کہ عشاء میں تہائی یا آدھی رات تک تاخیر کریں۔

(احمد و الترمذی و صححہ و ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ و مرت اخری لا بن ماجۃ الا احمد و ابی دائود و محمد بن نصر خالیۃ عن الامر ۔)

ترمذی فی الجامع ج ۱ ص ۲۳ لفظ لہ وابن ماجہ فی السنن ص ۵۰ واحمد فی مسندہ ج ۱ ص ۱۲۰ برقم ۹۶۷ وج ۲ ص ۵۰۹ برقم ۱۰۶۲۶ ومتقی ھندی فی کنز العمال ج ۷ ص ۳۹۵ برقم ۱۹۴۶۳

حدیث ۱۵۹: صحیح بخاری میں زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک آیت سورۃ الاحزاب کی نسبت ہے۔

وَجَدْتُهَا مَعَ خُزَيْمَةَ الَّذِي جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَهَادَتَيْنِ ۔

وہ میں نے لکھی ہوئی خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پائی جن کی گواہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گواہوں کے برابر فرمائی۔

بخاری فی الصحیح ج ۱ ص ۳۹۵ و ج ۲ ص ۷۰۵

حدیث ۱۶۰: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن پر صوبیدار بنا کر بھیجتے وقت اُن سے ارشاد فرمایا

اِنِّيْ قَدْ عَرَفْتُ بَلَاءَكَ فِي الدِّيْنِ وَالَّذِيْ قَالَكَ وَذَهَبَ مِنْ مَا لِكَ وَرَكِبَكَ مِنَ الدَّيْنِ وَقَدْ طَيَّبْتُ لَكَ الْهَدِيَّ فَاِنْ اُهْدِيَ لَكَ شَيْءٌ فَاقْبَلْ ۔

مجھے معلوم ہے جو تمہاری آزمائش دین متین میں ہو چکیں اور جو کچھ دیون تم پر ہو گئے ہیں رعیت کے تحفے میں نے تمہارے لئے حلال طیب کر دیئے جو تمہیں کچھ تحفہ دے لے لو۔

(سیف فی کتاب الفتوح عن عبید بن ضحر رضی اللہ عنہ ۔)

متقی ھندی فی کنز العمال ج ۲ ص ۱۱۵ برقم ۱۵۰۸۶ لفظ له

حدیث ۱۶۱: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ فَهَا

گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ تو میں نے

تُوْا صَدَقَةَ الرِّقَّةِ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ۔ معاف فرمادی روپوؤں کی زکوٰۃ دو ہر چالیس درہم سے ایک درہم

(احمد و ابوداؤد و الترمذی امیر المؤمنین المرتضی رضی الله عنه بسند صحیح)

تخریج حدیث: متقی هندی فی کنز العمال ج٦ ص ٣١٩ برقم ١٥٨٣٧ لفظ له واحمد فی مسنده ج١ ص ١٣٢ برقم ١٠٩٧ وج١ ص ١٢١ برقم ٩٨٤ وج١ ص ١٤٦ برقم ١٢٤٣ وابوداؤد فی السنن ج١ ص ١٢١ وترمذی فی الجامع ج١ ص ١٣٤ وابویعلی فی مسنده ج١ ص ٢٥٦ ودارمی فی السنن ج١ ص ٣٢٢ وبغوی فی شرح السنة ج٦ ص ٤٧ ونسائی فی السنن ج١ ص ٢٨٠ وطحاوی فی شرح معانی الآثار ج١ ص ٣٦٢

سواری کے گھوڑوں خدمت کے غلاموں میں زکوٰۃ جو واجب نہ ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ میں نے معاف فرمادی ہے۔ ہاں کیوں نہ ہو کہ حکم ایک رؤف و رحیم کے ہاتھ میں ہے۔ بحکم رب العلمین جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث ١٦٢: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

مَا تَقُوْلُوْنَ فِی الزِّنَا۔ زنا کو کیا سمجھتے ہو

قَالُوْا حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَهُوَ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ عرض کی حرام ہے اُسے اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کردیا تو وہ قیامت تک حرام ہے۔

(احمد بسند صحیح والطرانی فی الاوسط والکبیر عن المقداد بن

الاسود رضی اللہ عنہ۔)

احمد فی مسندہ ج۶ ص۸ برقم ۲۴۳۵۵ وطبرانی فی الکبیر ج۲۰ ص۲۱۱

حدیث ۱۶۳: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اِنِّیْ اُحَرِّجُ عَلَیْکُمْ حَقَّ الضَّعِیْفَیْنِ الْیَتِیْمِ وَالْمَرْاَۃِ۔ میں تم پر حرام کرتا ہوں دو کمزوروں کی حق تلفی یتیم اور عورت

(الحاکم علی شرط مسلم والبیھقی فی الشعب واللفظ لہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ۔)

حاکم فی المستدرک ج۱ ص۶۳ وکذامتقی ھندی فی کنز العمال ج۳ ص۱۲۹ برقم ۱۰۰۱ لفظ لھما۔

حدیث ۱۶۴: صحیحین میں بن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے ہے انہوں نے سال فتح مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا

اِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ حَرَّمَ بَیْعَ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَۃِ الْخِنْزِیْرِوَ الْاَصْنَامِ۔ بے شک اللہ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا ہے شراب اور مردار اور سور اور بتوں کا بیچنا۔

بخاری فی الصحیح ج۱ ص۲۹۸ ومسلم فی الصحیح ج۱ ص۲۳

حدیث ۱۶۵: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

لَا تَشْرَبْ مُسْکِرًا فَاِنِّیْ حَرَّمْتُ کُلَّ مُسْکِرٍ نشہ کی کوئی چیز نہ پی کہ بے شک نشہ کی ہر شے میں نے حرام کردی ہے۔

(النسائی بسند حسن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ)۔

تخریج حدیث: نسائی فی السنن ج ۲/ص ۳۲۳ ومتقی فی کنزالعمال ج ۵ ص ۳۴۳ برقم ۱۳۱۵۰

حرام دو قسم ہے۔ ایک وہ جسے خدا نے حرام کیا اور ایک وہ جسے رسول نے۔ اور دونوں یکساں ہیں

حدیث ۱۶۶ : فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم سن لو مجھے قرآن کے ساتھ اُس کا مثل ملا یعنی حدیث دیکھو کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ یہی قرآن لیے...... رہو جو اس میں حلال ہے اُسے حلال جانو جو اس میں حرام ہے اُسے حرام مانو۔

وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ۔ جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ نے حرام کیا وہ بھی اُسی کی مثل ہے۔ جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا۔

جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم

احمد والدارمی و ابوداؤد والترمذی و ابن ماجۃ عن المقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ بسند حسن احمد فی مسندہ ج ۴ ص ۱۳۲ برقم ۱۷۳۲۶ ودارمی فی السنن ج ۱ ص ۵۳ برقم ۵۸۶ وابوداؤد فی السنن ج ۲ ص ۲۷۶ وترمذی فی الجامع ج ۲ ص ۹۵ وابن ماجہ فی السنن ص ۳۔

یہاں صراحۃً حرام کی دو قسمیں فرمائیں ایک وہ جسے اللہ عزوجل نے حرام فرمایا دوسرا وہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا اور فرما دیا کہ وہ دونوں برابر و یکساں ہیں۔

اقول: مراد واللہ اعلم نفس حرمت میں برابری ہے تو اس ارشاد علماء کے منافی نہیں کہ خدا کا

فرض رسول کے فرض سے اشد واقوی ہے۔

حدیث ۱۶۷: جمیش بن اویس نخعی رضی اللہ عنہ مع اپنے چند اہل قبیلہ کے باریاب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے قصیدہ عرض کیا ازاں جملہ یہ اشعار ہیں۔

اَلَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْتَ مُصَدَّقٌ　فَبُوْرِکْتَ مَھْدِیًّا وَّ بُوْرِکْتَ ھَادِیًا

شَرَعْتَ لَنَا دِیْنَ الْحَنِیْفَۃِ بَعْدَ مَا　عَبَدْنَا کَاَمْثَالِ الْحَمِیْرِ طَوَاغِیًا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور تصدیق کئے گئے ہیں۔ حضور اللہ عزوجل سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو ہدایت عطا فرمانے میں بھی مبارک حضور ہمارے لئے دین اسلام کے شارع ہوئے بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے۔

(ابن منذۃ من طریق عمار بن عبدالجبار عن عبد اللہ بن المبارک عن الاوزاعی عن یحیٰ بن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ فی حدیث طویل)۔

یہاں صراحۃً تشریع کی نسبت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے کہ شریعت اسلامی حضور کی مقرر کی ہوئی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے شارع ہیں

لہٰذا قدیم سے عرف علمائے کرام میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں۔

قَدِ اشْتَهَرَ اِطْلَاقُہٗ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّہٗ شَرَعَ الدِّیْنَ وَالْاَحْکَامَ۔	سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور و معروف ہے۔ اس لئے کہ حضور نے دین متین و احکام دین کی شریعت نکالی۔

(جلد ۴ صحفہ ۱۹۶)

اسی قدر پر بس کیجئے کہ اس میں سب کچھ آ گیا ایک لفظ شارع تمام احکام تشریعیہ کو جامع ہوا میں نے یہاں وہ احادیث نقل نہ کیں جن میں حضور کی طرف امر و نہی و قضا و امثالہا کی اسناد ہے۔ کہ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اتنی حدیثوں میں وارد جن کے جمع کو ایک مجلد کبیر بھی کافی نہ ہو اور خود قرآن عظیم ہی نے جو ارشاد فرمایا

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ فَانْتَھُوْا	جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لو اور جس نے منع فرمائے باز رہو

کہ امر و نہی و قضا اوروں کی طرف بھی اسناد کرتے ہیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔

امام الوہابیہ کے نزدیک حضور کو کسی نبی سے تو اصلا کچھ امتیاز نہیں اور امتیوں میں بھی فقط جاہلوں سے ممتاز ہیں نہ کہ عالموں سے

مجھے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضور اقدس کو احکام شرعیہ سے فقط آگاہی و واقفیت کی نسبت نہیں جس طرح سرکش طاغی آخر تقویۃ الایمان میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح افترا کر کے کہتا ہے انہوں نے فرمایا۔

"کہ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہ ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل" (صفحہ ۱۷۱)

مسلمانو! للہ انصاف یہ اس کس ناکس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ وخصائص جمیلہ وکمالات رفیعہ ودرجات منعیہ جن میں زید وعمر کی کیا گنتی انبیاء ومرسلین وملئکہ مقربین علیہم الصلوۃ والتسلیم کا بھی حصہ نہیں سب یک لخت اڑا دیئے۔ سب لوگوں سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیاز صرف دربارہ احکام رکھا اور وہ بھی اتنا کہ حضور واقف ہیں اور لوگ غافل تو انبیاء سے تو کچھ امتیاز رہا ہی نہیں کہ وہ بھی واقف ہیں غافل نہیں اور امتیوں سے بھی امتیاز اُتنی ہی دیر تک ہے کہ وہ غافل رہیں واقف ہوجائیں کہ کچھ امتیاز نہیں کہ اب وقوف وغفلت کا تفاوت نہ رہا اور امتیاز اس میں منحصر تھا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مسلمانو! دیکھا یہ حال ہے اس شخص کے دین کا پچھلا کلمہ ہے محمد رسول اللہ پر اُس کے ایمان کا جس پر اس نے خاتمہ کیا۔ حالانکہ واللہ دربارہ احکام بھی صرف اتنا ہی امتیاز نہیں بلکہ حضور حاکم ہیں صاحب فرمان ہیں مالک افتراض ہیں والی تحریم ہیں سن او سرکش احکام سے اپنے نزدیک واقف تو تو بھی ہے تجھے کوئی مسلمان کہے گا کہ شریعت کے فرائض تیرے فرض کیئے ہوئے ہیں۔ شرع کے محرمات تو نے حرام کردیئے ہیں جن پر زکوٰۃ نہیں انہیں تو نے معاف کردیا ہے شریعت کا راستہ تیرا مقرر کیا ہے۔ شرائع میں تیرے احکام بھی ہیں اور وہ احکام احکام خدا کے مثل مساوی ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلیے یہ سب باتیں کہی جاتی ہیں۔ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں لہٰذا فقیر نے صرف اسی قسم احادیث پر اقتصار کیا اور بفضلہ تعالیٰ اپنا نیزۂ خارا گزار و آہن گزاران

گستاخان چشم بندو وہن باز کے دل وجگر کے پار کردیا۔ وللہ الحمد۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں علامہ شہاب خفاجی پر کہ نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر کی شرح میں

نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاہِی فَلَا اَحَدٌ ۔۔۔۔۔ اَبَرَّ فِیْ قَوْلٍ لَا مِنْہُ وَلَا نَعَمٖ

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صاحب امرونہی تو ان سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں فرماتے ہیں۔

مَعْنٰی نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ (الخ) اَنَّہٗ لَا حَاکِمَ سِوَاہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھُوَ حَاکِمٌ غَیْرُ مَحْکُوْمٍ ...... الخ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب امرونہی ہونے کے یہ معنی ہے کہ حضور حاکم ہیں حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم

ذَکَرَہٗ فِیْ فَصْلِ جُوْدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

الحمدللہ یہ تذئیل جلیل اپنے باب میں فرد کامل ہوئی احادیث تحریم مدینہ طیبہ بھی اسی باب سے تھیں کہ امام الوہابیہ کے اس خاص حکم شرک کے سبب جُداشمار میں رہیں اگر کوئی چاہے انہیں اس بیان تذلیل کو ملا کر احکام تشریعیہ کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدار واختیار کا ظاہر کرنے والا ایک مستقل رسالہ بنائے اور بنام "منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب" موسوم ٹھہرائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ... آمین۔

مسک الختام: اب فقیر غفرلہ المولی القدیر سات حدیثیں اس وصل مبارک میں اور ذکر

کرے جن سے امام الوہابیہ کا سخت کور دکر ہونا شمس واَمس کی طرح ظاہر ہو کہ جن احادیث سے جن باتوں کو شرک بتانا چاہا تھا خود وہی ان کے نظائر صاف گواہ ہیں کہ وہ ہرگز شرک نہیں مگر بیچارے معذور کی داد نہ فرمایۂ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ هَادٍ۔

حدیث ۱۶۸: صحیح بخاری و مسند احمد سنن ابی داؤد ترمذی و ابن ماجہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہما سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شادی میں تشریف لائے چھوکریاں دف بجا کر میرے باپ چچا جو بدر میں شہید ہوئے تھے ان کے اوصاف گاتی تھیں۔ اُس میں کوئی بولی ع ...... وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَافِیْ غَدٍ

ہم میں وہ نبی ہیں جنہیں آئندہ کا حال معلوم ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دَعِیْ هٰذَا وَ قُوْلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ اسے رہنے دے اور جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جا۔

ابو داؤد فی السنن ج ۲ ص ۶۷۴ وبخاری فی الصحیح ج ۲ ص ۷۷۳ واحمد فی مسنده ج ۶ ص ۳۵۹ برقم ۲۷۵۶۱ وترمذی فی الجامع ج ۱ ص ۱۲۹ وابن ماجه فی السنن ص ۱۳۸ وبیهقی فی السنن الکبریٰ ج ۷ ص ۲۸۹ وبغوی شرح السنة ج ۹ ص ۴۷

اقول: وباللہ التوفیق امام الوہابیہ اس حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا جسے کہا اس فصل میں اُن آیتوں حدیثوں کا ذکر ہے جس سے اشراک فی العلم کی برائی ثابت ہوتی ہے تو وہ اس حدیث سے یہ بات ثابت کرنا چاہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئندہ جاننے کی اسناد مطلقاً شرک ہے اگر بہ بعطائے الٰہی جانے کہ

امام الوہابیہ صراحۃً قرآن مجید کے خلاف اور ادعا کرتا ہے کہ انبیاء کی طرف خدا کے بتانے سے بھی اطلاع غیب کی نسبت شرک ہے

اس نے صاف کہہ دیا پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے۔ خواہ اللہ کے دینے سے ہر طرح شرک ہے اور خود مصرع مذکور کا مطلب ہی یوں بتایا۔

کہ چھوکریاں کچھ گانے لگیں اس میں پیغمبر خدا کی تعریف یہ کہی کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں۔ بایں ہمہ حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا مگر جب حدیث میں حکم شرک کی اصلا بونہ پائی تو خود ہی اپنے دعوے سے تنزل پر آیا اور صرف اتنا لکھنے پر بس کی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء اولیاء کی یا اماموں اور شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں بلکہ پیغمبر خدا نے اس قسم کا شعر اپنی تعریف کا انصار کی چھوکریوں کو گانے بھی نہ دیا چہ جائیکہ عاقل مرد اُس کو کہے یا سن کر پسند کرے۔

(تقویۃ الایمان ص ۸۵۔۸۶) اللہ اللہ احد کے دیئے سے بھی ایسا مرتبہ ماننا اس کے نزدیک شرک ہو تو شکایت نہیں کہ اُس کے دھرم میں اُس کا معبود خود ہی کسی کو آئندہ کی باتیں جاننے کا مرتبہ دینے پر قادر نہیں کیا اپنا شریک کسی کو بنا سکے گا۔ یونہی یہ امر بھی اسے مضر نہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم بعطائے الٰہی بھی اطلاع علی الغیب کا مرتبہ نہ ملنا صریح مخالفت قرآن عظیم ہے۔

امام الوہابیہ دعوے کے وقت آسمان سے بھی اونچا اڑتا ہے اور دلیل لاتے وقت تحت الثریٰ میں جا چھپے گا اور پیچھا کرو تو وہاں سے بھی فرار

قرآن سے ثبوت علم غیب: قال اللہ تعالیٰ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ	اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر اطلاع کا منصب دے ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔

وقال اللہ تعالیٰ

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۔	غیب کا جاننے والا تو کسی کو اپنے غیب پر غالب و مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو

یہاں لَا يُظْهِرُ غَيْبَهٗ عَلٰى اَحَدٍ نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا کہ اظہار غیب تو اولیائے کرام قدست اسرارہم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بھی بلکہ فرمایا لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر و غالب و مسلط نہیں فرماتا مگر رسولوں کو ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے اور یہ اعلیٰ مرتبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثنا کو عطا ہونا قرآن عظیم سے کیسا ظاہر ہے مگر اسے کیا مضر کہ جب اس کے نزدیک اللہ عزوجل کا کذب ممکن جیسا کہ اس کے رسالہ یکروزی سے ظاہر اور فقیر کے رسالہ

سُبحان السبوح عن عیب کذب مقبوحؒ میں اس کا رد ظاہر و باہر قرآن کی مخالفت اس پر کیا موثر وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى كُلِّ غَوِيٍّ فَاجِرٍ

اس سب سے گزر کر ہوشیار عیار سے اتنا پوچھیے کہ بالفرض اگر حدیث سے ثابت ہے بھی تو صرف ممانعت کہ انبیاء کی جناب میں ایسا عقیدہ نہ رکھے وہ شرک کا جبروتی حکم جس کیلئے اس فصل اور ساری کتاب کی وضع ہے کہاں سے نکلا کیا اسی کو تمام تقریب کہتے ہیں اور یہ اس

کا قدیم داب ہے کہ دعویٰ کرتے وقت آسمان سے بھی اونچا اڑے گا اور دلیل لاتے وقت تحت الثریٰ میں جا چھپے گا اور پیچھا کیجئے تو وہاں سے بھی بھاگ جائے گا جابجا ایسے ہی ناتمام اٹکل بازیوں سے عوام کو چھلا اور کاغذ کا چہرہ اپنے دل کی طرح سیاہ کیا۔

ثم اقول اور انصاف کی نگاہ سے دیکھئے تو بحمد اللہ تعالیٰ حدیث نے شرک کا تسمہ بھی لگا نہ رکھا اور شرک پسند اور شرک کی حقیقت وشناعت سے غافل کیا شرک کوئی ایسی ہلکی چیز ہے کہ اللہ کا رسول اور رسولوں کا سردار صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں اپنے حضور اپنی امت کو شرک بکتے کفر بولتے سنے اور یونہی سہل دو حرفوں میں گزار دے کہ اسے رہنے دو وہی پہلی بات کہے جاؤ۔اب یاد کر حدیث ابی داؤد

وَیُحَکَ اِنَّہٗ لَا یُسْتَشْفَعُ بِاللّٰہِ عَلیٰ اَحَدٍ۔ کے متعلق اپنی بدلگامی کی تقریر کو۔

عرب میں قحط پڑا تھا ایک گنوار نے آکر پیغمبر کے روبرو اس کی سختی بیان کی اور دعا طلب کی اور یہ کہا کہ تمہاری سفارش اللہ کے پاس ہم چاہتے ہیں اور اللہ کی تمہارے پاس سو یہ بات سن کر پیغمبر خدا بہت خوف اور دہشت میں آگئے اور اللہ کی بڑائی ان کے منہ سے نکلنے لگی اور ساری مجلسُ کے لوگوں کے چہرے اللہ کی عظمت سے متغیر ہو گئے پھر اس شخص کو سمجھایا ....کہ اللہ کی شان بہت بڑی ہے سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں .... وہ کس کے روبرو سفارش کرے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۴۸۔۱۴۹)

سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے بیان کرنے لگے۔اقول انبیاء اولیاء کو ذرہ ناچیز سے کمتر کہنے کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا کہ حضور نے اُسے یوں

سمجھایا یہ تیرا افترا ہے۔ حدیث میں اس کا وجود نہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حواس کہنا یہ تیری بے دینی کا ادنیٰ کرشمہ اور افترا پر افترا ہے۔ حدیث میں اس کا بھی نشان نہیں اور اللہ عزوجل کی عظمت اُس کی صفت پاک اس کی ذات اقدس سے قائم ہے مکان ومحل سے منزہ ہے۔ کیا جانیے تو کس چیز کو خدا سمجھا ہے۔ جس کی عظمت مکانوں میں بھری ہوئی ہے خیر یہ تو تیرے بائیں ہاتھ کے کھیل ہیں

تیر برجاہ انبیاء انداز — طعن در حضرت الٰہی کن

بے ادب باش دانچہ دانی گو — بیحیا باش وہرچہ خواہی کن

مگر آنکھوں کی پٹی اتروا کر ذرا یہ سوجھ کہ جو بات عظمت شان الٰہی کے خلاف ہو اُسے سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ برتاؤ ہوتا ہے حالانکہ سفارشی ٹھہرانے کو یہ بات کہ اس کا مرتبہ اس سے کم ہے جس کے پاس اُس کی سفارش لائی گئی۔ ایسی صریح لازم نہیں جسے عام لوگ سمجھ لیں ولہذا وہ صحابی اعرابی رضی اللہ عنہ باآنکہ اہل زبان تھے اس نکتے سے غافل رہے تو کیا ممکن ہے کہ صریح شرک وکفر کے کلمے حضور سنیں اور اصلا کوئی اثر غضب وجلال چہرۂ اقدس پر نمایاں نہ ہو نہ حضور دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ کہیں نہ اہل مجلس کی حالت بدلے نہ اُن کہنے والیوں پر کوئی مواخذہ ہو ایک آسان سی بات پر قناعت فرمائیں کہ اسے رہنے دو کیوں نہیں فرماتے کہ اری تم کفر بک رہی ہو اری تقویۃ الایمان کے حکم سے تم مشرکہ ہو گئیں۔ تمہارا دین جاتا رہا تم مرتد ہوئیں۔ از سرِ نو ایمان لاؤ کلمہ پڑھو نکاح ہو گیا ہے۔ تو تجدید نکاح کرو غرض ایک حرف بھی ایسا نہ فرمایا جس سے شرک ہونا ثابت ہو کہنے والیوں کو اپنا حال اور اہل مجلس کو اس لفظ کا حکم معلوم ہو حالانکہ وقت حاجت بیان حکم فرض ہے۔ اور تاخیر اصلاء روا نہیں تو خود اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف اطلاع علی الغیب کی نسبت ہرگز شرک نہیں رہا۔ ممانعت فرمانا وہ بھی یہ بتائے کہ انبیائے کرام ہو خود سید الانام علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں اس کا اعتقاد فی نفسہ باطل ہے۔ یہ منہ دھو رکھئے منع لفظ بطلان معنی ہی میں منحصر نہیں بلکہ اس کیلئے وجوہ ہیں اور عقل و نقل کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ اِذَا جَآءَ الْاِحْتِمَالُ بطل الاستدلال اولا...

ممکن کہ لہو و لعب کے وقت اپنی نعت اور وہ بھی زنانے گانے اور وہ بھی دف بجانے میں پسند نہ فرمائی لہٰذا ارشاد ہوا اسے رہنے دو اور وہی پہلے گیت گاؤ۔ ارشاد الساری لمعات و مرقاۃ وغیرہ میں اس احتمال کی تصریح ہے۔ ثانیاً اقول ممکن کہ مجلس عورتوں کنیزوں کی کم فہم لوگوں کی تھی ان میں منع فرمایا کہ تم ذاتیت کا سد باب ہو شرع حکیم ہے اور امام الوہابیہ کی مت اوندھی جو محتمل ذو وجوہ بات جس میں بُرے پہلو کی طرف لے جانے کا احتمال ہو چھوکریوں کو منع کی جائے دانشمند مردوں کیلئے اس کی ممانعت بدرجہ اولیٰ جانتا ہے حالانکہ معاملہ صاف الٹا ہے ایسی بات سے کم علموں کم فہموں کو روکتے ہیں۔ کہ غلط نہ سمجھ بیٹھیں عاقلوں اور دانشمندوں کو منع کیا ضرور کہ ان سے اندیشہ نہیں۔

صحیح مسلم و مسند احمد و سنن ابی داؤد و سنن نسائی میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ پڑھا اور اس میں یہ لفظ کہے

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى۔ جس نے اللہ و رسول کی اطاعت کی اس نے راہ پائی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔

مسلم فی الصحیح ج ۱ ص ۲۸۶ وبیھقی فی السنن الکبریٰ ج ۳ ص ۲۱۵ وحاکم فی المستدرک ج ۱ ص ۲۸۹ وابوداؤد فی السنن ج ۱ ۱۵۷ واحمد فی مسندہ ج ۴ ص ۲۷۹ برقم ۱۹۶۰۱ وج ۴ ص ۲۵۶ برقم ۱۸۴۳۶

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بِئْسَ الْخَطِیْبُ اَنْتَ قُلْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ کیا بُرا خطیب ہے تو یوں کہہ کہ جس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے۔

فَقَالَ قُمْ اَوْ اِذْھَبْ بِئْسَ الْخَطِیْبُ اَنْتَ۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُٹھ یا فرمایا چلا جا کہ تو بُرا خطیب ہے۔

(جلد ۱ صفحہ ۱۵۷)

امام قاضی عیاض وغیرہ ایک جماعت علماء کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا اَنْکَرَ عَلَیْہِ لِتَشْرِیْکِہٖ فِی الضَّمِیْرِ الْمُقْتَضِیْ لِلتَّسْوِیَۃِ وَاَمَرَہٗ بِالْعَطْفِ تَعْظِیْمًا لِلّٰہِ تَعَالٰی بِتَقْدِیْمِ اِسْمِہٖ

یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس خطیب کا اللہ و رسول کو ایک ضمیر تثنیہ میں جمع کرنا جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی کو پسند نہ فرمایا کہ اس میں برابری کا وہم نہ ہو جائے اور حکم دیا کہ یوں کہے کہ جس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی جس میں اللہ عزوجل کا نام اقدس نام پاک رسول سے تعظیماً مقدم رہے

شرح نووی علی مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۸۶

حالانکہ حدیث میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبے میں یوں فرمایا کرتے۔

مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ

جس نے اللہ و رسول کی اطاعت کی وہ راہ یاب ہوا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

ابوداؤد عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بسند صحیح (جلد ا صفحہ ۱۵۷)

نیز ابن شہاب زہری نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جمعہ روایت کیا اس میں

بعینہ وہی الفاظ ہیں کہ

وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوىٰ جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی گمراہ

ہوا

رواہ ایضا عنہ مرسلا مراسیل ابوداؤد صفحہ ۷۔ حدیث آئندہ سے بتوفیق اللہ تعالیٰ اس فقیر کی

عمدہ تائید وتقریر ہوتی ہے۔ ثالثا وجہ ممانعت علم غیب کی اسناد مطلق بے ذکر تعلیم الٰہی عزوجل

ہے شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے لمعات میں اس طرف ایما فرمایا اقول اور وہ بے شک وجیہ ہے

جس طرح بغیر اللہ عزوجل کی مشیت کو ملائے ہوئے یوں کہنا کہ میں تو کروں گا مکروہ ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَائٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ۔ ہرگز نہ کسی چیز کو کہ میں کل ایسا کرنے والا ہوں مگر یہ کہ خدا چاہے۔

علم غیب بالذات اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے کفار اپنے معبودان باطل وغیرہم کیلئے

مانتے تھے۔ لہٰذا مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے

سے امور غیب پر انہیں اطلاع ہے۔ یہ دوسرا احتمال ہے کہ علماء نے اس حدیث میں ذکر

فرمایا اس تقدیر پر بھی ممانعت ادب کلام کی طرف ناظر ہے نہ یہ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

کو بتعلیم الٰہی غیب پر اطلاع کا عقیدہ ممنوع ہی ہو شرک تو درکنار جو اس طاغی کا مقصود ہے۔

هٰكذا ينبغى الحقيق والله تعالىٰ ولى التوفيق ..

حدیث ۱۶۹: محمد بن اسحٰق تابعی ثقہ امام السیر والمغازی نے ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی

سے روایت کی جب (غزوہ حنین میں) مشرکین بھاگ گئے مالک بن عوف (کہ اس لڑائی

میں سردار کفار ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزیں ہوئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ ایمان لاکر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل و مال اُسے واپس دیں یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جبکہ حضور مقام جعرانہ سے تجہفت فرما چکے تھے۔ سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اہل و مال انہیں واپس دیئے اور سو اونٹ اپنے خزانہ کرم سے عطا کئے۔ فَقَالَ مَالِکُ ابْنُ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُخَاطِبُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ قَصِیْدَۃ۔

مَا اِنْ رَاَیْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِوَاحِدٍ فِی النَّاسِ کُلِّھِمْ کَمِثْلِ مُحَمَّدٖ

اَوْفٰی وَ اَعْطٰی لِلْجَزِیْلِ لِمُجْتَدِیْ وَمَتٰی تَشَآءُ یُخْبِرُکَ عَمَّا فِیْ غَدٖ

(ابن حجر فی الاصابہ ج۵ ص ۵۵۱)

میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا۔ سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر نفع کثیر عطا سائل کو بخشنے والے اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کل کی خبر بتادیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل ثمالہ وسلمہ وفہم پر سردار فرمایا۔

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع غیب پر قدرت واختیار ہونے کا حدیثوں سے ثبوت

حدیث ۱۷۰: معانی نے کتاب الجلیس والانیس میں بطریق حرمازی ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی مالک بن عوف رضی اللہ عنہ رئیس ہوازن اسلام لاکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وہ قصیدہ سنایا (جس میں اُسی مضمون کے شعر ذکر کئے)

فَقَالَ لَهٗ خَیْرًا وَّ کَسَاہُ حُلَّۃً ۔(ابن حجر فی الاصابہ ج۵ص ۵۵۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں کلمہ خیر فرمایا اور انہیں خلعت پہنایا ذَکَرَ ھُمَا اَلْحَافِظُ الْاِصَابَہ... اقول رضوان الٰہی کے بے شمار باران یاران مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر برسیں یوں نہ کہا کہ مَتٰی یَشَاءُ... جب وہ چاہیں تجھے غیب کی خبر دے دیں۔ اس میں اس صورت پر بھی صادق آسکنے کا احتمال رہتا جب بتانے والے کو کوئی اختیار نہ دیا جائے بلکہ سال دو سال میں ایک آدھ بات پر اطلاع عطا ہو ایسا جاننے والا بھی توریہ و ایہام کے طور پر کہہ سکتا ہے کہ میں جب چاہوں گا تمہیں غیب کی خبر دے دوں گا۔ کہ وہ اس وقت چاہے گا جب اُسے اتفاق سے کوئی خبر ملے گی تو شرطیہ سچا ہے۔ بلکہ یوں فرمایا کہ جب تو چاہے وہ تجھے غیب کی خبر دے دیں گے۔ یہاں سائل مطلق مخاطب ہے کسے باشد نہ وہ معین نہ اُس کے پوچھنے کا وقت محدود نہ غد معرفہ بلکہ نکرہ غیر مخصوص تو حاصل یہ ٹھہرے گا کہ جو شخص چاہے جس وقت چاہے جس آئندہ وقت کو چاہے حضور بتا دیں گے۔ یہ اُسی کی شان ہو سکتی ہے جو بالفعل تمام آئندہ باتوں کو جانتا ہو یا اطلاع غیب اُس کے ارادہ خواہش پر کر دی گئی ہو۔ کہ جب چاہے معلوم کر لے ورنہ یہ اطلاق ہرگز صادق نہیں آسکتا۔ اسے ایک نظیر محسوس میں دیکھئے۔ زید فقیر ہے نہ پاس کچھ رکھتا ہے نہ بادشاہی خوانوں پر اُس کا ہاتھ پہنچتا ہے مگر بادشاہ کبھی کبھی اُسے دو چار توڑے بخش دیتا ہے۔ وہ شخص پہلو رکھ کر یہ کہے تو کہہ لے کہ میں جب چاہوں ایک توڑا خیرات کر دوں کہ وہ آپ ہی اُسی وقت چاہے گا جب پائے گا مگر عام فقیروں کو اشتہار دے کہ تم جس وقت چاہو میں توڑا عطا کر دوں تو ضرور غلط کہا اور دم بھر میں اُس کا دروغ کھل سکتا ہے فقیر مانگیں اور نہ مال ہے نہ خزانے پر اختیار تو کہاں سے دے گا۔ ہاں اگر بادشاہ نے بالفعل ایسے خزانے دے دیئے کہ جب کوئی

کچھ مانگے یہ دے اور کمی نہ ہو یا بالفعل نہ سہی تو خزانوں پر اختیار ہی دیا ہو کہ جس وقت چاہے لے لے تو وہ بے شک ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ اب یہ حدیثیں فرما رہی ہیں کہ صحابی یہ صفت کریم حضور کی نعت اقدس پر عرض کرتے ہیں اور حضور انکار نہیں فرماتے بلکہ خلعت و انعام بخشتے ہیں۔ تو صراحۃً یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اطلاع غیب حضور کے ارادہ اختیار پر رکھ دی ہے۔

انبیاء کا غیب پر مطلع ہونا ایسا نہیں کہ اتفاقاً کوئی بات بتا دی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک صف عطا فرماتا ہے جس کے ذریعہ وہ غیب کے ادراک فرما لیا کرتے ہیں

اور واقعی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ایسی ہی ہے امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں۔

اَلنُّبُوَّۃُ عِبَارَۃٌ عَمَّا یَخْتَصُّ بِہِ النَّبِیُّ وَ یُفَارِقُ بِہٖ غَیْرَہٗ ھُوَ یَخْتَصُّ بِاَنْوَاعٍ مِنَ الْخَوَاصِ اَحَدُھَا اَنَّہٗ یَعْرِفُ حَقَائِقَ الْاُمُوْرِ الْمُتَعَلِّقَۃِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَ صِفَاتِہٖ وَ مَلٰئِکَتِہٖ وَ الدَّارِ الْاٰخِرَۃِ عِلْمًا مُخَالِفًا لِعِلْمِ غَیْرِہٖ بِکَثْرَۃِ الْمَعْلُوْمَاتِ وَ زِیَادَۃِ الْکَشْفِ وَ التَّحْقِیْقِ ثَانِیْھَا اَنَّ لَہٗ فِیْ

یعنی نبوت وہ چیز ہے جو نبی کے ساتھ خاص ہے اور نبی اس کے سبب اوروں سے ممتاز ہے اور وہ کئی قسم کے خاصے ہیں جن سے نبی مختص ہوتا ہے ایک یہ کہ جو امور اللہ عزوجل کی ذات وصفات اور ملئکہ و آخرت سے متعلق ہیں نبی ان کے حقائق کا ایسا علم رکھتا ہے کہ اوروں کے علم زیادت معلومات و فزونی تحقیق وانکشاف میں ان سے نسبت

نَفْسِہٖ صِفَۃٌ بِھَا تَتِمُّ الْاَفْعَالُ الْخَارِقَۃُ لِلْعَادَۃِ کَمَا اَنَّ لَنَا صِفَۃً تَتِمُّ بِھَا الْحَرَکَاتُ الْمَقْرُوْنَۃُ بِاِرَادَتِنَا وَ ھِیَ الْقُدْرَۃُ ثَالِثُھَا اَنَّ لَہٗ صِفَۃً بِھَا یُبْصِرُ الْمَلٰئِکَۃَ وَ یُشَاھِدُ ھُمْ کَمَا اَنَّ لِلْبَصِیْرِ صِفَۃً بِھَا یُفَارِقُ الْاَعْمٰی رَابِعُھَا اَنَّ لَہٗ صِفَۃً بِھَا یُدْرِکُ مَا سَیَکُوْنُ فِی الْغَیْبِ

نہیں رکھتے دو یہ کہ نبی کیلئے اس کی ذات میں ایک وصف ہوتا ہے جس سے افعال خلاف عادت (جنہیں معجزہ کہتے ہیں) انصرام پاتے ہیں جس طرح ہمارے لئے ایک صفت ہے۔ کہ اس سے ہماری حرکات ارادیہ پوری ہوتی ہیں جسے قدرت کہتے ہیں۔ سوم یہ کہ نبی کیلئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتا ہے جس طرح انکھیارے کے پاس ایک صفت ہے جس کے باعث وہ اندھے سے ممتاز ہے۔ چہارم یہ کہ نبی کیلئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے۔

نقلہ عنہ العلامۃ الزرقانی فی صدر شرح المواھب ۔ (جلد ا صفحہ ۳۰)

اقول: مسلمانو! اس حدیث شریف اور ان امام باعظمت ان حکیم امت قدس سرہ المنیف کے اس ارشاد لطیف کو امام الوہابیہ کے قول کثیف سے ملا کر دیکھو کہ حضرات انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اہل حق و اہل باطل کے عقائد کا فرق ظاہر ہو یہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں رب عزوجل نے ایک صفت ایسی رکھی ہے جس سے وہ خرق عادت کرتے ہیں جس طرح ہم اپنے ارادے سے چلتے پھرتے ہیں۔ حرکت کرتے ہیں ایک صفت رکھی ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتے ہیں ایک صفت دی ہے

جس سے وہ غیب کی آئندہ باتیں جانتے ہیں۔ یہ کہتا ہے ان کو کسی نوع کی قدرت نہیں کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ ایضاً کچھ اس بات میں بھی ان کو بڑائی نہیں اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دی ہو کہ جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کرلیں کہ فلانے کی اولاد ہوگی یا نہ ہوگی یا اس سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا یا اس لڑائی میں فتح پائے گا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور ناداں ایضاً جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا۔ دنیا خواہ قبر خواہ آخرت میں اُس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی مقبول بندے کو وحی یا الہام سے بتائی کہ فلانے کام کا انجام بخیر ہے یا بُرا سو وہ مجمل ہے اور اُس سے زیادہ معلوم کرلینا اور اس کی تفصیل دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے۔ اقول اتنا لفظ سچ ہے کہ اللہ عزوجل کے بتانے سے زیادہ کوئی معلوم نہیں کرسکتا ہمارے اختیاری افعال کب عطائے الٰہی و ارادہ الٰہیہ سے بڑھ کر ہوسکتے ہیں مگر کَلِمَۃُ حَقٍّ اُرِیْدُ بِھَا بَاطِلٌ خوارج کی طرح یہ سچا لفظ اس نے باطل ارادے سے کہا ہے اور اس سے ان کے اختیار عطائی کا بھی سلب چاہتا ہے یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو خدا کا دیا ہوا اختیار بھی نہیں بلکہ عاجز و مجبور محض ہیں۔ اس نے صاف تصریح کی ہے کہ ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے۔ جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں۔ سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کسی ولی اور نبی کو جن اور فرشتے کو پیر اور شہید کو امام اور امام زادہ کو بھوت اور پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ کہ وہ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں۔ بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادے سے کبھی کسی کو جتنی بات

چاہتا ہے خبر کردیتا ہے سو یہ اپنے ارادے کے موافق نہ اُن کی خواہش پر۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۶) اسی کے اس اعتقاد باطل کا حدیث مذکور وقول مسطور امام مشہور میں رد صریح ہے۔ بالجملہ فرق یہ ہے کہ حدیث کے ارشاد اوران کے مطابق اہل حق کے اعتقاد میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اظہار خوارق وادراک غیب میں انسان مختار بعطائے قادر جلیل الاقتدار ہیں کہ جس طرح عام آدمیوں کو ظاہری حرکات وظاہری ادرکات کے اختیارات حضرت واہب العطیات نے بخشے ہیں کہ جب چاہیں دست وپا کو جنبش دیں چاہیں نہ دیں جب چاہیں آنکھ کھول کر کوئی چیز دیکھ لیں چاہیں نہ دیکھیں اگر چہ بے خدا کے چاہے وہ کچھ نہیں چاہ سکتے اور وہ چاہیں اور خدا نہ چاہے توان کا چاہا کچھ نہیں ہوسکتا اور وہ عطائی اختیارات اس کے حقیقی ذاتی اختیار کے حضور کچھ نہیں چل سکتے۔ بعینہ یہی حالت حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی دربارہ معجزات وادراک مغیبات ہے کہ رب عزوجل نے انہیں ظاہری جوارح وسمع وبصر کی طرح باطنی صفات وہ عطا فرمائی ہیں کہ جب چاہیں خرق عادات فرمادیں۔ مغیبات کو معلوم فرمالیں چاہیں نہ فرمالیں۔ اگر چہ بے خدا کے چاہے نہ وہ چاہ سکتے ہیں نہ بے ارادۂ الٰہیہ ان کا ارادہ کام دے سکتا ہے اور امام الوہابیہ کے نزدیک ایسا نہیں بلکہ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام پتھر کی طرح عاجز محض ومجبور مطلق ہیں کہ ہلانے والا محض اپنے قسری ارادے سے بے اُن کے توسط اختیار عطائی کے اپنے ارادے کے موافق نہ اُن کی خواہش پر ہلادے تو ہل جائیں ورنہ مجبور پڑے رہیں یہ کس ناکس اپنے اس خیال پر یہ دلیل لایا کہ

"چنانچہ حضرت پیغمبر کو بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ بعض بات دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات نہ معلوم ہوئی پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتادی۔ چنانچہ

حضرت ﷺ کے وقت میں منافقوں نے حضرت عائشہ پر تہمت کی اور حضرت ﷺ کو اس سے بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا پھر کچھ حقیقت معلوم نہ ہوئی اور بہت فکر وغم میں رہے پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو بتا دیا کہ وہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہ پاک ہیں"۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۶۔۷۷)

اقول اگر اختیار ذاتی وعطائی میں فرق کی تمیز ہوتی تو جان لیتا کہ ایسے اتفاقات اختیار عطائی کے اصلا منافی نہیں مراد کا اختیار سے متخلف نہ ہوسکنا قدرت ذاتیہ الٰہیہ کا خاصہ ہے قدرت عطائیہ انسانیہ میں لاکھ بار ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک کام کیا چاہتا ہے اور اللہ نہیں چاہتا نہیں بن پڑتا۔ اس سے نہ انسان پتھر ہو گیا نہ اس کا اختیار عطائی مسلوب عطائی کی شان ہی یہ ہے کہ جب تک ارادۂ ذاتیہ حقیقیہ الٰہیہ مساعدت نہ فرمائے کام نہیں دیتا۔

امام الوہابیہ اللہ عزوجل کو صریح گالیاں دیتا اور صاف جاہل مانتا ہے

طرفہ قہر بر قہر یہ ہے کہ ادھر تو تو نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عیاذاباللہ پتھر بنایا تھا ادھر اپنے معبود کو ایک آدمی کے برابر کر چھوڑا کہ

"غیب کی بات دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی شان ہے"۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۶)

اور اللہ عزوجل کو سخت عیب لگانے والے بے ادب گستاخ یہ ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کی شان نہیں وہ اس بیہودہ مہمل شان سے پاک ومنزہ ہے۔ اس کا علم اس کی صفت ذاتیہ ہے اس کے اختیار سے نہیں اُس کا مخلوق نہیں ازلی ابدی ہے۔ حادث نہیں اور بد عقل بدزبان غیب کا

دریافت کرنا اختیار میں ہونے کے یہی معنی یا کچھ اور کہ بالفعل تو معلوم نہیں مگر چاہے تو معلوم کرسکتا ہے۔ تف بر روئے بے دینی یہ تیرا موہوم خدا جاہل بالفعل محل حوادث ہوگا۔ سچا خدا تیری اس پر صریح گالی ہے بے نہایت متعالی ہے۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُ الظّٰمُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۔ مسلمانوں دیکھا تم نے یہ ایمان ہے اس گمراہ کا انبیاء اور خود حضرت عزت کی جناب میں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ٥

اس کی ضلالتیں کہاں تک لکھیے مَا عَلٰى مِثْلِهٖ بُعْدُ الْخَطَاءِ حدیث دکھا کرتا پوچھے کہ کیوں صاحب وہاں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب فرمایا نہ حکم شرک لگایا مگر انصار کی چھوکریوں کو اتنا ارشاد ہوا کہ اسے رہنے دو یہاں جو یہ مرد عاقل یہ صحابی فاضل نعت حضور میں اُس سے بھی زیادہ عظیم بات عرض کر رہے ہیں اور حدیث فرماتی ہے کہ حضور منع نہیں کرتے بلکہ اور انعام واکرام بخشتے ہیں۔ یہ شرک وہابیت پر کیسی آفت ہے اب یاد کر وہ اپنی اوندھی مت الٹی کھوپڑی چہ جائیکہ عاقل مرد کہے یا سن کر پسند کرے"۔ کچھ یہ بھی سوجھا کہ کہنے والے کون تھے اور سن کر پسند کرنے والے کون؟ كَذٰلِكَ يَقْذِفُ اللّٰهُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ۔

حدیث ۱۷۱: اور بڑھ کر سنیئے شرک فی العمارۃ کے بیان میں لکھا "اللہ صاحب نے اپنے بندوں کو سکھایا کہ دنیا کے کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کی کچھ تعظیم کرتے رہیں جیسے اولاد کا نام عبداللہ خدا بخش رکھنا جس چیز کو فرمایا اس کو برتنا جو منع کیا اس سے دور رہنا اور یوں کہنا کہ اللہ چاہے تو ہم فلانا کام کریں گے اور اس کے نام کی قسم کھائی اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں پھر کوئی کسی انبیاء اولیاء بھوت

پری کی اس قسم کی تعظیم کرے۔ جیسے اولاد کا نام عبدالغنی، امام بخش رکھے کھانے پینے پہننے میں رسموں کی سند پکڑے یا یوں کہے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیغمبر کی قسم کھاوے سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے اس کو اشراک فی العادۃ کہتے ہیں پھر اس شرک کی فصل میں اس مدعا کے ثبوت کو مشکوٰۃ کے باب الاسامی سے شرح السنہ کی حدیث بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ لایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَ قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ

نہ کہو چاہے اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یوں کہو کہ جو چاہے ایک اللہ

(مشکوٰۃ ۴۰۹)

اور اُس پر یہ فائدہ چڑھایا یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اُس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے وہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب ہو مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا کہ سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا؟ (تقویۃ الایمان ص ۱۵۳)

امام الوہابیہ کی صریح خیانت و عیاری

اقول: و باللہ التوفیق اولاً وہی قدیم لت وہی پرانی علت کہ دعوے کے وقت آسمان نشین اور دلیل لانے میں اسفل السافلین۔ حدیث میں ہے تو اتنا کہ "یوں نہ کہو" وہ شرک کا حکم کدھر یا ثانیاً سخت عیاری و مکاری کی چال چلا مشکوٰۃ شریف کے باب مذکور میں حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ یوں مذکور تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فَلَانٌ نہ کہو جو چاہے اللہ اور چاہے فلاں بلکہ

وَلٰکِنْ قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فَلَانٌ یوں کہو جو چاہے اللہ پھر چاہے فلاں۔

(مشکوۃ ص ۴۰۸)

مشکوۃ میں اسے مسند امام احمد وسنن ابی داؤد شریف کی طرف نسبت کرکے فرمایا وفی روایة منقطعا اور ایک روایت منقطع یعنی جس کی سند نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل نہیں یوں آئی ہے یہاں وہ روایت شرح السنہ ذکر کی ہوشیار عیار نے دیکھا کہ اصل حدیث تو اسکے دعویٰ شرک کو داخل جہنم کیے دیتی ہے۔ اُسے صاف الگ اُڑا گیا اور فقط یہ منقطع روایت نقل کرلایا۔ کیا سمجھتا تھا کہ مشکوۃ اہل علم کی نظر سے نہاں ہے نہیں نہیں خوب جانتا تھا کہ مبتدی طالب علم حدیث میں پہلے اسی کو پڑھتا ہے مگر اُسے تو بیچارے عوام کو چھلنا مقصود تھا۔ جنھیں علم کی ہوا نہ لگی سمجھ لیا کہ ان پر اندھیری ڈال ہی لوں گا اہل علم نے اور کون سی مانی ہے کہ اسی پر معترض ہوں گے۔ ''اُس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ''

اللہ ورسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا اس قول کے متعلق جلیل ونفیس بحث اور احادیث کا جمع

ثالثاً امام الوہابیہ کا تو مبلغ علم یہی مشکوۃ ہے ہم اس مطلب کی احادیث اول ذکر کریں پھر بتوفیقہ تعالیٰ ثابت کر دکھائیں کہ یہی حدیثیں اُس کے شرک کا کیسا سر توڑتی ہیں۔ اوّل تو یہی حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی احمد وابی داؤد نے یوں مختصراً اور ابن ماجہ نے بسند حسن اس طرح مطولا روایت کی۔

حدثنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ رَاٰی فِی النَّوْمِ اَنَّہٗ لَقِیَ رَجُلًا مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ فَقَالَ نِعْمَ الْقَوْمُ اَنْتُمْ لَوْلَا اَنَّکُمْ تُشْرِکُوْنَ تَقُوْلُوْنَ مَاشَاءَ اللّٰہُ وَ شَاءَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ ذَکَرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰہِ اِنْ کُنْتُ لَاَ عْرِفُھَا لَکُمْ قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ مَا شَاءَ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

یعنی اہل اسلام سے کسی صاحب کو خواب میں ایک کتابی ملا وہ بولا تم بہت خوب لوگ ہو اگر شرک نہ کرتے۔ تم کہتے ہو جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مسلم نے یہ خواب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی فرمایا سنتے ہو خدا کی قسم تمہاری اس بات پر مجھے بھی خیال گزرتا تھا۔ یوں کہا کرو جو چاہے اللہ پھر جو چاہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ابن ماجه فی السنن ص ۱۵۴ ابو داؤد ج ۲ ص ۳۲۴ واحمد فی مسنده ج ۵ ص ۳۹۳ وعبدالله بن مبارک فی مسنده ص ۱۰۸ وبیهقی فی الاسماء والصفات ج ۱ ص ۲۳۶، ۲۳۷ برقم ۲۸ ۲۲۷ وحکیم ترمذی فی النوادر ص ۳۹۷

یہ حدیث ابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۱۱۷ وطبرانی ج ۱۰ ص ۳۴۶ وبیہقی فی السنن الکبریٰ ج ۳ ص ۲۱۷، وغیرہم نے بھی روایت کی۔

حدیث ۱۷۱: ابن ماجہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا حَلَفَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلْ مَا شَاءَ اللّٰہُ وَ شِئْتُ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ مَا شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شِئْتُ۔

جب تم میں کوئی شخص قسم کھائے تو یوں نہ کہے کہ جو چاہے اللہ اور میں چاہوں ہاں یوں کہے کہ جو چاہے اللہ پھر میں چاہوں۔

ابن ماجہ فی السنن ص ۱۵۴ وبیھقی فی السنن الکبریٰ ج ۳ ص ۲۱۷

حدیث ۱۷۲: نیز ابن ماجہ واحمد وبغوی وابن قانع وغیرہم نے یہی مضمون طفیل بن سخبرہ برادر مادری ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اَنَّہٗ، اَعْنِیْ ابْنَ مَاجَۃَ اَحَالَہٗ عَلٰی حَدِیْثِ حُذَیْفَۃَ فَقَالَ نَحْوَہٗ وَلَمْ یَسُقْ لَفْظَہٗ اور مسند امام احمد میں بسند حسن صحیح کہ حدثنا بَھْزٌ وَ عَفَّانٌ قَالَا ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ طُفَیْلِ بْنِ سَنْجَرَۃَ اَخِیْ عَائِشَۃَ لِاُمِّھَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا (ج ۵ ص ۷۲ برقم ۲۰۹۷۰)

یوں ہے کہ انہیں خواب میں کچھ یہودی ملے۔ انہوں نے ابنیت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ماننے کا ان پر اعتراض کیا انہوں نے کہا تم خاص کامل لوگ ہو اگر یوں نہ کہو کہ جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر کچھ نصاریٰ ملے ان سے بھی ابنیت مسیح کے جواب میں یہی سنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب عرض کیا حضور نے خطبے میں بعد حمد وثنائے الٰہی فرمایا۔

اِنَّکُمْ کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ کَلِمَۃً کَانَ یَمْنَعُنِی الْحَیَاءُ مِنْکُمْ اَنْ اَنْھَاکُمْ عَنْھَا قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَ مَا شَاءَ مُحَمَّدٌ

تم لوگ ایک بات کہا کرتے تھے مجھے تمہارا لحاظ روکتا تھا کہ تمہیں اس سے منع کر دوں یوں نہ کہو جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابن ماجه ص ۱۵۴ واحمد فی مسنده ج۵ ص ۷۲ ودارمی فی السنن ج۲ ص ۲۰۵ وطبرانی فی الکبیر ج۸ ص ۲۲۴ برقم ۸۲۱۴ بیہقی فی الاسماء والصفات ج۱ ص ۲۳۷

حدیث ۱۷۴: سنن نسائی میں بسند صحیح بطریق مِسْعَرٍ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ قتیلہ بنت صیفی جہنیہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

اَنَّ يَهُوْدِيًّا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكُمْ تُنَدِّدُوْنَ وَاِنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ تَقُوْلُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَتَقُوْلُوْنَ وَالْكَعْبَةِ فَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادُوْا اَنْ يَّحْلِفُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَيَقُوْلُ اَحَدُهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ۔

یعنی ایک یہودی نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہو کر عرض کی بے شک تم لوگ اللہ کا برابر والا ٹھہراتے ہو بے شک تم لوگ شرک کرتے ہو یوں کہتے ہو کہ جو چاہے اللہ اور چاہو تم اور کعبے کی قسم کھاتے ہو۔ اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ قسم کھانا چاہیں تو یوں کہیں رب کعبہ کی قسم اور کہنے والا یوں کہے جو چاہے اللہ پھر چاہو تم

نسائی فی السنن الکبریٰ ج۲ ص ۱۲۶ وطبرانی فی الکبیر ج۱۰ ص ۲۰۲ عن ابن عباس

یہ حدیث سنن بیہقی ج ۳ ص ۲۱۶ میں بھی ہے نیز ابن سعد نے طبقات ج ۸ ص ۳۰۹ اور طبرانی معجم کبیر ج ۲۵ ص ۱۲، ۱۳ میں بطریق مذکور مسعر اور ابن مندہ نے بِطَرِیقِ الْمَسْعُودِیِّ عَنْ مَعْبَدِ نِ الْجُدْلِیِّ عَنْ اِبْنِ یَسَارِنِ الْجُهَنِیِّ عَنْ قُتَیْلَةَ الْجُهَنِیَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا روایت کی۔

اور امام احمد نے مسند میں اس طریق سعودی سے بسند صحیح یوں روایت فرمائی حدثنا۔ یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمَسْعُوْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنِی مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ قُتَیْلَةَ بِنْتِ صَیْفِیِّ نِ الْجُهَنِیَّةِ

قَالَتْ اَتٰی حَبْرٌ مِنَ الْاَحْبَارِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ نِعْمَ الْقَوْمُ اَنْتُمْ لَوْلَا اَنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا ذَاكَ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اِذَا حَلَفْتُمْ وَالْكَعْبَةِ قَالَتْ فَاَمْهَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْئًا ثُمَّ قَالَ اِنَّهٗ قَدْ قَالَ فَمَنْ حَلَفَ فَلْیَحْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ یَا مُحَمَّدُ نِعْمَ الْقَوْمُ اَنْتُمْ لَوْلَا اَنَّكُمْ تَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ نِدًّا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا ذَاكَ

یعنی یہود کے ایک عالم نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بہت عمدہ لوگ ہیں۔ اگر شرک نہ کیجئے فرمایا سبحان اللہ! یہ کیا کہا آپ کعبہ کی قسم کھاتے ہیں۔ اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مہلت دی یعنی ایک مدت تک کچھ ممانعت نہ فرمائی پھر فرمایا یہودی نے ایسا کہا ہے تو اب جو قسم کھائے وہ رب کعبہ کی قسم کھائے ...... یہودی نے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ بہت عمدہ لوگ ہیں اگر اللہ کا برابر والا

قَالَ تَقُوْلُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ قَالَتْ فَاَمْهَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ اِنَّهٗ قَدْ قَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَلْيَفْصِلْ بَيْنَهُمَا ثُمَّ شِئْتَ۔

نہ ٹھہراتے فرمایا سبحان اللہ یہ کیا کہا آپ کہتے ہیں جو چاہے اللہ اور چاہو تم۔ اس پر بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہلت تک کچھ نہ فرمایا بعدہ فرمایا اس یہودی نے ایسا کہا ہے تو اب جو کہے کہ جو چاہے اللہ تعالیٰ تو دوسرے کے چاہنے کو جدا کر کے کہے کہ پھر چاہو تم

(ج ۶ ص ۲۷۱، ۲۷۲)

بحمد اللہ یہ احادیث کثیرہ صحیحہ جلیلہ متصلہ کتب صحاح سے ہیں۔ امام الوہابیہ نے ان سب کو بالائے طاق رکھ کر شرح السنہ کی ایک روایت منقطع دکھائی اور بحمد اللہ اس میں بھی کہیں اپنے حکم شرک کی بو نہ پائی۔

امام الوہابیہ کے نزدیک صحابہ کرام شرک کیا کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم منع نہ فرماتے

اقول: وباللہ التوفیق اب بفضلہ تعالیٰ ملاحظہ کیجئے کہ یہی حدیثیں اس کے دعوے شرک کو کس کس طرح جہنم رسید فرماتی ہیں۔ اولاً ان احادیث سے ثابت کہ صحابہ کرام میں یہ قول کہ اللہ و رسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا یا اللہ اور تم چاہو تو یوں ہوگا۔ شائع و ذائع تھا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مطلع تھے اور انکار نہ فرماتے تھے بلکہ اس عالم یہود کے ظاہر الفاظ تو یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ایسا فرمایا کرتے تھے۔ امام

الوہابیہ اسے شرک کہتا ہے تو ثابت ہوا کہ اس کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شرک کرتے تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم منع نہ فرماتے تھے۔ ثانیاً حدیث طفیل رضی اللہ عنہ کے لفظ دیکھو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لفظ کا خیال مجھے بھی گزرتا تھا مگر تمہارے لحاظ سے منع نہ کرتا تھا جب یہ لفظ امام الوہابیہ کے نزدیک شرک ٹھہرا تو معاذ اللہ نبی نے دانستہ شرک کو گوارا کیا اور اس سے ممانعت پر اپنے یاروں کے لحاظ پاس کو غلبہ دیا امام الوہابیہ کے یہاں یہ نبوت کی شان ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

امام الوہابیہ کے نزدیک صحابہ کرام و نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچی توحید ایک یہودی نے سکھائی

ثالثاً ایک یہودی نے اگر اعتراض کیا اسکے بعد حکم ممانعت ہوا تو امام الوہابیہ کے نزدیک صحابہ کرام بلکہ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچی توحید اور اُس پر استقامت کی تاکید ایک یہودی نے سکھائی۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

امام الوہابیہ کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک سے منع بھی کیا تو صرف اس خیال سے کہ ایک مخالف اعتراض کرتا ہے

رابعاً: قتیلہ رضی اللہ عنہا کی حدیث صحیح دیکھو اُس یہودی کی عرض پر بھی فوراً حضور نے ممانعت نہ فرمائی بلکہ ایک زمانہ کے بعد خیال آیا اور فرمایا وہ یہودی اعتراض کر گیا ہے اچھا یوں نہ کہا کرو تو امام الوہابیہ کے نزدیک اللہ کے رسول ﷺ نے آپ تو شرک سے نہ روکا یا شرک کو شرک نہ جانا جب ایک کافر نے بتایا اس پر بھی ایک مدت تک شرک کو روا رکھا پھر

ممانعت بھی کی تو یوں نہیں کہ شرک کی برائی سے بلکہ یوں کہ ایک مخالف اعتراض کرتا ہے لہذا چھوڑ دو۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

امام الوہابیہ کے نزدیک بعد اعتراض بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم فرمایا وہ خود شرک ہے

خامساً: ان سب وقتوں کے بعد جو تعلیم فرمائی وہ بھی ہماں آس ور کا سلائی ارشاد ہوا کہ یوں کہا کرو جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ کام ہوگا۔ امام الوہابیہ کے لفظ یاد کیجئے "یہ خاص اللہ کی شان ہے اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا"۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۵۳)

شرک سے کیوں کر نجات ہوگی

مسلمانو! اللہ انصاف جو بات خاص شان الٰہی عزوجل ہے جس میں کسی مخلوق کا کچھ دخل نہیں۔ اُس میں دوسرے کو خدا کے ساتھ (اور) کہہ کر ملایا تو کیا اور (پھر) کہہ کر ملایا تو کیا شرک سے کیوں کر نجات ہو جائے گی مثلاً آسمان و زمین کا خالق ہونا اپنی ذاتی قدرت سے تمام اولین و آخرین کا رازق ہونا خاص خدا کی شانیں ہیں کیا اگر کوئی یونہی کہے کہ اللہ و رسول خالق السموت و والارض ہیں۔ اللہ و رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق عالم ہیں جبھی شرک ہوگا اور اگر کہے گا کہ اللہ پھر رسول خالق السموت والارض ہیں۔ اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہاں ہیں تو کیا شرک نہ ہوگا۔ مسلمانو گمراہوں کے امتحان کیلئے ان کے سامنے یونہی کہہ دیکھو کہ اللہ پھر رسول عالم الغیب ہیں۔ اللہ پھر رسول ہماری مشکلیں

کھولدیں دیکھو تو یہ حکم شرک جڑتے ہیں یا نہیں اسی لئے تو یہ عیار مشکوٰۃ کی اس حدیث متصل صحیح ابی داؤد کی میر بحری بچا گیا تھا۔ جس میں لفظ پھر کے ساتھ اجازت ارشاد ہوئی تھی۔ تو ثابت ہوا کہ اس مردک کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کا اعتراض پاکر بھی جو تبدیل کی وہ خود شرک کی شرک ہی رہی۔

مسلمانو! یہ حاصل ہے رسول کی جناب میں اس گستاخ کے اعتقاد کا وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ تو یہ تو ان کے طور پر نتیجہ احادیث تھا ہم اہل حق کے طور پر پوچھو تو۔

احادیث مشیت کی نفیس تقریر منیر

اقول: وباللہ التوفیق بحمد اللہ تعالٰی نہ صحابہ نے شرک کیا نہ معاذ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک سن کر گوارا فرمایا کسی کے لحاظ و پاس کو کام میں لانا ممکن تھا۔ نہ یہودی مردک تعلیم توحید کر سکتا تھا۔ بلکہ حقیقت امر یہ ہے کہ مشیت حقیقیہ ذاتیہ مستقلہ اللہ عزوجل کیلئے خاص ہے اور مشیت تابعہ عطائیہ لمشیۃ اللہ تعالٰی۔ اللہ تعالٰی نے اپنے عباد کو عطا کی ہے مشیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات میں جیسا کچھ دخل عظیم بعطائے رب کریم جل جلالہ ہے وہ اُن تقریرات جلیلہ سے کہ ہم نے زیر حدیث ذکر کیں۔ واضح و آشکار ہے محمد رسول اللہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نائب وخادم سیدنا علی مرتضٰی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الاسنے کی نسبت امت مرحومہ کا جو اعتقاد ہے وہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی عبارت مذکورہ مقدمہ سے اظہار ہے۔ کہ "حضرت امیر و ذریہ طاہرہ اورا تمام امت برمثال پیران ومرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشان وابستہ میدانند۔

اور خود امام الوہابیہ اس تقویۃ الایمان کے کفری ایمان سے پہلے جو ایمان صراط مستقیم میں

رکھتا تھا وہ بھی یہی تھا جہاں کہتا ہے

"مقامات ولایت بل سائر خدمات مثل قطبیت وغوثیت ابدالیت وغیر ہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشاں است و در سلطنت سلاطین و امارت امرا ہمت ایشاں را دخلے ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست

(کہتا ہے کہ مقامات ولایت بلکہ تمام خدمات مثل قطبیت غوثیت وابدالیت وغیرہ سب رہتی دنیا تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے سے ملتے ہیں اور بادشاہوں کی سلطنت اور امیروں کی امارت میں بھی آنجناب کی ہمت کا دخل ہے۔ یہ سیاحان عالم پر پوشیدہ نہیں ہے) اب کہ تقویت الایمان نے بحکم

قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ اسے تمام امت مرحومہ کے خلاف ایک نیا ایمان سخت بُرا ایمان نام کا ایمان اور حقیقت میں پرلے سرے کا کفران سکھایا یا اسفل السافلین پہنچا اب وہ بات کہ سیاحان عالم بالا پر ظاہر تھی اسے کیونکر سوجھائی دے۔

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۔

اس مشیت مبارکہ عطائیہ کے باعث صحابہ کرام نام الٰہی عز جلالہ کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک ملا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ و رسول چاہیں تو یہ کام ہو جائیگا۔ مگر ازانجا کہ طریق ادب سے اقرب و انسب یہ ہے کہ مشیت ذاتیہ و مشیت عطائیہ میں فرق مراتب نفس کلام سے واضح ہو کہ کسی احمق کو توہم مساوات نہ گزرے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کلمے پر خیال گزرتا تھا۔ پھر ملاحظہ فرماتے کہ یہ اہل توحید ہیں معنی حق صدق انہیں ملحوظ ہیں۔ محبت خدا اور رسول اور نام پاک خلیفۃ اللہ الاعظم جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم سے تبرک و توسل انہیں اس قول پر باعث ہے اور بات فی نفسہ شرعاً ممنوع نہیں کہ واو مطلق جمع

کیلئے ہے نہ مساوات نہ معیت کے واسطے لہٰذا منع نہ فرماتے تھے۔

حکمت: جب اُس یہودی خبیث نے جس کے خیالات امام الوہابیہ کے مثل تھے۔ اعتراض کیا اور معاذ اللہ شرک کا الزام دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کریم کا زیادہ رجحان اسی طرف ہوا کہ ایسے لفظ کو جس میں احمق بدعقل مخالف جائے طعن جانے دوسرے سہل لفظ سے بدل دیا جائے کہ صحابہ کرام کا مطلب تبرک وتوسل برقرار رہے اور مخالف کج فہم کو گنجائش نہ ملے مگر یہ بات عبارت کے ایک گونہ آداب سے تھی۔ معنا تو قطعا صحیح تھی۔ لہٰذا اُس کافر کے بکنے کے بعد بھی چنداں لحاظ نہ فرمایا گیا یہاں تک کہ طفیل بن سنجرہ رضی اللہ عنہ نے وہ خواب دیکھا اور رویائے صادقہ القائے ملک ہوتا ہے اب اس خیال کی زیادہ تقویت ہوئی اور ظاہر ہوا کہ بارگاہ عزت میں یہی ٹھہرا ہے کہ یہ لفظ مخالفوں کا جائے طعن ہے۔ بدل دیا جائے جس طرح رب العزت جل جلالہ نے راعنا کہنے سے منع فرمایا تھا کہ یہود وعنود اُسے اپنے مقصد مردود کا ذریعہ کرتے ہیں اور اس کی جگہ انظرنا کہنے کا ارشاد ہوا تھا۔ ولہٰذا خواب میں کسی بندہ صالح کو اعتراض کرتے نہ دیکھا کہ یوں تو بات فی نفسہ محل اعتراض ٹھہرتی بلکہ خواب بھی دیکھا تو انہیں یہود ونصاریٰ اس امام الوہابیہ کے ہم خیالوں کو معترض دیکھا تاکہ ظاہر ہو کہ صرف دشمن دوزی مخالفان کی مصلحت داعی تبدیل لفظ ہے۔ اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یوں نہ کہو کہ اللہ ورسول ﷺ چاہیں تو کام ہوگا بلکہ یوں کہو کہ اللہ پھر اللہ کا رسول چاہے تو کام ہوگا۔ (پھر) کا لفظ کہنے سے وہ توہم مساوات کہ ان وہابی خیالات کے یہود ونصاریٰ یا یوں کہیے کہ ان یہودی خیال کے وہابیوں کو گزرتا ہے باقی نہ رہے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی تَوَاتُرِ الْاٰلَاءِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی اَنْبِیَاءِ ہٖ

اہل انصاف و دین ملاحظہ فرمائیں کہ یہ تقریر منیر کہ فیض قدیر سے قلب فقیر پر القا ہوئی کیسی واضح و مستنیر ہے جسے اُن احادیث کو ایک مسلسل سلک گوہرین میں منظوم کیا اور تمام مدارج و مراتب مرتبہ کا بحمد اللہ تعالیٰ نورانی نقشہ کھینچ دیا۔

الحمد للہ کہ یہ حدیث فہمی ہم اہلسنت ہی کا حصہ ہے۔ وہابیہ وغیرہم بد مذہبوں کو اس سے کیا علاقہ ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

غرض احادیث صحیحہ ثابتہ تو اس دروغ گو کو تابخانہ پہنچا رہی ہیں وہ روایت منقطعہ کہ اس نے ذکر کی اور یوہیں روایت اعتبار ام المومنین صدیقہ سے کہ یہود کے اعتراض پر فرمایا یوں نہ کہو بلکہ ماشاء اللہ وحدہ۔ اقول اگر صحیح بھی ہو تو نہ ہمیں مضر نہ اُسے مفید کہ واد سے احتراز کی دو صورتیں ہیں۔ تبدیل حرف جس کی طرف وہ احادیث صحیحہ ارشاد فرما رہی ہیں اور راساً ترک عطف جس کا اس روایت میں ذکر آیا۔ ایک صورت دوسری کی نافی و منافی نہیں نہ ذاتی میں حصر عطائی کی نفی کرے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

اور جب بحمد اللہ تعالیٰ ہم خود حدیث سے ماشاء اللہ ثم شاء فلان کی طرح ماشاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اجازت دکھا چکے تو اب اصلاً ہمیں اُن نکات و توجیہات کی حاجت نہ رہی جو شراح نے اس روایت منقطعہ اور اصل حدیث مستقل میں بظاہر ایک نوع تغایر کے لحاظ سے ذکر کیے ہیں۔ شیخ محقق سرہ نے یہاں یہ نکتہ ذکر فرمایا "در ینجا عایت بندگی و تواضع و توحید ست زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در غیر خود اسناد مشیت اگرچہ بطریق تاخر و تبعیت باشد تجویز کرد اما در حق خود باں نیز راضی نہ شد بلکہ امر کرد باسناد مشیت

یہ پروردگار تعالیٰ تنہا ہے تو ہم شرکت۔

اقول یہ توجیہ بھی شرک امام الوہابیہ کی کیفر پیشانی کو بس ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اصلاً اپنی مشیت کا ذکر کرنے کو نہ فرمایا نہ اوروں کے ذکر مشیت کی اجازت دی اگر شرک ہو تو معاذ اللہ یہ ٹھہرے گی کہ حضور نے اپنی ذات کریم کو شریک خدا کرنے سے منع فرمایا اور زید و عمرو کو شریک کر دینا جائز رکھا۔ علامہ طیبی نے ایک اور توجیہ لطیف و دقیق کی طرف اشارہ کیا کہ

اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاْسُ الْمُوَحِّدِیْنَ وَ مَشِیْئَۃٌ مَعْمُوْرَۃٌ فِیْ مَشِیْئَۃِ اللّٰہِ تَعَالیٰ وَ مُضْمَحَلَۃٌ فِیْھَا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سردار موحدین ہیں اور حضور کی مشیت اللہ عزوجل کی مشیت میں مستغرق و گم ہے۔

اہم نکتہ: اقول تقریر اس اشارہ لطیفہ کی یہ ہے کہ عطف واو سے ہو خواہ ثم خواہ کسی حرف سے معطوف و معطوف علیہ میں مغایرت چاہتا ہے بلکہ ثم بوجہ افادہ فصل و تراخی زیادہ مفید مغایرت اور سید الموحدین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے کوئی مشیت جداگانہ اپنے رب عزوجل کی مشیت سے رکھی ہی نہیں اُن کی مشیت بعینہٖ خدا کی مشیت ہے اور مشیت خدا بعینہٖ اُن کی مشیت کر کے کہیے تو دوئی سمجھی جائے گی کہ اللہ کی مشیت اور ہے اور رسول کی مشیت اور۔ لہذا ایہام عطف کے لئے ارشاد نہ فرمایا فقط مشیت اللہ وحدہٗ کا ذکر بتایا کہ اُس میں خود ہی مشیۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آجائے گا۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ھٰکَذَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّفْھَمَ۔ ھٰذَا الْمَقَامُ وَبِہٖ یَنْدَفِعُ مَا اَوْرَدَ عَلَیْہِ الْقَارِیْ مِنَ النَّقْضِ بِاَنَّ مَشِیْئَۃَ غَیْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْضًا

مُضْمَحِلَّةٌ فِیْ مَشِیْئَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی سُبْحَانَہٗ ۔اھ

اقول : فَلَمْ یَفْرُقْ بَیْنَ الْاِضْمِحْلَالِ الْاِضْطِرَارِیِّ الحاصل لِکُلِّ خلق والاختیاری الْمُخْتَصِّ بِخُلَّصِ عِبَادِ اللّٰہِ الْمُمْتَازِ فِیْہِ وَفِیْ کُلِّ صفہ لہیۃ من بَیْنِہِمْ سیدھم بَیْنَہُمْ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ وَاعْتَرَضَ عَلَیْہِ اَیْضًا بِاَنَّہٗ لَا یُفِیْدُ جَوَازَ الْاِتْیَانِ بِالواو ۔اھ

اَقُوْلُ ما کان مساق کلام الطیبی لِاِثْبَاتِ جَوَازِ الْاِتْیَانِ بِالْوَاوِ حَتّٰی یَکُوْنَ عَدَمُ اِفَادَتِہٖ نَقْصًا فِیْ مَرَامِہٖ اِنَّمَا اَرَادَ اَبْدَاءَ نکتۃِ الْفَرْقِ بَیْنَ مَشِیْئَتِہٖ وَ مَشِیْئَۃِ غَیْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیْثُ ذکر الاولٰی بِثُمَّ وَطوی ذِکْر ھٰذِہٖ رَأْسًا وَھٰذَا مُسْتَفَادٌ مِّنْ کَلَامِہٖ مَا بَیْنَ وَجْہٍ کَمَا سَمِعْتَ مِنَّا تَقْرِیْرَہٗ فَلَا اَدْرِیْ مَا الْمُرَادُ بِہٰذَا الْاِیْرَادِ ثُمَّ اَفَادَہٗ وَجْہٌ اٰخَرُ لِلْفَرْقِ فَقَالَ مَا سَبَقَ مِنْ قَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ لِمُجَرَّدِ الرُّخْصَۃِ وَلَوْ قَالَ ھُنَا قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَکَانَ اَمْرُ وُجُوْبٍ اَوْ نَدْبٍ وَلَیْسَ الْاَمْرُ کَذٰلِکَ ۔

اقول کَاَنَّہٗ یَسْتَنْبِطُ مِنْ تَرْکِ لَفْظَۃ لکن ھٰہُنَا فَاِنَّہٗ یَکُوْنُ حِیْنَئِذٍ اَمْرًا مَقْصُوْدًا وَاَقَلُّہُ النَّدْبُ بِخِلَافِ الْاَوَّلِ فَاِنَّہٗ اِسْتدراک عَلَی النَّہْیِ فیفید مُجرد الرخصہ ھذا ما ظھرلی فی تقریر مرامہ وانت تعلم انہ یرجع الفرق علی ھذا الی جھۃ العبارۃ فلو ذکر ھٰہنا لکن لساغ ان یذکر العطف بثم ولو ترکھا ثمہ لقال قولوا ما شاء اللہ وحدہ ثم قال مع ان المشیئۃ المسندۃ الی فلان انما ھی المشیئۃ جزئیۃ لا یجوز حملھا علی المشیئۃ

الکلیة کمار مزنا الیه فیما سبق من الکلام .

اقول ھٰذا شیٔ متحاز عن البحث و مشیئة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ایضا لا تحیط بجمیع مرادات اللہ تعالیٰ سبحانه ھذا قد کان افادة العلامة الطیبی وجهارا بعاوهو انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال هذا ای قولوا ما شآء اللہ وحده د فعالمظنة التهمة قولهم ما شاء اللہ وشاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم تعظما له ورياء لسمعته . اقول ای و المظنة بحالها فی ذکر اسمه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ولو بثم فعدل الی ذکر اللہ تعالیٰ وحده ولیس یریدان المظنة نشأت من الواواذا لو اراده له یصلح ما ذکره و جها للفرق بذکر مشیئة غیره صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بثم لا مشیئة هوفان المحذور علی هذا ان کان ففی الواد لا فی ثم و فیها الکلام فارادة هذا خروج عن اصل المرام هذا تقریر کلامه علی ما ظهرلی . اقول و هوا رئودا الوجوه عندی و کیف یظن ان یظن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بصحابته فی ذکر نفسه السمعة و الریا وحاشاه و حاشاهم عن ذالک و احسن الوجوه ما ذکرنا سابقا عن الطیبی وما قد منا عن الشیخ المحقق مع ان کل ذالک مستغنی عنه کما علمت و قد اشار الیه القاری ایضا اذ قال اصل السوال مدفوع لانه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم داخل فی عموم فلان فیجوز ان یقال ماشاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ولا یجوز ان یقال ما شاء اللہ و شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم . اقول ولو استحضر حدیث ابن ماجة لم

یحتج الی عموم فلان کم ان السائل لو استظہر لما سائل کما ان المجیبین لو تذکروہ لما ذہبوا الی ہنا وہنا فسبحان من لا یعزب عنہ شیئ الحمد للہ۔

یہ وصل مبارک کہ اعظم مقصد کتاب تھا۔ بروجہ احسن و اجمل اختتام کو پہنچا اور ہنوز اس کی ابحاث میں ردّ وہابیت کا بہت کلام باقی جس کا بعض ان شاء اللہ العزیز خاتمہ کتاب میں مذکور ہوگا۔ یہاں تک اس باب میں وجہ دوم پر بعد اسم پاک جامع ایک سو۱۱۴ چودہ حدیثیں خاص متعلق بذات اقدس حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مذکور ہوئیں۔ اور بعض آئندہ آتی ہیں اور پچاس حدیثیں کہ ہم نے شمار کر کے شمار نہ کیں علاوہ ہم ابنائے زماں میں کسل وتقاعد ہے۔ لہٰذا بخوف ملالت زیادہ طالت نہ کیجئے اور بتوفیقہ تعالٰی بقیہ وصلوں کے وصل سے راحت وبرکت لیجئے۔ وباللہ التوفیق۔

☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆☆☆

وصل دوم

احادیث متعلقہ حضرات انبیاء و الیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء

مانگ جو تیرا جی چاہے

حدیث ۱۷۵: طبرانی معجم اوسط اور خرائطی مکارم الاخلاق میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص کچھ سوال کرتا اگر حضور کو منظور ہوتا نعم فرماتے یعنی اچھا اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے کسی چیز کو لا یعنی نہ نہ فرماتے ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا حضور خاموش رہے پھر سوال کیا سکوت فرمایا پھر سوال کیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا سَلْ مَا شِئْتَ یَا اَعْرَابِیُّ اے اعرابی جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں فَغَبَطْنَاہُ فَقُلْنَا الْاٰنَ یَسْاَلُ الْجَنَّۃَ۔ یہ حال دیکھ (کہ حضور خلیفۃ اللہ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے) ہمیں اُس اعرابی پر رشک آیا ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔ اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں فرمایا عطا ہوا۔ عرض کی حضور سے زادِ راہ مانگتا ہوں فرمایا عطا ہوا ہمیں اُس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں پھر حضور نے اُس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دریا اُترنے کا حکم ہوا کنارِ دریا تک پہنچے سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیئے۔ کہ خود بخود

واپس پلٹ آئے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی الٰہی یہ کیا حال ہے ارشاد ہوا تم قبر یوسف کے پاس ہو۔ اُن کا جسم مبارک اپنے ہاتھ لے لو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا فرمایا اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو ایک آدمی نے کہا شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر معلوم ہے کہا ہاں فرمایا تو مجھے بتا دے عرض کی۔

لَا وَ اللّٰہِ حَتّٰی تُعْطِیَنِیْ مَا اَسْئَلُکَ — خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرمادیں۔

فرمایا۔ ذٰلِکَ لَکِ تیری عرض قبول ہے۔

قَالَتْ فَاِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ اَکُوْنَ مَعَکَ فِی الدَّرَجَۃِ الَّتِیْ تَکُوْنُ فِیْھَا فِی الْجَنَّۃِ۔ — پیرزن نے عرض کی تو میں حضور سے مانگتی ہوں کہ جنت میں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اُس درجے میں جس میں آپ ہوں گے۔

قَالَ سَلِی الْجَنَّۃَ — موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جنت مانگ لے یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر

قَالَتْ لَا وَ اللّٰہِ اِلَّا اَنْ اَکُوْنَ مَعَکَ — پیرزن نے کہا خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں۔

فَجَعَلَ مُوْسٰی یُرَدِّدُھَا فَاَوْحَی اللّٰہُ اَنْ اَعْطِھَا ذَالِکَ فَاِنَّہٗ لَنْ یَنْقُصَکَ — موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس سے یہی رد و بدل کرتے رہے۔ اللہ عزوجل نے وحی بھیجی

شَیْئًا فَاَعْطَاھَا — موسیٰ وہ جو مانگ رہی ہے تم اُسے وہی عطا کر دو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں

موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے جنت میں اپنی رفاقت اُسے عطا فرمادی۔ اُس نے یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر بتادی۔ موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نعش مبارک کو ساتھ لے کر دریا سے عبور فرما گئے۔

(کنز العمال ج ۳ ص ۶۱۶، ۶۱۷ برقم ۸۹۵، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۷۱ وابونعیم فی الحلیۃ الاولیاج ۶ ص ۲۷)

اقول وباللہ التوفیق بحمدہ تعالیٰ اس حدیث نفیس کا ایک ایک حرف جان وہابی پر کوکب شہابی ہے

خود حدیث کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزائن رحمت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پہنچتا ہے جو چاہیں جسے چاہیں عطا فرمادیں

اوّلاً: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ جو جی میں آئے مانگ لے۔ حدیث ربیعہ رضی اللہ عنہ میں تو اطلاق ہی تھا۔ جس سے علمائے کرام نے عموماً مستفاد کیا۔ یہاں صراحۃً خود ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے۔ ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ وَ بَارَکَ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ قَدْرَ جُوْدِہٖ وَ نَوَالِہٖ وَ نِعَمِہٖ وَ اَفْضَالِہٖ۔

یہی اعتقاد صحابہ کرام کا تھا کہ حضور کارخانہ الٰہی کے مختار کل ہیں

ثانیاً: یہ ارشاد سن کر مولیٰ علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد اکرام ہمیں نصیب ہوتا۔ حضور تو اُسے اختیار عطا فرما ہی چکے۔ اب یہ حضور سے جنت

مانگے گا۔ معلوم ہوا کہ بحمد اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزائن رحمت دینا و آخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جسے چاہیں بخش دیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ثالثاً خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس وقت اُس اعرابی کے قصور ہمت پر تعجب کہ ہم نے اختیار عام دیا اور ہم سے حطام دنیا مانگنے بیٹھا پیر زن اسرائیلیہ کی طرح جنت نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم تو زبان دے ہی چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اُسے عطا فرما دیتے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

رابعاً اُن بوڑھی بی پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں بھلا انہوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدائی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی ایسے اعلیٰ درجے عطا کر دینے پر قادر مان کر شرک کیا تو...... موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کیا ہوا کہ یہ باآن شان غضب وجلال اُس شرک پر انکار نہیں فرماتے۔ اُس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے جو اقرار کیا تھا تو اُن چیزوں کا جو اپنے اختیار کی ہوں بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ خدا کے گھر کے معاملے ہیں۔ اُن میں میرا کیا اختیار تو نے نہیں سنا کہ وہابیہ کے امام شہید اپنے قرآن جدید نام کے تقویۃ الایمان اور حقیقت کے کلمات کفر و کفران میں فرمائیں گے۔ کہ انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے اُن کو عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو میں تو میں مجھ سے اور تمام جہاں سے افضل محمد رسول اللہ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اُن کی وحی باطنی میں اُترے گا کہ

''جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کو مختار نہیں''۔ خود انہیں کے نام سے بیان کیا جائے گا کہ میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا

کر سکوں"۔ نیز کہا جائے گا پیغمبر نے سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اُس چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو سو میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔ بڑی بی کیا تم سٹھ گئی ہو۔ دیکھو تقویۃ الایمان کیا کہہ رہی ہے کہ رسول بھی کون محمد سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم اور معاملہ بھی کس کا خود اُن کے جگر پارے کا اور وہ بھی کتنا کہ دوزخ سے بچا لینا اُس کا تو انہیں خود اپنی صاحبزادی کیلئے کچھ اختیار نہیں وہ اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آسکتے۔ تو کہاں وہ اور کہاں میں کہاں اُن کی صاحبزادی اور کہاں تم۔ کہاں صرف دوزخ سے نجات اور کہاں جنت اور جنت کا بھی ایسا اعلیٰ درجہ بخش دینا بھلا بڑی بی تم مجھے خدا بنا رہی ہو۔ پہلے تمہارے لئے کچھ امید بھی ہو سکتی تو اب تو شرک کر کے تم نے جنت اپنے اوپر حرام کر لی۔ افسوس کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ نہ فرمایا اُس بھاری شرک پر اصلاً انکار نہ کیا۔

خامساً انکار در کنار اور رجسٹری کہ سَلِی الْجَنَّۃَ اپنی لیاقت سے بڑھ کر تمنا نہ کرو ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ فرما چکے ہیں عطا کر دیں گے۔ تمہیں یہی بہت ہے۔ افسوس موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا شکایت کی کہ امام الوہابیہ اگر چہ یہودی خیالات کا آدمی ہے جیسا کہ ابھی آخر وصل اول میں ثابت ہو چکا مگر اپنے آپ کو کہتا تو محمدی ہے خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے جدید قرآن تقویۃ الایمان کو جہنم پہنچایا۔ ربیعہ رضی اللہ عنہ نے حضور سے جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ مانگا۔ اس عظیم سوال کے صریح شرک پر انکار نہ فرمایا بلکہ صراحۃً عطا فرما دینے کا متوقع کر دیا اب اگر وہ جل جل کر ان کی توہین نہ کرے اُن کا نام سوسو

گستاخیوں سے نہ لے تو اور کیا کرے گا بیچارہ کلیم کا مردود حبیب کا مارا اپنے جلے دل کے پھپھولے بھی نہ پھوڑے مثل مشہور ہے۔ کسی کا ہاتھ چلے کسی کی زبان وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

سادساً: سب فیصلوں کی انتہا خدا پر ہوتی ہے کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے امام الوہابیہ سے یہ رکھائی برتی تو اُسے جائے عذر تھی کہ موسیٰ بدین خود ما بدین خود حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویۃ الایمان کی یہ صریح تذلیل و تضلیل فرمائی۔ تو اُسے پوچھنے کو جگہ تھی کہ نبی اُمی ہیں پڑھے لکھے نہیں کہ تقویۃ الایمان پڑھ لیتے ان احکام جدیدہ سے آگاہ ہوتے گر پورا قہر تو خدا نے توڑا کہ بڑی بی کے شرک اور موسیٰ کے اقرار کو خوب مسجل و مکمل فرمادیا، وحی آئی تو کیا کہ اَعْطِهَا ذَالِكَ موسیٰ جو یہ مانگ رہی ہے تم اُسے عطا کر بھی دو اس بخشش فرمانے میں تمہارا کیا نقصان ہے۔ واہ ری قسمت یہ اوپر کا حکم تو سب سے تیز رہا یہ نہیں فرمایا جاتا کہ موسیٰ تم ہو کون بڑھ بڑھ کر باتیں مارنے والے ہمارے یہاں کے معاملے کا ہمارے حبیب کو تو ذرہ بھر اختیار رہے ہی نہیں یہاں تک کہ خود اپنی صاحبزادی کو دوزخ سے نہیں بچا سکتے تم ایک بڑھیا کو جنت پہنائے دیتے ہو اپنی گرمجوشی اتھار کھو تقویۃ الایمان میں آچکا ہے کہ ہمارے یہاں کا معاملہ ہر شخص اپنا درست کرے بلکہ علی الرغم الثانیہ حکم آتا ہے کہ موسیٰ تم اسے جنت کا یہ عالی درجہ عطا کر دو۔ اب کہیے یہ بیچارہ کس کا ہو کر رہے۔ جس کیلئے تو حید بڑھانے کو تمام انبیاء سے بگاڑی دین و ایمان پر دولتی جھاڑی صاف کہہ دیا کہ خدا کے سوا کسی کو نہ مان اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ اُسی خدا نے یہ سلوک کیا اب وہ بے چارہ ازیں سو ماندہ وزاں سو راندہ سوا اس کے کیا کرے کہ اپنی اکلوتی چہر تو حید کا ہاتھ پکڑ کر جنگل کو نکل جائے اور سر پر ہاتھ دھر کر چلائے۔

ما زیاراں چشم یاری داشتیم　　　خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

مجھے امام الوہابیہ کے حال پر ایک حکایت یاد آئی اگرچہ میں ذکر احادیث میں ہوں مگر بمناسبت محل ایک آدھ لطیف بات کا ذکر خالی از لطف نہیں ہوتا جسے تمحیض کہتے ہیں اور یہ بھی سنت سے ثابت ہے۔ کَمَا فِیْ حَدِیْثِ خرافۃَ اُمِّ زَرْعٍ میں نے ایک عالم سنت رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ رافضیوں کے کسی محلے میں چند عرب سنی رہتے تھے۔ روافض کا زور تھا ان کا مجتہد پچھلے پہر سے اذان دیتا اور اس میں کلمات ملعونہ بکتا ان غریبوں کے قلب پر آرے چلتے آخر مرتا کیا نہ کرتا چار شخص مستعد ہوکر پہلے سے مسجد میں جا چھپے۔ وہ اپنے وقت پر آیا جبھی تبرا شروع کیا ان میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور اس بڈھے کو گرا کر دست ولکد و نعل سے خوب خدمت کی کہ ہیں میں ابوبکر ہوں تو مجھے بُرا کہتا ہے۔ آخر اُس نے گھبرا کر کہا حضرت میں آپ کو نہیں کہتا تھا میں نے عمر کو کہا تھا۔ دوسرے صاحب تشریف لائے اور مارتے مارتے بے دم کر دیا کہ ہیں مجھے کہتا تھا کہا یا حضرت توبہ ہے تو میں عثمان کو کہتا تھا۔ تیسرے صاحب آئے اور ایسی ہی تواضع فرمائی کہ ہیں مجھے کہے گا اب سخت گھبرایا جناب ہو کر چلایا کہ مولی دوڑیئے دشمن مجھے مارے ڈالتے ہیں۔ اس پر چوتھے حضرت ہاتھ میں اُسترا لئے نمودار ہوئے اور ناک جڑ سے اُڑا لی کہ مردک تو خدا کے محبوبوں اور ہمارے دین کے پیشواؤں کو بُرا کہے گا۔ اور ہم سے مدد چاہے گا اب مؤذن صاحب درد کے مارے شرم و ذلت سے گور کنارے کسی کونے میں سرک رہے مومنین آئے نمازیں پڑھتے اور کہتے جاتے ہیں آج قبلہ و کعبہ تشریف نہ لائے جناب قبلہ بولیں تو کیا بولیں جب اُجالا ہوا ارے حضرت قبلہ تو یہ پڑے ہیں قبلہ خیر ہے (رو کر) خیر کیا ہے آج وہ تینوں دشمن آپڑے تھے مارتے مارتے کچومر نکال گئے۔ تمہارا دکھنا مقدر میں تھا کہ سانس باقی ہے

قبلہ پھر آپ نے حضرت موسیٰ کو کیوں نہ یاد فرمایا جب کئی بار یہی کہے گئے تو آخر جھنجھلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا۔ کہ یہ کوتک تو انہیں کے ہیں دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے۔ انہوں نے تو جڑ سے پوچھ لی۔

ے ما ز یاراں چشم یاری داشتیم　　خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیم

وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ

سابعاً: پچھلا فقرہ تو قیامت کا پہلا صور ہے۔ فَاَعْطَاهَا مُوْسٰی عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ نے پیرزن کو وہ جنت عالیہ عطا فرمادی والحمدللہ رب العالمین۔ مسلمانو! دیکھا تم نے کہ اللہ اور اس کے مرسلین کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وہابیت کے شرک کا کیا کیا برادن لگاتے ہیں کہ بے چارے کو اسفل السافلین میں بھی پناہ نہیں ملتی۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔

حدیث ۱۷۶: کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوازن کی غنیمتیں حنین میں تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور نے مجھ سے کچھ وعدہ فرمایا تھا ارشاد ہوا صَدَقْتَ فَاحْتَكِمْ مَاشِئْتَ ۔ تو نے سچ کہا اچھا جو جی میں آئے حکم لگادے۔ عرض کی اسی دنبے اور ان کا چرانے والا غلام عطا ہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تجھے عطا ہوا اور تو نے بہت تھوڑی چیز مانگی۔

وَلَصَاحِبَةُ مُوْسٰى الَّتِيْ دَلَّتْهُ عَلٰى عِظَامِ يُوْسُفَ كَانَتْ اَحْزَمَ مِنْكَ حِيْنَ حَكَّمَهَا مُوْسٰى فَقَالَتْ حُكْمِيْ اَنْ تَرُدَّنِيْ شَابَّةً وَّ اُدْخِلَ	اور بے شک موسیٰ کو جس نے انہیں یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کا تابوت بتایا تھا تجھ سے زیادہ دانشمند تھی جب کہ اُسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اختیار دیا تھا کہ جو

مَعَکَ الْجَنَّۃَ۔ چاہے مانگ لے۔ اُس نے کہا میں قطعی طور پر یہی مانگتی ہوں کہ آپ میری جوانی واپس فرمادیں اور میں آپ کے ساتھ جنت میں جاؤں یونہی ہوا کہ وہ ضیعفہ فوراً نوجوان ہو گئی اس کا حسن و جمال واپس آیا اور جنت میں بھی معیت کا وعدہ کلیم کریم نے عطا فرمایا۔

(اِبْنِ حِبَّانٍ وَالْحَاکِمِ فِی الْمُسْتَدْرَکِ مَعَ اِخْتِلَافٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ)

(ابن حبان ج۲ ص ۴۳۲ وحاکم فی المستدرک ج۲ ص ۴۰۴، ۴۰۵، ۵۷۱ وابن کثیر فی تفسیرہ ج۴ ص ۳۲ اتحاف السعادۃ المتقین ج۷ ص ۵۰۹)

حاکم نے کہا یہ حدیث الاسناد ہے یہاں جوانی بھی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھیر دی۔

وہابیہ کے طور پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی آئی کہ

اے موسیٰ تو خدا بن جا

حدیث ۱۷۷: کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رب عزوجل نے وحی بھیجی۔

یَا مُوْسٰی کُنْ لِلْفَقِیْرِ کَنْزًا وَ لِلضَّعِیْفِ حِصْنًا وَ لِلْمُسْتَجِیْرِ غَیْثًا۔ اے موسیٰ فقیروں کیلئے خزانہ ہو جا اور کمزور کیلئے قلعہ اور پناہ مانگنے والے کیلئے فریادرس

(اِبْنِ النَّجَّارِ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَذَكَرَهُ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ۔)

كذا هندى فى كنز العمال ج٦ ص ٣٨٧ برقم ١٦٦٦٣ وابو نعيم فى الحليه ج٦ ص ٢٧

وہابیہ کے طور پر اس حدیث کا حاصل یہ ہوگا کہ اے موسیٰ تو خدا ہو جا کہ جب یہ خاص شان الوہیت ہیں اور ان باتوں میں بڑے چھوٹے سب بندے برابر ہیں اور یکساں عاجز تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان باتوں کا حکم ضرور خدا بن جانے کا حکم ہے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

حدیث ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰: ترمذی و حاکم حضرت ابوہریرہ اور امام احمد و ابوداؤد طیالسی و ابن سعد و طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب حضرت عزت جل وعلا نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا ان کی پیٹھ کو مسح فرمایا جس قدر لوگ اُن کی نسل سے قیامت تک پیدا ہونے والے تھے۔ سب ظاہر ہوگئے۔ رب عزوجل نے ہر ایک کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ایک نور چمکایا پھر انہیں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش فرمایا۔ عرض کی الٰہی یہ کون ہیں فرمایا تیری اولاد ہیں۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان میں ایک مرد کو دیکھا ان کی پیشانی کا نور انہیں بہت بھایا عرض کی الٰہی یہ کون ہے؟ فرمایا تیری اولاد سے پچھلی اُمتوں میں ایک شخص داؤد نام ہے عرض کی الٰہی اس کی عمر کتنی ہے فرمایا ساٹھ برس عرض کی الٰہی اس کی عمر زیادہ فرما رب جل وعلا نے فرمایا۔

لَا اِلَّا اَنْ اَزِيْدَهٗ اَنْتَ مِنْ عُمُرِكَ میں زیادہ فرماؤں گا مگر یہ کہ تو اپنی عمر سے اس کی عمر میں زیادت کردے۔

آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی عمر کے ہزار برس تھے۔ عرض کی تو میری عمر چالیس سال اس کی عمر میں بڑھا دے فرمایا ایسا ہے تو لکھ لیا جائے گا اور مہر کر لی جائے گی اور پھر بدلے گا نہیں (نوشتہ لکھ کر ملئکہ کی گواہیاں کرا لی گئیں۔

فَلَمَّا انْقَضٰی عُمُرُ آدَمَ اِلَّا اَرْبَعِیْنَ جَاءَہٗ مَلَکُ الْمَوْتِ فَقَالَ آدَمُ اَوَلَمْ یَبْقَ مِنْ عُمُرِیْ اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً قَالَ اَوَلَمْ یُعْطِھَا اِبْنَکَ دَاوٗدَ۔

جب آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی عمر سے چالیس سال باقی رہے یعنی نوسو ساٹھ برس گزر گئے۔ ملک الموت علیہ الصلوۃ والسلام ان کے پاس آئے فرمایا کیا میری عمر کے ابھی چالیس سال باقی نہیں۔ کہا کیا آپ اپنے بیٹے داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کو نہ دے چکے۔

(پھر اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلوۃ والسلام کیلئے ہزار اور داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کیلئے سو برس کر دیئے) حَدِیْثُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اِلَّا مَا بَیْنَ الْخَطَّیْنِ فَمِنْ حَدِیْثِ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ ان حدیثوں کا ارشاد ہے کہ داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کو آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے عمر عطا فرمائی۔

بیھقی سنن الکبری ج ۱۰ ص ۱۴۶ طبرانی کبیر ج ۱۸ ص ۲۱۴ ابن عساکر تہذیب ج ۲ ص ۳۴۵ عاصم فی السنۃ ج ۱ ص ۹۰ وحاکم فی المستدرک ج ۱ ص ۶۴ و ج ۲ ص ۵۸۶ واحمد فی مسندہ ج ۱ ص ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۹۹، ۳۷۱

حدیث ۱۸۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اِذَا اَضَلَّ اَحَدُكُمْ شَيْئًا وَّ اَرَادَ عَوْنًا وَّهُوَ بِاَرْضٍ لَيْسَ بِهَا اَنِيْسٌ فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ فَاِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ وَقَدْ جرب ذٰلِكَ	جب تم میں کسی کی کوئی چیز گم جائے اور مدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اُسے چاہیے یوں پکارے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

الطبرانی عتبة بن عروان رضی الله عنه

كذامجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۳۲ لفظ له

حدیث ۱۸۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے

فَلْيُنَادِ يَا عِبَادَ اللّٰهِ احْبِسُوْا	تو یوں ندا کرے اللہ کے بندو روک دو۔ عباد اللہ اسے روک دیں گے۔

(ابن السنی عن ابن مسعود رضی الله عنه)۔

ابن سنی فی عمل اليوم والليلة ص ۱۷۰ برقم ۵۰۹ وابويعلی فی مسنده ج ص ۱۷۷ برقم ۵۲۶۹ وابن حجر فی نتائج الافكار ج ۲ ص ۱۸۲، ۸۳ كزافی عجالہ الراغب ج ۲ ص ۵۸۲

حدیث ۱۸۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم یوں ندا کرے۔

اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰہِ۔ میری مدد کرو اے اللہ کے بندو

(ابن ابی شیبۃ والبزار عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔)

ابن ابی شیبۃ فی المصنف ج ۱۰ ص ۳۹۰ وبزار فی مسندہ (کشف) ج ۴ ص ۳۴ برقم ۳۱۲۸

یہ تین حدیثیں وہابیت کش:

کہ تین صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے آئیں قدیم سے اکابر علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی مقبول و مجرب معمول رہیں۔ اس مطلب جلیل کی قدر سے تفصیل فقیر کا رسالہ انہا لا انوار من لم صلوٰۃ الاسرار۔ کہ نماز غوثیہ شریف کے فضل ربیع اور بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلنے وغیرہ ایک ایک فعل کے سر بدیع میں تصنیف کیا ملاحظہ ہو ان حدیثوں اور حدیث اجل واعظم یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ۔ کی شوکت قاہرہ کے حضور وہابیہ کی حرکت مذبوحی کا حال رسالہ میں عنقریب آتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نبی و علی مددگار و کارساز ہیں

حدیث ۱۸۳: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ کُنْتُ وَلِیَّہٗ فَعَلِیٌّ وَلِیُّہٗ جس کا میں مددگار و کارساز ہوں علی اُس کا مددگار و کارساز ہے۔

کرم اللہ وجہہ الکریم

احمد والنسائی الحاکم عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

احمد فی مسندہ ج۵ ص۳۵۷ ابن ابی شیبۃ فی المصنف ج۱۲ ص۵۷ ابن عدی فی الکامل ج۲ ص۲۷۷ وترمذی فی الجامع ج۲ ص۲۱۳ وطبرانی فی الکبیر ج۵ ص۱۸۵، ۲۱۷ ہیثمی فی مجمع الزوائد ج۹ ص۱۰۷

بسند صحیح علامہ مناوی نے شرح میں فرمایا یدفع عنہ ما یکرہ علی اُس کے مددگار ہیں اُس سے مکروہات وبلیات دفع فرماتے ہیں اور شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ولی والی ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ — نبی مسلمانوں کا زیادہ والی ہے ان کی جانوں سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ — میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں۔

احمد ج۲ ص۲۹۰، ۴۵۳، ج۳ ص۳۳۸ والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجۃ ۲۴۱۵ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ترمذی برقم ۱۰۷۰، ابوداؤد ۲۹۵۴، سنن الکبریٰ، بیہقی ج۶ ص۲۰۱، ۲۳۸، ۲۵۱، ج۷ ص۴۴ ج۱۰ ص۳۰۲، شرح السنۃ ج۸ ص۲۱۳ ابونعیم تاریخ اصبہان ج۲ ص۱۳۲

علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں۔

لِاَنِّی الْخَلِیْفَۃُ الْاَکْبَرُ الْمُمِدُّ لِکُلِّ مَوْجُوْدٍ

اس لئے کہ میں اللہ عزوجل کا نائب اعظم اور تمام مخلوق الٰہی کا مددرساں ہوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت میں تمام مسلمانوں کے مددگار ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰی بِهٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَ تَرَكَ مَالًا فَلْیَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا وَ مَنْ تَرَكَ دَیْنًا اَوْ ضِیَاعًا فَلْیَاْتِنِیْ فَاَنَا مَوْلَاهُ۔

کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ میں دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اس کا والی نہ ہوں تمہارے جی میں آئے تو یہ آیہ کریمہ پڑھو کہ نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے تو جو مسلمان مرے اور ترکہ چھوڑے اُس کے وارث اس کے عصبے ہوں اور جو اپنے اوپر کوئی دین بے کس بے زر بچے چھوڑے وہ میری پناہ میں آئے کہ اُس کا مولیٰ میں ہو۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ

(البخاری و مسلم و الترمذی عن ابی هریرة و ابوداؤد و الترمذی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عھنم)۔

احمد ج۲ ص ۳۳۴، ۳۳۵ شرح السنة ج۵ ص ۲۳۱ سنن الکبریٰ بیہقی ج۶ ص ۲۳۸

امام عینی عمدۃ القاری میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں المولی الناصر یہاں مولیٰ بمعنی

مددگار ہے تو لاجرم بحکم حدیث صحیح مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ بھی ہر مسلمان کے ولی ومددگار ودافع بلاومکروہات ہیں۔ والحمدللہ رب العالمین۔

اسی لئے شاہ صاحب نے فرمایا "حضرت امیر وذریہ طاہرہ اوراالخ"۔

اقول: عموم حدیث میں حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم بھی داخل اور تخصیص کی اصلا حاجت نہیں کہ ناصر کا منصور سے افضل ہونا کچھ ضرور نہیں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ

يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ — مہاجرین اللہ ورسول کی مدد کرتے ہیں۔

وَقَالَ تَعَالیٰ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَ جِبْرِيْلُ (الآیہ)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار اللہ ہے اور جبریل وابوبکر وعمر وملئکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

حدیث ۱۸۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ و

اِبْنَتِيْ فَاطِمَهُ حَوْرَاءُ اٰدَمِيَّةٌ لَمْ تَحِضْ فَلَمْ تَطْمَثْ وَاِنَّمَا سَمَّاهَا — میری صاحبزادی فاطمہ آدمیوں میں حور ہے کہ نجاستوں کے عارضے جو عورت کو ہوتے۔

اللّٰهُ فَاطِمَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ فَطَمَهَا وَ مُحِبِّيْهَا مِنَ النَّارِ۔ — کہ نجاستوں کے عارضے جو عورت کو ہوتے ہیں ان سے پاک منزہ ہے۔ اللہ عزوجل نے اس کا فاطمہ اس لئے نام رکھا کہ اُسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کو آتش دوزخ سے آزاد فرمایا۔

(الخطیب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

کذا ھندی فی کنز العمال ج ۱۲ ص ۱۰۹ برقم ۳۴۲۲۷

غلامان زہرا کو نار سے چھڑایا تو اللہ عزوجل نے مگر نام حضرت زہرا کا ہے۔ فاطمہ چھڑانے والی آتش جہنم سے نجات دینے والی)۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ اَبِیْهَا وَ عَلَیْهَا وَ بَعْلِهَا وَ ابْنَیْهَا وَ بَارِکْ وَسَلَّمْ۔

امیر المؤمنین عمر لوگوں کو دوزخ میں گرنے سے روکے ہوئے تھے

حدیث ۱۸۵:

اِنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا اُمَّ کُلْثُوْمِ بِنْتَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَ کَانَتْ تَحْتَهٗ فَوَجَدَهَا تَبْکِیْ فَقَالَ مَا یُبْکِیْکِ فَقَالَتْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ هٰذَا الْیَهُوْدِیُّ تَعْنِیْ کَعْبَ الْاَحْبَارِ یَقُوْلُ اِنَّکَ عَلٰی بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ جَهَنَّمَ فَقَالَ عُمَرُ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ یَکُوْنَ رَبِّیْ خَلَقَنِیْ سَعِیْدًا ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی کَعْبٍ فَدَعَاهُ فَلَمَّا جَاءَهٗ کَعْبٌ قَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَعْجَلْ عَلَیَّ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ

یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ حضرت ام کلثوم دختر امیر المومنین مولیٰ علی و بتول زہرا رضی اللہ عنہم کو بلایا انہیں روتے پایا سبب پوچھا کہا یا امیر المومنین یہ یہودی کعب احبار رضی اللہ عنہ کہ اجلۂ ائمۂ تابعین و علمائے کتابین و اعلم علمائے توراۃ سے ہیں۔ پہلے یہودی تھے خلافت فاروقی میں مشرف باسلام ہوئے۔ شاہزادی کا اس وقت حالت غضب میں انہیں اس لفظ سے تعبیر فرمانا برنسائے نازک مزاجی تھا کہ لازمہ شاہزادی ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین یہ کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر ہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا جو

لَا يَنْسَلِخُ ذُوالْحِجَّةِ حَتّٰى تَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ عُمَرُ اَیُّ شَیْءٍ هٰذَا مَرَّةً فِی الْجَنَّةِ وَ مَرَّةً فِی النَّارِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنَّا لَنَجِدُكَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ جَهَنَّمَ تَمْنَعُ النَّاسَ اَنْ يَقَعُوْا فِيْهَا فَاِذَا مِتَّ لَمْ يَزَالُوْا يَقْتَحِمُوْنَ فِيْهَا اِلٰی يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

خدا چاہے خدا کی قسم بے شک مجھے امید ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید پیدا کیا ہو پھر حضرت کعب کو بلا بھیجا انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی امیر المومنین مجھ پر جلدی نہ فرمائیں قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ذی الحجہ کا مہینہ ختم نہ ہونے پائے گا کہ کا مہینہ ختم نہ ہونے پائے گا کہ آپ جنت میں تشریف لے جائیں گے۔ فرمایا یہ کیا بات کبھی جنت میں کبھی نار میں عرض کی یا امیر المومنین قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ کو کتاب اللہ میں جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر پاتے ہیں کہ آپ لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہیں جب آپ انتقال فرمائیں گے قیامت تک لوگ نار میں گرا کریں گے

وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ رَبَّ عمر الجليل ابن سعد فی طبقاته و ابو القاسم بن بشران فی اماليه عن الجاری مولیٰ عمر رضی الله عنه

تخريج حديث : ابن سعد فی الطبقات الكبریٰ جلد ۳/ ۳۳۲۔

بھلا دوزخ میں گرنے سے بچانا دافع بلا کا ہے کو ہوا۔

فاروق اعظم فرماتے ہیں زمین کے مالک ہم ہیں

حدیث ۱۸۶: معانی الآثار امام طحاوی میں ہے حَدَّثَنَا ابْنِ مَرْزُوْقٍ ثَنَا اَزْهَرُ السَّمَانُ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ

قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَنَا رِقَابُ الْاَرْضِ۔

یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا زمین کے مالک ہم ہیں۔

عثمان غنی سے استعانت فرمانا

حدیث ۱۸۷:

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عُثْمَانَ يَسْتَعِيْنُهُ فِيْ جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَبَعَثَ اِلَيْهِ عُثْمَانُ بِعَشَرَةِ اٰلَافِ دِيْنَارٍ۔

یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کیلئے لشکر اسلام کو تیاری کا حکم دیا مسلمانوں پر بہت حالت تنگی وعسرت تھی اس باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے استعانت فرمائی ان سے مدد چاہی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے دس ہزار اشرفیاں حاضر کیں

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان اللہ تیری چھپی اور ظاہر خطائیں اور آج سے قیامت تک جو کچھ تجھ سے واقع ہو سب کی مغفرت فرمائے۔ اس کے بعد عثمان کو کچھ

پرواہ نہیں کوئی عمل کرے۔

ابن عدی والدار قطنی وابو نعیم فی فضائل الصحابة رضی الله عنهم عن حذیفة بن الیمان رضی الله عنهما۔

تخریج حدیث: هندی فی کنز العمال جلد ۱۲ /صفحه ۳۸ برقم ۳۶۱۸۹

کیوں وہابی صاحبو غیر خدا سے استعانت شرک تو نہیں۔ ایاک نستعین کے معنے کہتے ہو۔

حدیث ۱۸۸: ایک مصری نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی۔

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَائِذٌ بِكَ مِنَ الظُّلْمِ۔ امیر المومنین میں حضور کی پناہ لیتا ہوں ظلم سے۔

امیر المومنین نے فرمایا عُذْتَ مَعَاذًا تو نے پکی جائے پناہ کی پناہ لی۔

ہمارا مطلب تو حدیث کے اتنے ہی لفظوں سے ہو گیا۔ پناہ لینے والوں نے امیر المومنین کی دوہائی دی اور امیر المومنین نے اپنی بارگاہ کو پکی جائے پناہ فرمایا مگر تتمہ حدیث بھی ذکر کریں کہ اس میں امیر المومنین کے کمال عدل کا ذکر ہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر پر امیر المومنین کے صوبیدار تھے۔ یہ فریادی مصری عرض کرتا ہے کہ میں نے ان کے صاحبزادے کے ساتھ دوڑ کی میں آگے نکل گیا۔ صاحبزادے نے مجھے کوڑے مارے اور کہا میں دو معزز وکریم والدین کا بیٹا ہوں۔ اس فریاد پر امیر المومنین نے فرمان نافذ فرمایا کہ عمرو ابن عاص مع اپنے بیٹے کے حاضر ہوں، حاضر ہوئے۔ امیر المومنین نے مصری کو حکم دیا کوڑا لے اور مار

اُس نے بدلہ لینا شروع کیا اور امیر المومنین فرماتے جاتے ہیں مارو دو کریموں کے بیٹے کو انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم جب اس فریادی نے مارنا شروع کیا ہے ہمارا جی یہ چاہتا تھا کہ یہ مارے اور اپنا عوض لے۔ اُس نے یہاں تک مارا کہ ہم تمنا کرنے لگے کاش اب ہاتھ اُٹھالے۔ جب مصری فارغ ہوا امیر المومنین نے فرمایا اب یہ کوڑا عمرو بن عاص کی چندیا پر رکھ (یعنی وہاں کے حاکم تھے) اُنھوں نے کیوں نہ دادرسی کی بیٹے کا کیوں لحاظ پاس کیا) مصری نے عرض کی یا امیر المومنین ان کے بیٹے ہی نے مجھے مارا تھا۔ اُس سے میں عوض لے چکا امیر المومنین نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا

مُذْ کَمْ تَعَبَّدْتُمُ النَّاسَ وَقَدْ وَلَدَتْهُمْ اُمَّهَاتُهُمْ اَحْرَارًا۔ تم لوگوں نے بندگان خدا کو کب سے اپنا غلام بنالیا حالانکہ وہ ماں کے پیٹ سے آزاد ہوئے تھے۔

عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا امیر المومنین نہ مجھے کوئی خبر ہوئی نہ یہ شخص میرے پاس فریادی آیا۔ ابن عبدالحکم عن انس رضی اللہ عنہ ۔

تخریج حدیث : کذا ھندی فی کنز العمال جلد ۱۲ /صفحہ ۶۶۰، ۶۶۱ برقم ۳۶۰۱۰

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط کہ فریاد کو پہنچو

حدیث ۱۸۹: خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ میں ایک سال مدینہ طیبہ میں قحط عظیم پڑا اس سال کا عام الرمادہ نام رکھا گیا۔ یعنی ہلاک وتباہی جان ومال کا سال۔ امیر المومنین نے عمرو بن عاص کو مصر میں فرمان بھیجا یہ شقہ ہے۔ بندہ خدا عمر امیر المومنین کی طرف سے ابن

عاص کے نام

سَلَامٌ اَمَّا بَعْدُ فَلَعَمْرِی یَا عَمْرُو مَا اُبَالِی اِذَا شَبِعْتَ اَنْتَ وَ مَنْ مَعَکَ اَنْ اَهْلِکَ اَنَا وَ مَنْ مَعِیَ فَیَاغَوْثَاهُ ثُمَّ یَا غَوْثَاهُ یُرَدِّدُ قَوْلَهٗ۔

سلام کے بعد واضح ہو مجھے اپنی جان کی قسم اے عمرو جب تم اور تمہارے ملک والے سیر ہوں تو تمہیں کچھ پرواہ نہیں۔ کہ میں اور میرے ملک والے ہلاک ہو جائیں اے فریاد کو پہنچ اے فریاد کو پہنچ

اور اس کلمے کو بار بار تحریر فرمایا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب حاضر کیا یہ عرضی بندہ خدا امیر المومنین کو عمرو بن عاص کی طرف سے

اَمَّا بَعْدُ فَیَا لَبَّیْکَ ثُمَّ یَا لَبَّیْکَ وَ قَدْ بَعَثْتُ اِلَیْکَ بَعِیْرًا اَوَّلُهَا عِنْدَکَ وَ اٰخِرُهَا عِنْدِی وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ۔

بعد سلام معروض حضور میں بار بار خدمت کو حاضر ہوں پھر بار بار خدمت کو حاضر ہوں میں نے حضور میں وہ کارواں روانہ کیا ہے جس کا اول حضور کے پاس ہوگا اور آخر میرے پاس اور حضور پر سلام اور اللہ عزوجل کی رحمت اور برکتیں۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کارواں حاضر کیا کہ مدینہ طیبہ سے مصر تک یہ تمام منزلہائے دور دراز اونٹوں سے بھری ہوئی تھیں۔ یہاں سے وہاں تک ایک قطار تھی جس کا پہلا اونٹ مدینہ طیبہ میں تھا اور پچھلا مصر میں سب پر اناج تھا امیر المومنین نے وہ تمام اونٹ تقسیم فرما دیے ہر گھر کو ایک ایک اونٹ مع اپنے بار کے عطا ہوا کہ اناج کھاؤ اور اونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت کھاؤ۔ چربی کھاؤ کھال کے جوتے بناؤ۔ جس کپڑے میں اناج

بھرا تھا اس کا لحاف وغیرہ بناؤ۔ یوں اللہ عزوجل نے لوگوں کی مشکل دفع کی امیر المومنین حمد بجالائے۔

(ابن حذیمة فی صیحهه والحاکم فی المستدرک والبیهقی فی ائن عن اسلم مولیٰ عمر رضی الله عنه و ابن عبدالحکم واللفظ له عن اللیث بن سعد۔)

تخریج حدیث: هندی فی کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۱۳ تا ۶۱۶ برقم ۳۵۹۰۶ لفظ له وج ۱۲ ص ۶۰۹، ۶۱۰ برقم ۳۵۸۸۹، ابن خزیمه فی الصحیح ۶۸/۴ وحاکم فی المستدرک ۴۰۵/۱ و ابن سعد فی الطبقات الکبریٰ ۳۱۰/۳

وہابیہ کے نزدیک مولیٰ علی خدائی بول بول رہے ہیں

حدیث ۱۹۰: حضور سید عالم تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضور کے نائب کریم علی المرتضیٰ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں

اِنِّیْ لَاَ سْتَحِیْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ یَکُوْنَ ذَنْبٌ اَعْظَمَ مِنْ عَفْوِیْ اَوْجَهْلٌ اَعْظَمَ مِنْ حِلْمِیْ اَوْعَوْرَةٌ لَا یُوَارِیْهَا سَتْرِیْ اَوْ خُلَّةٌ لَا یَسُدُّهَا جُوْدِیْ۔

بے شک مجھے اللہ عزوجل سے شرم آتی ہے کہ کسی کا گناہ میری صفت مغفرت سے بڑھ جائے وہ گناہ کرے اور میری مغفرت اُس کی بخشش میں تنگی کرے۔ کہ میں نہ بخش سکوں یا کسی کی جہالت میرے علم سے زائد ہو جائے کہ وہ جہل سے پیش آئے اور میں حلم سے کام

نہ لے سکوں۔ یا کسی شرم کی بات کو میرا پردہ نہ چھپائے یا کسی حاجتمندی کو میرا کرم بند نہ فرمائے۔

عن ابن عساکر فی تاریخ مدینۃ دمشق ج ۴۲ ص ۵۱۲، مجالد عن الشعبی عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

تخریج حدیث: کذا ھندی فی کنز العمال ۱۲/۱۱۱ برقم ۳۶۳۶۴

وہابیو! دیکھا تم نے محبوبان خدا کا احسان اُن کا غفران ان کی حاجت برآری اُن کی شان ستاری اَللّٰھُمَّ انْفَعْنَا بِفَضْلِھِمْ وَ عَفْوِھِمْ وَ حِلْمِھِمْ وَجُوْدِھِمْ وَ کَرَمِھِمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اٰمِیْن۔

حدیث ۱۹۱: فرماتے ہیں کرم اللہ وجہہ

لَا اَدْرِیْ اَیُّ النِّعْمَتَیْنِ اَعْظَمُ عَلَیَّ مِنَّۃً مِنْ رَّجُلٍ بَذَلَ مُصَاصَ وَجْھِہٖ اِلَیَّ فَرَاٰنِیْ مَوْضِعًا لِحَاجَتِہٖ وَاَجْرَی اللّٰہُ قَضَاءَ ھَا اَوْ یُسْرَہٗ عَلٰی یَدِیْ وَلَاَنْ اَقْضِیَ لِاَمْرِیٍٔ مُسْلِمٍ حَاجَۃً اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ مِّلْاِ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّ فِضَّۃً۔

بے شک میں نہیں جانتا کہ ان دونعمتوں میں کون سی مجھ پر زیادہ احسان ہے کہ ایک شخص میری سرکار کو اپنی حاجت روائی کا محل جان کر اپنا معزز منہ میرے سامنے لائے اور اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو روا ہونا اس کی آسانی میرے ہاتھ پر رواں فرمائے یہ تمام روئے زمین بھر کر سونا چاندی ملنے سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ کہ میں کسی مسلمان کی حاجت روا فرمادوں۔

(ابو الغنائم النرسی فی کتاب قضاء الحوائج عنه رضی الله تعالیٰ عنه)

۔لا اعلم

حسان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو شفادی

حدیث ۱۹۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

هَجَاهُمْ (حَسَّانٌ) فَشَفٰى وَ اشْتَفٰى حسان نے کافروں کی ہجو کی تو شفادی۔ شفا لی۔

رواہ مسلم عن ام المومنین رضی اللہ عنہما۔

تخریج حدیث: مسلم ج ۲ ص ۳۰۱، هندی فی کنز العمال ج ۱۳ ص ۳۴۱ برقم ۳۶۹۵۷ وسیوطی جامع الصغیر ج ۲ ص ۱۹۴ لفظ له وابن عساکر فی تاریخ مدینه دمشق ج ۱۲ ص ۴۰۳

حدیث ۱۹۳: جب کفار قریش نے شان اقدس ارفع حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں اشعار گستاخی بکے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو حکم جواب ہوا انہوں نے جواب دیا حضور نے ناکافی پایا پھر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو ارشاد ہوا اُن کا جواب بھی پسند خاطر اقدس نہ آیا۔ پھر حسان رضی اللہ عنہ کو ارشاد ہوا انہوں نے کفار کی ہجو کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَقَدْ شَفَيْتَ يَا حَسَّانُ وَ اشْتَفَيْتَ حسان تم نے شفادی۔ اور شفالی۔

ابن عساکر عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما۔

تخریج حدیث: ابن عساکر تاریخ مدینه دمشق ج ۱۲ ص ۳۹۳ هندی فی

کنز العمال ج ۱۳ ص ۳۴۲ برقم ۳۶۹۵۸ ذھبی سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۵۱۵

حدیث ۱۹۴: حسان رضی اللہ عنہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر آئے۔ ام المومنین نے ان کے لئے مسند بچھوائی عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے گزارش کی آپ انہیں مسند پر بٹھاتی ہیں۔ وقد قال ما قال ام المومنین نے فرمایا

اِنَّهٗ كَانَ يُجِيْبُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يَشْفِيْ صَدْرَهٗ مِنْ اَعْدَائِهٖ۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا کرتے اور رنج اعدا سے سینہ اقدس کو شفا دیتے۔

ابن عساکر عن عطاء ابن ابی رباح۔

کنز العمال ج ۱۳ ص ۳۳۹ برقم ۳۶۹۵۵

اسلام کو انصار نے پالا

حدیث ۱۹۵۔ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اَكْرِمُوا الْاَنْصَارَ فَاِنَّهُمْ رَبُّوا الْاِسْلَامَ كَمَا يُرَبَّى الْفَرْخُ فِيْ وَكْرِهٖ۔

انصار کی عزت کرو کہ انہوں نے سلام کو پالا ہے۔ جس طرح پرند کا بچہ آشیانے میں پالا جاتا ہے۔

والدار قطنی فی الافراد والدیلمی عن انس رضی اللہ عنہ

دیلمی ج ۱ ص ۱۰۹ برقم ۲۳۲ فوائد المجموعۃ للشوکانی ص ۴۱۳ وکنز العمال للهندی ج ۱۲ ص ۹ برقم ۳۳۷۲۴

وصل سوم

احادیث متعلقہ بملئکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام دعائیں قبول کرتے اور حاجتیں روا فرماتے ہیں

حدیث ۱۹۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ لِيَدْعُو اللّٰهَ تَعَالٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِجِبْرِيْلَ لَا تُجِبْهُ فَاِنِّىْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَ صَوْتَهٗ وَ اِذَا دَعَاهُ الْفَاجِرُ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ اقْضِ حَاجَتَهٗ اِنِّىْ لَا اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَ صَوْتَهٗ۔

بے شک بندہ مومن اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہے تو رب جل وعلا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے اس کی دعا قبول نہ کر میں اس کی آواز سننے کو دوست رکھتا ہوں اور جب فاجر دعا کرتا ہے۔ رب جل جلالہ فرماتا ہے اے جبریل اس کی حاجت روا کردے کہ میں اس کی آواز سننا نہیں چاہتا۔

(ابن النجار عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

تخریج حدیث: هندی فی کنز العمال ج ۲ ر ص ۸۵، ۱۲۰ برقم ۳۲۶۱،

۵۔۴۹۰ جوامع برقم ۵۷۳۱

اس حدیث سے واضح کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام دعائیں قبول کرتے حاجتیں روا فرماتے ہیں دین وہابیت میں اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔

حدیث ۱۹۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً مُوَکَّلِیْنَ بِاَرْزَاقِ بَنِیْ آدَمَ قَالَ لَھُمْ اَیُّمَا عَبْدٍ وَّجَدْتُّمُوْہُ جَعَلَ الْھَمَّ ھَمًّا وَّاحِدًا فَضَمِّنُوْا رِزْقَہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ بَنِیْ اٰدَمَ وَ اَیُّمَا عَبْدٍ وَّجَدْتُّمُوْہُ طَلَبَ فَاِنْ تَحَرَّی الصِّدْقَ فَطَیِّبُوْا لَہٗ وَ لیتبروا وَمَنْ تَعَدّٰی ذَالِکَ فَخَلُّوْا بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ مَا یُرِیْدُ ثُمَّ لَا یَنَالُ فَوْقَ الدَّرَجَۃِ الَّتِیْ کَتَبْتُھَا لَہٗ۔

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے بنی آدم کے رزقوں پر موکل ہیں انہیں اللہ عزوجل کا حکم ہے کہ جس بندے کو ایسا پاؤ کہ سب فکریں چھوڑ کر آخرت کا ہو رہا ہے آسمان و زمین و انسان سب کو اس کے رزق کا ضامن کر دو یعنی بے طلب ہر طرف سے اُسے رزق پہنچاؤ اور جسے روزی کی تلاش میں دیکھو وہ اگر راستی کا قصد کرے تو اس کیلئے اس کا رزق پاک و آسان کر دو اور جو حد سے بڑھے اُسے اُس کی خواہش پر چھوڑ دو پھر ملے گا تو اتنا ہی جو میں نے اُس کیلئے لکھ دیا ہے۔

(الترمذی الاکبر الامام فی النوادر۔)

تخریج حدیث : ترمذی فی النوادر الاصول ص ۲۹۵۔

متواضعوں کے رتبے فرشتہ بلند کرتا ہے

متکبروں کو فرشتہ ہلاک کرتا ہے

حدیث ۱۹۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

مَلَکٌ قَابِضٌ عَلٰی نَا صِیَتِکَ فَاِذَا تَوَاضَعْتَ لِلّٰہِ رَفَعَکَ وَاِذ تَجَبَّرْتَ عَلَی اللّٰہِ قَصَمَکَ وَ مَلَکٌ قَائِمٌ عَلٰی فِیْکَ لَا یَدَعُ الْحَیَّۃَ تَدْخُلُ فِیْ فِیْکَ ۔

ایک فرشتہ تیری پیشانی کے بال تھامے ہوئے ہے ۔ جب تو اللہ عزوجل جل شانہ کے لئے تواضع کرے تجھے بلندی بخشتا ہے اور جب تو اس پر معاذ اللہ تکبر کرے تجھے توڑ ڈالتا ہلاک کر دیتا ہے اور ایک فرشتہ تیرے منہ پر کھڑا ہے کہ سانپ کو تیرے منہ میں نہیں جانے دیتا۔

(ابن جریر عن کنانۃ العدوی رضی اللہ عنہ ھذا مختصر۔)

تخریج حدیث : ابن جریر فی تفسیرہ جلد ۷ ص ۳۵۰ دار الکتب العلمیہ ۱۹۹۹ء۔

سانپ سے فرشتہ بچاتا ہے

دیکھو متواضعوں کو فرشتہ بلند قدری دیتا ہے۔ متکبروں کو فرشتہ ہلاک کرتا ہے اور کیوں صاحبو یہ فرشتہ جو منہ کی حفاظت کر رہا ہے دافع البلا تو نہ ہوا شاید دفع بلا اس کا نام ہوگا کہ وہ

چھوڑ دے کہ سانپ تمہارے منہ میں گھس جائے۔

فرشتہ نگہبانی کرتا ہے

حدیث ۱۹۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ ابْنَ آدَمَ لَفِیْ غَفْلَةٍ مِّمَّا خَلَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ...... وَ یَبْعَثُ اِلَیْهِ مَلَكًا آخر فَیَحْفَظُهٗ حَتّٰی یُدْرِكَكَ۔

آدم زاد اُس کام سے غافل ہے جس کے لئے پیدا کیا گیا اور اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے کہ وقت پہنچنے تک اس کا نگہبان رہتا ہے۔

(ابنا ابوی حاتم و الدنیا و ابو نعیم عن جابر رضی اللہ عنہ ھذا مختصر۔)

تخریج حدیث: ابو نعیم فی حلیة الاولیاء ج ۳/ ص ۱۹۰

حدیث فرماتی ہے کہ تمام دنیا کے آنکھ کان گوشت پوست صورت سب فرشتوں کے بنائے ہوئے ہیں

حدیث ۲۰۰: صحیح مسلم شریف میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ اِثْنَتَانِ وَ اَرْبَعُوْنَ لَیْلَةً بَعَثَ اللّٰهُ اِلَیْهَا مَلَكًا فَصَوَّرَهَا وَ خَلَقَ سَمْعَهَا وَ بَصَرَهَا وَ جِلْدَهَا وَ

جب نطفے پر بیالیس راتیں گزرتی ہیں اللہ تعالیٰ اُس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے وہ آکر اس کی صورت بناتا کان آنکھ کھال

لَحْمِهَا وَ عِظَامَهَا الْحَدِیْث۔ گوشت ہڈیاں خلق کرتا ہے۔

تخریج حدیث : مسلم فی الصحیح جلد ج ۲ / ص ۳۳۲ وطحاوی فی شرح مشکل الآثار جلد ۳ ص ۲۷۹ بیروت وھندی فی کنز العمال جلد ۱ ص ۱۱۰ برقم ۵۲۰

انہیں کی دوسری روایت میں ہے ۔

یَتَصَوَّرُ عَلَیْهَا الْمَلَكُ قَالَ زُهَیْرٌ حَسِبْتُهٗ قَالَ الَّذِیْ یَخْلُقُهَا۔

فرشتہ آکر اس پر گرتا ہے راوی نے کہا میرے خیال میں حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ وہ فرشتہ جو اُسے خلق کرتا ہے۔

انہیں کی تیسری روایت میں ہے۔

اِنَّ مَلَكًا مُوَكَّلًا بِالرَّحِمِ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّخْلُقَ شَیْئًا بِاِذْنِ اللّٰهِ الحدیث

(مسلم ج ۲ ص ۳۳۳)

بے شک عورتوں کے رحم پر ایک فرشتہ متعین ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ فرشتہ باذن الٰہی کچھ خلق کرے

طبرانی کی روایت میں ہے۔ (۱۹۸/۳)

اِنَّ النُّطْفَةَ اِذَا اسْتَقَرَّتْ فِی الرَّحِمِ فَمَضٰی لَهَا اَرْبَعُوْنَ یَوْمًا جَاءَ مَلَكُ الرَّحِمِ فَصَوَّرَ عَظْمَهٗ وَ لَحْمَهٗ وَدَمَهٗ وَ بَشَرَهٗ۔

نطفے کو جب رحم میں ٹھہرے چلہ گزر جاتا ہے فرشتہ کہ رحم پر موکل ہے آکر اس کی ہڈیوں گوشت خون بال کھال کی تصویر کرتا ہے۔

کذا ھندی فی کنز العمال ج ۱ ص ۱۲۱ برقم ۵۷۵

☆☆☆☆☆☆☆

حدیث فرماتی ہے کہ سب کے بدن میں جان فرشتے کی ڈالی ہوئی ہے

حدیث ۲۰۱: صحیحین بخاری ومسلم وغیرہما میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بچے کا مادہ آفرینش چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں جمع ہوتا ہے پھر اتنے ہی دن جما ہوا خون رہتا ہے پھر اتنے ہی دنوں گوشت کی بوٹی۔

ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰهُ الْمَلَکَ فَیَنْفُخُ فِیْهِ الرُّوْحَ۔ — جب تین چلے گزر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ وہ اس میں جان ڈالتا ہے۔

تخریج حدیث: مسلم فی الصحیح جلد ۲/ ص ۳۳۲

ھذا لفظ مسلم اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ — اللہ ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسے چاہے۔

اور فرماتا ہے جل وعلا

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ — کیا کوئی اور بھی خلق کرنے والا ہے۔

اللہ کے سوا یہاں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا نام پاک ماحی ہے یعنی کفر وشرک کے مٹانے والے صلی اللہ علیہ وسلم وہ خود صحیح حدیثوں میں فرما رہے ہیں کہ فرشتہ تصویر کرتا ہے فرشتہ صورت بناتا ہے فرشتہ آنکھ کان گوشت استخوان بال کھال خون خلق کرتا ہے۔ اور

صرف یہی نہیں بلکہ یہ سب کچھ فرشتہ کے ہاتھ سے ہو کر جان بھی فرشتہ ڈالتا ہے۔ شرک پسند گمراہوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔ والعیاذ باللہ رب العلمین جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اتنا ہی فرما کر چپ ہو رہے تھے۔

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔ میں تجھے ستھرا بیٹا دوں۔

یہاں تو ان سے کم درجہ شخص کے ہاتھوں پر دنیا بھر کے بیٹی بیٹوں کی خلق تصویر ہو رہی ہے۔ احمق جاہلو اپنے سسکتے ایمان کی جان پر رحم کرو یہ فرق نسبت اٹھانا اقسام اسناد مٹانا خدا جانے تمہیں کن برے حالوں پہنچائے گا مسلمانوں کو مشرک بنانا ہنسی کھیل سمجھا ہے۔

فرشتے نیک بات کی توفیق دیتے ٹھیک راستے پر قائم رکھتے ہیں

حدیث ۲۰۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لَوْ لَمْ اُبْعَثْ فِيْكُمْ لَبُعِثَ عُمَرُ اَنَّ اللّٰهَ اَيَّدَ عُمَرَ بِمَلَكَيْنِ يُوَفِّقَانِهٖ وَ يُسَدِّدَانِهٖ فَاِذَا اَخْطَأَصَرَفَاهُ حَتّٰى يَكُوْنَ صَوَابًا۔

اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو بے شک عمر نبی کر کے بھیجا جاتا۔ اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے عمر کی تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر امر میں اُسے ٹھیک راہ پر رکھتے ہیں اگر عمر کی رائے لغزش کرتی ہے تو وہ فرشتے عمر کو اُدھر سے پھیر دیتے ہیں۔ تاکہ عمر سے حق ہی صادر ہو رضی اللہ عنہ

(الدیلمی عن ابی بکرن الصدیق و ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما۔)

تخریج حدیث: دیلمی فی مسندہ ج ۳/ص ۳۱۷ بقم ۱۵۶۷ ابن عدی فی

الکامل ۳/ ۱۰۷ او عجلونی فی کشف الخفا ج ۲ ص ۲۳۱ وھندی فی کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۸۱ برقم ۳۲۷۶۱ لفظ لہ

حدیث ۲۰۳: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک عمر کا اسلام عزت تھا اور اُن کی ہجرت فتح ونصرت اور ان کی خلافت میں رحمت۔ خدا کی قسم ہم گرد کعبہ علانیہ نماز نہ پڑھنے پائے جب تک عمر اسلام نہ لائے۔ جب وہ مسلمان ہوئے کافروں سے قتال کیا یہاں تک کہ ہم نے علانیہ گرد کعبہ معظمہ نماز ادا کی۔

وَاِنِّیْ لَاَ حْسَبُ بَیْنَ عَیْنَیْ عُمَرَ مَلَکًا یُسَدِّدُہٗ۔ اور بے شک میں سمجھتا ہوں کہ عمر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے۔

کہ انہیں راستی ودرستی دیتا ہے اور بیشک میں سمجھتا ہوں کہ عمر سے شیطان ڈرتا ہے اور جب نیک بندوں کا ذکر ہو تو عمر کا ذکر لاؤ رضی اللہ عنہ

(ابن عساکر رضی اللہ عنہ وقد بعضہ اواخر الباب الاول بتجریج اخر غیر محدود۔)

تخریج حدیث: کذا ھندی فی کنز العمال ۱۲ / ۵۹۹ برقم ۳۵۸۶۹

حدیث ۲۰۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اِذَا جَلَسَ الْقَاضِیْ فِیْ مَکَانِہٖ ھَبَطَ عَلَیْہِ مَلَکَانِ یُسَدِّدَانِہٖ وَ یُوَفِّقَانِہٖ وَ یُرْشِدَانِہٖ مَالَمْ یَجِرْ فَاِذَا جَارَعَرَ جَا وَ تَرَ کَاہُ۔ جب قاضی مجلس حکم میں بیٹھتا ہے اس پر دو فرشتے اُترتے ہیں کہ وہ اُسے راستی دیتے توفیق بخشتے سیدھی راہ چلاتے ہیں جب تک حق سے میل نہ کرے جہاں

اُس نے میل کیا فرشتوں نے اُسے چھوڑا اور اُڑ گئے

(البیہقی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔)

تخریج حدیث: بیهقی فی السنن ج ۱۰ / ص ۸۸ وهندی فی کنز العمال ج ۶ ص ۹۹ برقم ۱۵۰۱۵ فیه فی مجلسه

حدیث ۲۰۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو مسلمان کسی مسلمان کا دل خوش کرتا ہے اللہ عزوجل اُسی خوشی سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت وتمجید و توحید کرتا رہتا ہے جب وہ مسلمان اپنی قبر میں جاتا ہے اُس کے پاس آکر کہتا ہے کیا مجھے نہیں پہچانتا وہ مسلمان پوچھتا ہے تو کون ہے کہتا ہے میں وہ خوشی ہوں جو تو نے فلاں مسلمان کے دل میں داخل کی تھی۔

اَنَا الْیَوْمَ اُوْنِسُ وَحْشَتَکَ وَاُلَقِّنُکَ حُجَّتَکَ وَاُثَبِّتُکَ بِالْقَوْلِ وَاُشْھِدُ بِکَ مَشَاھِدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَشْفَعُ لَکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاُرِیْکَ مَنْزِلَتَکَ مِنَ الْجَنَّةِ۔

آج میں ترا جی بہلا کر تیری وحشت دور کروں گا میں تجھے تیری حجت سکھاؤں گا میں تجھے نکیرین کے جواب میں حق بات پر ثبات دوں گا میں تجھے محشر کی بارگاہ میں لے جاؤں گا۔ میں تیرے رب کے حضور تیری شفاعت کروں گا تجھے جنت میں تیرا مکان دکھاؤں گا۔

(ابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج وابو الشیخ فی الثواب عن الامام جعفرن الصادق عن ابیه عن جد رضی الله عنهم و کرم وجوهم۔)

تخریج حدیث: ابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج ۸۶

حدیث ۲۰۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے شک میں کتاب اللہ میں ایک سورت تیس آیتوں کی پاتا ہوں جو اُسے سوتے وقت پڑھے اللہ عزوجل اس کیلئے تیس نیکیاں لکھے اور اس کے تیس گناہ محو فرمائے اور اس کے تیس درجے بلند کرے۔

يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ لِيَبْسُطَ عَلَيْهِ جَنَاحَهٗ وَ يَحْفَظَهٗ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَهِيَ الْمُجَادِلُ لَهٗ تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا فِي الْقَبْرِ وَهِيَ تَبٰرَكَ الَّذِيْ (سُوْرَةُ الْمُلْكِ)	اللہ عزوجل اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے کہ اپنا بازو اس پر کشادہ رکھے جب تک سو کر اُٹھے وہ فرشتہ اُسے ہر برائی سے محفوظ رکھے وہ صورت مجادلہ ہے اپنے قاری کی طرف سے اُس کی قبر میں جھگڑے گی۔ وہ تبرک الذی سورۃ الملک ہے۔

(الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما).

تخریج حدیث: دیلمی فی مسندہ ۱ / ۹۵

مسلمان سے غیبت دفع کرنے پر فرشتہ آتش دوزخ سے اُس کا نگہبان ہے

حدیث ۲۰۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مَنْ حَمٰى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ يَغْتَابُهٗ بَعَثَ اللّٰهُ لَهٗ مَلَكًا يَحْمِيْ لَحْمَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ۔	یعنی جب کوئی منافق کسی مسلمان کو پیٹھ پیچھے برا کہہ رہا ہو تو جو شخص اُس منافق سے اس مسلمان کی حمایت کرے اللہ

عزوجل اس کیلئے ایک فرشتہ بھیجے کہ آتش دوزخ سے اُس کے گوشت کو بچائے۔

احمد و ابوداؤد عن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ۔

تخریج حدیث: احمد فی مسندہ ۳/ ۴۴۱ لفظ لہ وابن مبارک فی الذھد ۲۳۹ وطبرانی فی الکبیر ۲۰/ ۱۵۹ ابوداؤد برقم ۴۸۸۳ ترغیب والترھیب منذری ج ۳ ص ۱۹۲ تاریخ الکبیر للبخاری ج ۱ ص ۳۷۷ مشکوۃ برقم ۴۹۸۶۔

حضرت جعفر طیار کو جبریل امین نے جنت میں زیادہ مرتبہ عطا کیا

حدیث ۲۰۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رَاَیتُ جَعْفَرَ امَلَکًا یَطِیْرُ مَلَکًا فِی الْجَنَّۃِ تَدْمِیْ قَادِمَتَاہُ وَ رَاَیْتُ زَیْدًا دُوْنَ ذَالِکَ فَقُلْتُ مَا کُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ زَیْدًا دُوْنَ جَعْفَرَ فَاَتَاہُ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِنَّ زَیْدًا لَیْسَ بِدُوْنِ جَعْفَرَ وَ لٰکِنَّا فَضَّلْنَا جَعْفَرَ لِقَرَابَتِہٖ مِنْکَ۔

میں نے جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو ملاحظہ فرمایا کہ فرشتہ بن کر جنت میں اُڑ رہے ہیں اور ان کے بازوؤں کے اگلے دونوں شہپروں سے خون رواں ہے اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو میں نے ان سے کم مرتبہ پایا میں نے فرمایا مجھے گمان نہ تھا کہ زید کا مرتبہ جعفر سے کم ہوگا۔ جبریل امین علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی زید جعفر سے کم نہیں مگر ہم نے جعفر کا مرتبہ زید سے بڑھا دیا ہے اس لئے کہ وہ حضور سے قرابت رکھتے ہیں۔

(ابن سعد عن محمد بن عمر و بن علی مرسلا)۔

تخریج حدیث: ابن سعد فی الطبقات الکبریٰ ۳۸/۴ ومتقی ہندی فی کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۶۵ برقم ۳۳۲۱۳

طلحہ رضی اللہ عنہ کو جبریل امین قیامت کے ہر ہول سے بچالیں گے

حدیث ۲۰۹: طلحہ بن عبید اللہ احد العشرۃ المبشرہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں روز اُحد میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کندھیاں لے کر ایک چٹان پر بٹھا دیا۔ کہ مشرکین سے آڑ ہوگئی۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پس پشت دست مبارک سے ارشاد فرمایا

هٰذَا جِبْرِيْلُ يُخْبِرُنِيْ اَنَّهٗ لَا يَرَاكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ هَوْلٍ اِلَّا اَنْقَذَكَ مِنْهُ

یہ جبریل مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اے طلحہ وہ روز قیامت تمہیں جس کسی دہشت میں دیکھیں گے اس سے تمہیں چھڑا دیں گے۔

(ابن عساکر رضی اللہ عنہ)۔

تخریج حدیث: ابن عساکر فی تہذیب ج ۷/ ص ۷۷، وفی التاریخ مدینہ دمشق ج ۲۵ ص ۷۱

حدیث ۲۱۰: جب امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ابولولوہ مجوسی خبیث نے خنجر مارا اور امیر المومنین نے مشورے کا حکم دیا (کہ میرے بعد عثمان غنی و علی مرتضیٰ و طلحہ و زبیر و

عبدالرحمٰن بن عوف سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم چھ صاحبوں سے مسلمان جسے مناسب تر جانیں خلیفہ بنائیں) حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا خدمت امیر المومنین میں آئیں اور کہا اے باپ میرے بعض لوگ کہتے ہیں یہ چھ شخص پسندیدہ نہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا مجھے تکیہ لگا کر بٹھا دو بٹھائے گئے ارشاد فرمایا علی کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اے علی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں لا تو روز قیامت میرے ساتھ میرے درجے میں داخل ہوگا۔ بھلا عثمان کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس دن عثمان انتقال کرے گا آسمان کے فرشتے اُس پر نماز پڑھیں گے میں نے عرض کی یارسول اللہ یہ فضیلت خاص عثمان کیلئے ہے۔ یا ہر مسلمان کے لئے فرمایا خاص عثمان کیلئے۔ طلحہ بن عبیداللہ کو کیا کہیں گے۔ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کجاوا پشت مرکب سے گر گیا تھا۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کون ہے کہ میرا کجاوا ٹھیک کردے۔ اور جنت لے یہ سنتے ہی طلحہ دوڑے اور کجاوا درست کردیا حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوئے اور ان سے ارشاد فرمایا۔

زبیر رضی اللہ عنہ کے چہرے کو جبریل امین دوزخ کی اُڑتی چنگاری سے محفوظ رکھیں گے

یَا طَلْحَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اَنَا مَعَكَ فِيْ اَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى اُنْجِيَكَ مِنْهَا۔	اے طلحہ! یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ یہاں تک کہ ان سے تمہیں نجات دوں گا۔

كذا متقی ھندی فی کنزالعمال جلد ۱۱ صفحہ ۶۹۶ برقم ۳۳۳۷۳ وج ۱۳ ص ۲۳۶

زبیر بن عوام کو کیا کہیں گے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور آرام فرماتے تھے زبیر بیٹھے پنکھا جھلکتے رہے یہاں تک کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا اے ابوعبداللہ (زبیر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا جب سے تو جھل رہا ہے عرض کی میرے ماں باپ حضور پر نثار جب سے برابر جھل رہا ہوں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

هٰذَا جِبْرِیْلُ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ یَقُوْلُ اَنَا مَعَكَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی اَذُبَّ عَنْ وَجْهِكَ شَرَرَ جَهَنَّمَ۔

یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روز قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا۔ یہاں تک کہ تمہارے چہرے سے جہنم کی اڑتی چنگاریاں دور کر دوں گا۔

کذا متقی ہندی فی کنزالعمال ج ۱۳ ص ۲۴۶، ۲۴۷ برقم ۳۶۷۳۶

سعد بن ابن وقاص کو کیا کہیں گے میں نے روز بدر دیکھا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ بار ان کی کمان چلہ باندھ کر انہیں عطا کی اور فرمایا تیر مار تیرے قربان میرے ماں باپ۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا "خدا تیرے دنیا کام بنادے تیری آخرت تو خود میرے ذمہ ہے"

عبدالرحمٰن بن عوف کو کیا کہیں گے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف فرما تھے۔ دونوں صاحبزادے رضی اللہ عنہما

بھوکے روتے بلکتے تھے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کون ہے؟ کہ کچھ ہماری خدمت میں حاضر کرے اس پر عبدالرحمٰن بن عوف حیس (کہ خرمائے برآوردہ کو باریک کوٹ کر گھی میں گوندھتے ہیں) اور دو روٹیاں کہ ان کے بیچ میں روغن رکھا تھا لے کر حاضر ہوئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

كَفَاكَ اللّٰهُ اَمْرَ دُنْيَاكَ وَاَمَّا اَمْرَ آخِرَتِكَ فَاَنَا لَهَا ضَامِنٌ

اللہ تعالیٰ تیرے دنیا کے کام درست کر دے اور تیری آخرت کا معاملہ کا تو میں ذمہ دار ہوں۔

(معاذ بن المثنی فی زیادات مسند مسد د و الطبرانی فی الاوسط و ابو نعیم فی فضائل الصحابة و ابو بکر ن الشافعی فی الغیلایات و ابو الحسن بن بشران فی فوائده والخطیب فی تلخیص المتشابه و ابن عساکر فی تاریخ دمشق والدیلمی فی مسند الفردوس عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما) ۔امام جلیل جلال سیوطی جمع الجوامع میں فرماتے ہیں سندہ صحیح اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

تخریج حدیث: ابن عساکر تهذیب تاریخدمشق ۵ / ۳۶۴ و کذافی کنز العمال جلد ۱۳ صفحه ۲۴۶ / ۲۴۷ برقم ۳۶۷۳۶ وقال سند صحیح والدیلمی فی فردوس الاخبار ج۵ ص۸ وسیوطی فی الجامع الجومع ج۳ ص ۸۵۵۳ ۔

تکملہ کاملہ: وصل اول کی طرف پھر عود کرنا والعود احمد

اَعِدْ ذِكْرَ وَاِلَيْنَا لَنَا اِنَّ ذِكْرَهٗ هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهٗ يَتَضَوَّعُ

باز ہوائے چمنم ازز دست جلوہ سرود سمنم آرزوست

پھر اٹھا ولولہ یاد بیابان حرم پھر کھنچا دامن دل سوئے مغیلان حرم

اللہ اللہ اس حدیث صحیح کے پچھلے جملے نے پھر وصل اول احادیث متعلقہ محبوب اجمل صلی اللہ علیہ وسلم کی آتش شوق سینے میں بھڑکا دی۔ کتا اپنے پیارے آقا مہربان مولی کا دروازہ چھوڑ کر کہاں جائے ہر پھر کر وہیں کا وہیں رہا چاہے۔ بلکہ واللہ یہ کتا اپنے پیارے کریم مالک کے در اطہر سے ہٹا ہی نہیں انبیاء کے دروازے پر جائے تو انہیں کا گھر ہے۔ اولیاء کے یہاں آئے تو انہیں کا در ہے۔ ملکہ کی منزلوں پر گزرے تو انہیں کا نگر ہے۔

کوئی اور ان کے سوا کہاں وہ اگر نہیں تو جہاں نہیں۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو اں ہر کجا در نگری انجمنے ساختہ اند

آسماں خوان زمین زمانہ مہمان صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

بندہ ات غیرت برد کے برور غیرت رود در رود چوں بنگرو ہم شاہ آں ایواں توئی

عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان بہشتی کی ضمانت فرمائی

حدیث ۲۱۱: نزال بن سبرہ فرماتے ہیں ایک دن ہم نے امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خوش دل پایا۔ عرض کی یا امیر المومنین اپنے یاروں کا حال ہم سے بیان کیجئے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ میرے یار ہیں ہم نے عرض کی اپنے خاص یاروں کا تذکرہ کیجئے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی نہیں کہ میرا یار نہ ہو ہم نے عرض کی ابو بکر صدیق کا حال بیان کیجئے فرمایا یہ وہ صاحب ہیں کہ اللہ عزوجل نے

جبریل امین و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ان کا نام صدیق رکھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہمارے دین کی امامت کو پسند فرمایا۔ تو ہم نے اپنی دنیا میں بھی انہیں کو پسند کیا۔ ہم نے عرض کی عمر بن خطاب کا حال فرمائیے۔ فرمایا یہ وہ صاحب ہیں جن کا نام اللہ عزوجل نے فاروق رکھا۔ انہوں نے حق کو باطل سے جدا کردیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کرتے سنا کہ الٰہی عمر بن الخطاب کے سبب اسلام کو عزت دے۔ ہم نے عرض کی عثمان کا حال کہیئے۔ فرمایا۔

ذَالِکَ اِمْرَءٌ تُدْعٰی فِی الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی ذَاالنُّوْرَیْنِ کَانَ خَتَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابْنَتَیْہِ ضَمِنَ لَہٗ فِی الْجَنَّۃ

یہ وہ صاحب ہیں کہ ملاء اعلیٰ و بزم بالا میں ذی النورین پکارے جاتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو شاہزادیوں کے شوہر ہوئے۔ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کیلئے جنت میں ایک مکان کی ضمانت فرمائی

(خَیْثَمَۃُ وَاللَّالْکَائِی وَالْعَشَارِیُّ فِی فَضَائِلِ الصِّدِّیْقِ وَ ابْنُ عَسَاکِر عَنْہُ عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہٗ وَرَوَاہُ عَنْہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ سَاَلْنَا عَلِیًّا عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا ذَالِکَ امْرَءٌ فَذَکَرَہٗ)۔

تخریج حدیث: کذا ھندی فی کنز العمال ج ۱۳ / ص ۳۵ برقم ۳۶۱۸۱ و ابو نعیم فی معرفۃ الصحابہ ج ۱ / ص ۲۴۶ و ابن عساکر فی تاریخ مدینہ دمشق جلد ۳۹ ص ۴۷ و للالکائی ج ۷ ص ۱۲۹۵۔

حدیث ۲۱۲: کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں کسی سے فرمایا اپنا گھر میرے ہاتھ بیچ ڈال کہ مسجد حرام میں زیادت فرماؤں اور تیرے لئے جنت میں مکان کا ضامن ہوں۔ اُس نے عذر کیا پھر فرمایا انکار کیا۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی یہ شخص زمانہ جاہلیت میں ان کا دوست تھا اس سے باصرار تمام دس ہزار اشرفی دے کر خرید لیا۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور اب وہ گھر میرا ہے۔

فَهَلْ اَنْتَ اٰخِذُهَا بِبَيْتٍ تَضْمَنُ لِيْ فِي الْجَنَّةِ

کیا حضور مجھ سے ایک مکان بہشت کے عوض لیتے ہیں جس کے حضور میرے لئے ضامن ہو جائیں۔

قال نعم فرمایا! ہاں

فَاَخَذَهَا مِنْهُ وَ ضَمِنَ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَاَشْهَدَ لَهٗ عَلٰى ذَالِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

حضور نے ان سے وہ مکان لے کر جنت میں اُن کیلئے ایک مکان کی ضمانت فرمائی اور مسلمانوں کو اس معاملہ پر گواہ کرلیا۔

(احمد الحاكمی فی فضائل عثمان عن سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا چشمہ عثمان غنی کے ہاتھ بیچ ڈالا

حدیث ۲۱۳: کہ جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آئے۔ یہاں کا پانی پسند نہ آیا شور تھا بنی غفار سے ایک شخص کی ملک میں ایک شیریں چشمہ مسمّی بیر رومہ تھا وہ اس کی ایک مشک نیم صاع کو بیچتے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا

بِعْنِيْهَا بِعَيْنٍ بَعِيرٍ فِي الْجَنَّةِ — یہ چشمہ میرے ہاتھ ایک چشمہ بہشت کے عوض بیچ ڈال۔

عرض کی یارسول اللہ میری اور میرے بچوں کی معاش اسی میں ہے۔ مجھ میں طاقت نہیں یہ خبر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پہنچی وہ چشمہ مالک سے پینتیس ہزار روپے میں خرید لیا۔ پھر خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَجْعَلُ لِيْ مِثْلَ الَّذِيْ جَعَلْتَهٗ لَهٗ عَيْنًا فِي الْجَنَّةِ اِنِ اشْتَرَيْتُهَا — یارسول اللہ کیا جس طرح حضور اس شخص کو چشمہ بہشتی عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اُس سے خرید لوں تو حضور مجھے عطا فرمائیں گے۔

قال نعم فرمایا ہاں۔ عرض کی میں نے بیر رومہ خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کر دیا۔

الطبرانی فی الکبیر و ابن عساکر عن بشیر رضی اللہ عنہ

تخریج حدیث: طبرانی فی الکبیر ج ۲ ر ص ۴۱، ۴۲ برقم ۱۲۲۶ وابن عساکر فی تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۹ ص ۷۱۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت عثمان غنی کے ہاتھ بیچ ڈالی

حدیث ۲۱۴: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِشْتَرٰى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَنَّةَ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ رُوْمَةَ وَيَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ۔ — عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دو بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت خرید لی۔ بیر رومہ کے دن اور لشکر کی تنگدستی کے روز

الحاکم و ابنا عدی و عساکر عنه رضی اللہ تعالیٰ عنه.

تخریج حدیث: حاکم فی المستدرک ج۳/ص۱۰۷ و ابن عدی فی الکامل ۲/۳۶۳ لفظ له و ابن عساکر تاریخ مدینه دمشق جلد ۳۹ ص ۷۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو جنت دینا اپنے ذمے کرلیا

حدیث ۲۱۵: کہ حضور مالک جنت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا

لَکَ الْجَنَّةُ عَلَیَّ یَا طَلْحَةُ غَدًا — کل تمہارے لئے جنت میرے ذمہ پر ہے

(ابو نعیم فی فضائل الصحابة عن امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنه).

تخریج حدیث: هندی فی کنز العمال ج ۱۱/ص ۶۹۵ برقم ۳۳۳۶۵

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نیک بندے کیلئے جنت کی ضمانت فرمائی

حدیث ۲۱۶: صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

مَنْ یَّضْمِنُ لِیْ مَا بَیْنَ لِحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ اَضْمِنُ لَهُ الْجَنَّةَ — جو میرے لئے اپنی زبان وشرم گاہ کا ضامن ہو جائے (کہ ان سے میری نافرمانی نہ کرے) میں اس کیلئے جنت کا ضامن ہوں

بخاری فی الصحیح جلد ۲ ص ۹۵۹ وابویعلی فی مسندہ جلد ۱۳ ص ۵۵۹ وبیھقی فی السنن ج۸ /ص ۶۸

امام الوہابیہ علیہ ماعلیہ اپنے مقر کو پہنچا۔

امام الوہابیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ فضولی جانتا ہے

اب یہ حدیثیں کسے دکھائیں کہ او بے بصر بدزبان تیرے نزدیک تو وہ[1] کسی چیز کے مختار نہیں اُن کو کسی نوع کی قدرت نہیں کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے۔ نہ اُس کی طاقت رکھتے ہیں۔ اپنی جان تک کے نفع ونقصان کے مالک نہیں۔ دوسرے کا تو کیا کریں اللہ کے یہاں کا معاملہ اُن کے اختیار سے باہر ہے۔ وہاں کسی کی حمایت نہیں کر سکتے۔ کسی کے وکیل نہیں بن سکتے''۔ ان حدیثوں کو سوجھ کر وہ بتملیک الٰہی عزوجل جنت کے مالک کارخانہ الٰہی کے مختار ہیں۔ ضمانتیں فرماتے ہیں اپنے ذمے لیتے ہیں۔ عطا فرماتے ہیں۔ بیع کر دیتے ہیں ہر عاقل جانتا ہے کہ بیع وہی کرے گا جو خود مالک ہو یا مالک کی طرف سے ماذون ہو مختار ورنہ فضولی ہے۔ جس کا قصد فضول عقد بے کار۔

الحمدللہ اہل حق کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نفاذ تصرف کی دونوں وجہیں حاصل حقیقت عطائیہ لیجئے تو وہ ضرور مالک جنان بلکہ مالک جہان ہیں۔ اور ذاتیہ لیجئے تو مالک حقیقی کے ماذون مطلق ونائب کامل ہاں گمراہ بددین وہ جو دونوں شقیں باطل جانے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ فضولی محض مانے۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔

حدیث کہ شنبہ کو علی الصباح کسی حاجت کی تلاش میں جائے

---

[1] مصنف تقویۃ الایمان .... وہابیوں دیوبندیوں کا پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی حاجت روائی کے ذمہ دار ہیں

حدیث ۲۱۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ بَكَّرَ يَوْمَ السَّبْتِ فِي طَلَبِ حَاجَةٍ فَأَنَا ضَامِنٌ بِقَضَائِهَا۔

جو شنبے کے دن تڑکے سے کسی حاجت کی تلاش کو جائے میں اُس کی حاجت روائی کا ذمہ دار ہوں۔

(ابو نعیم عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما۔)

تخریج حدیث: كذا متقى هندى فى كنز العمال ج ٦ رص ٥٢٠ برقم ١٦٨١٢ وابو نعیم فی تاریخ اصبہان جلد ۱ ص ۳۳۱

﴿﴾ حضرت سیدی نظام الحق والدین محبوب الٰہی سلطان اولیاء قدست اسرا ہم کی نسبت لوگ کہتے ہیں۔ .... "بعد جمعہ جو کیجئے کام اس کے ضامن شیخ نظام"

وہابی اسے شرک کہتے ہیں وہی حکم اس حدیث پر لازم۔

حدیث ۲۱۸: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ قبل بعثت حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یمن کو تاجرانہ جاتے تھے۔ ایک پیر مرد عسکلان بن عواکر کے یہاں قیام فرماتے وہ ان سے مکہ معظمہ کا حال پوچھتے۔ تم میں کوئی مشہور بلند چرچے والا پیدا ہوا کسی نے تم پر تمہارے دین میں خلاف کیا یا انکار کرتے جب بعد بعثت اقدس گئے۔ پیر مرد نے کہا میں تمہیں وہ بشارت دیتا ہوں کہ تمہارے لئے تجارت سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم سے نبی برگزیدہ مبعوث فرمایا ان پر اپنی کتاب اُتاری۔ وہ اصنام سے روکتے اور اسلام کی طرف بلاتے ہیں۔ حق کا حکم دیتے اور اُس کے فاعل ہیں باطل سے منع کرتے اور اُس کے مبطل ہیں وہ ہاشمی ہیں اور تم اے عبد الرحمٰن اُن کے ماموں جلد پلٹو اور اُن کی

خدمت وتصدیق کرواور یہ اشعار میری طرف سے اُن کی بارگاہ والا میں پہنچاؤ۔ چند اشعار درباره تصدیق۔ رسالت واظہار شوق وعذر پیرانہ سالی واستعانت سرکار عالی صلوات اللہ و سلامہ علیہ کہے ازاں جملہ یہ دو شعر۔

جب کہ میں دور اور حاضری سے معذور ہوں تو حضور میری پناہ اور مجھے راحت ملنے کی جگہ ہیں

اِذَا اَنَاَیَ بِالدِّیَارِ بُعْدٌ فَاَنْتَ حِرْزِیْ وَ مُسْتَرَاحِیْ

فَکُنْ شَفِیْعِیْ اِلٰی مَلِیْکٍ یَدْعُوْ الْبَرَایَا اِلَی الْفَلَاحِ

جب کہ شہروں کو دوری کے فاصلہ نے بعید کر دیا تو حضور میری پناہ اور مجھے راحت ملنے کی جگہ ہیں۔ تو حضور میرے شفیع ہوں۔ اُس بادشاہ کے یہاں جو مخلوق کو نجات کی طرف بلاتا ہے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے واپس آکر یہ حال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے گزارش کیا انہوں نے فرمایا یہ محمد بن عبداللہ ہیں۔ جنہیں اللہ عزوجل نے اپنی تمام مخلوق کی طرف رسول کیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم تم اُن کے حضور حاضر ہو۔ یہ حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا میں ایک سزاوار چہرہ دیکھتا ہوں۔ جس کے لئے خیر کی امید ہے کہو کیا خبر ہے؟ انہوں نے عرض کی کیسی فرمایا پیام بھیجنے والے نے جو پیام ہمارے حضور بھیجا ہے۔ وہ امانت ادا کرو سنتے ہو اولا وحمیر خواص مومنین سے ہیں۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی مسلمان ہوئے پھر وہ اشعار حضور میں عرض کئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رُبَّ مُؤْمِنٍ بِیْ وَلَمْ یَرَنِیْ وَ یعنی مجھ پر بعض ایمان لانے والے

مُصَدِّقًا بِیْ وَمَا شَهِدَ نِیْ اُوْلٰئِكَ (ایسے ہیں) جنہوں نے مجھ کو دیکھا نہیں

اِخْوَانِیْ حَقًّا۔ اور بعض لوگ میری تصدیق کرنے والے (ایسے ہیں) جن کو میرے پاس حضوری حاصل نہ ہوگی۔ یہ لوگ میرے بھائی ہیں) کلمہ اخوت کو ان کے اعزاز کیلئے تواضعاً فرمایا)

(کذامتقی ھندی فی کنز العمال ج۱۳ ص۲۲۷ تا ۲۲۹ برقم ۳۶۶۹۰)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ (آمین)۔

کتبہ عبدہ المذنب

احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بحمدن المصطفیٰ النبی الامی

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

منکرین اختیاراتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے جواب میں تحقیقی مقالہ

از مناظرِ اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی

ریسرچ آفیسر محکمہ اوقاف دوبئی

نام نہاد "اہلحدیث" ان کا چونکہ یہ عقیدہ باطلہ ہے کہ "جس کا نام محمد و علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اور رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا"۔ (تقویۃ الایمان) ﴿﴾ اور حدیث مذکور سے حضور ﷺ کا اختیار ثابت ہو رہا ہے۔ کہ آپ نے تین نماز معاف کر کے دو نمازوں کی شرط پر نومسلم کا اسلام قبول کرلیا اس لئے غیر مقلدین کے ترجمان "اہلحدیث" لاہور نے اپنے عقیدہ باطلہ کا تحفظ وشان رسالت کا انکار کرتے ہوئے۔ بدیں الفاظ حدیث مذکور کی تردید کی ہے۔ کہ ﴿﴾ "یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی حضرت قتادہ ہیں۔ جو مدلس ہیں۔ جو اپنے استاد حضرت نصر سے عن کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں۔ اور اصول یہ ہے کہ مدلس جب لفظ عن سے روایت بیان کرے قابل حجت نہیں ﴿﴾ اس روایت کے ضعیف ہونے کی ایک اہم علت یہ بھی ہے کہ یہ حدیث شاذ ہے۔ شاذ اس روایت کو کہتے ہیں۔ جس میں کوئی ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ یا اکثر ثقہ راویوں کی مخالفت کرے اور شاذ، ضعیف کی اس قسم میں سے ہے کہ جو قابل عمل نہیں ہوتی اس روایت میں قتادہ جو مدلس بھی ہیں اور دوسری یہ روایت ان تمام صحیح احادیث کے مخالف ہے۔ جن میں پانچ نمازوں کو فرض قرار دیا گیا ہے"۔

("اہلحدیث" ۳ مئی ۱۹۹۱ء)

الجواب یہ صحیح ہے کہ مدلس راوی جب عن کے ساتھ روایت کرے تو وہ بالاتفاق مردود ہوتی ہے۔ لیکن اس قانون سے بعض راوی مستثنیٰ ہیں اور انہی راویوں میں ایک راوی قتادہ ہیں۔ محدثین نے لکھا ہے کہ قتادہ سے جب شعبہ روایت کرے تو وہ روایت صحیح شمار کی جائے گی۔ امام حاکم تحریر فرماتے ہیں۔ فمن المدلسین من دلس عن الثقات الذین هم فی الثقة مثل الحدیث او فوقه او دونه الا انهم لم یخرجوا من عداد الذین یقبل اخبارهم . فمنهم من التابعین ابو سفیان طلحة بن نافع وقتاده بن دعامة (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۲)

مدلسین کا ایک گروہ وہ ہے جو اپنے جیسے یا اپنے سے بڑھ کر یا اپنے سے کچھ کم راویوں سے روایت کرتا ہے۔ مگر وہ اس جماعت سے خارج نہیں جن کی روایات قبول کی جاتی ہیں ایسے گروہ میں تابعین میں سے ابوسفیان طلحہ بن نافع اور قتادہ بن دعامہ ہیں۔ اور علامہ طاہر بن صالح الدمشقی نے ابن حزم سے نقل فرمایا ہے کہ ایسے مدلسین جن کی کسی روایت کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں اور باوجود تدلیس کے ان کی روایات میں کوئی اثر نہیں پڑتا اور ان مدلسین میں جلیل القدر محدثین اور مسلمانوں کے امام شامل ہیں۔ جیسے حسن بصری وابواسحاق السبیعی اور قتادہ بن دعامہ اور عمر بن دینار (توجیہ النظر علی اصول الاثر ص ۲۵۱)

معلوم ہوا: کہ قتادہ ان مدلسین میں سے نہیں ہے کہ جن کی روایات مطلقاً مردود شمار ہوتی ہیں اور پھر اس روایت میں جیسا کہ اوپر سند سے ظاہر ہے قتادہ سے روایت کرنے والے شعبہ ہیں اور محدثین نے یہ اصول بیان فرمایا ہے۔ کہ قتادہ سے جب شعبہ روایت کرے تو روایت بالاتفاق قابل قبول ہے۔ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں امام بیہقی کی کتاب المعرفۃ السنن میں روایت ہے۔ جس میں یہ ہے کہ امام شعبہ نے فرمایا کہ میں تم کو

تین آدمیوں کی تدلیس سے کفایت کرتا ہوں ۔ اعمش امام ابو اسحاق اور قتادہ اور بہت ہی اچھا قاعدہ ہے کہ ان کی روایات شعبہ سے قابل قبول ہونگی اگرچہ عن کے ساتھ روایت کی گئی ہوں ۔ (النکت علی کتاب ابن الصلاح رص ۶۳۰ ۔ ۶۳۱ ۔ ج ۲) ﴿﴾ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ .... قتادہ مشہور مدلس ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود کسی نے ان کی حدیث سے حجت پکڑنے میں پس و پیش نہیں کی (تذکرۃ الحفاظ رص ۱۱۵ ج ۱) ﴿﴾ اور مولوی عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جب قتادہ سے شعبہ روایت کرے تو وہ روایت بالاتفاق قابل قبول ہے ۔ (تحفۃ الاحوذی)

ثابت ہوا: کہ اس روایت کو قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہنا درست نہیں اور اس روایت پر اس قسم کے اعتراض کرنے والا شخص اصول حدیث سے مطلقاً جاہل ہے ۔

دوسرا : سوال و جواب اس حدیث میں رجل منهم رضی الله عنه ہے ۔ صحابی کا نام نہیں ہے ۔ اسلئے یہ روایت قابل قبول نہیں ہے ۔ معلوم ہوتا ہے ۔ کہ معترض در پردہ رافضی ہے ۔ وگرنہ ایسا اعتراض کبھی نہ کرتا ۔ محدثین بلکہ پوری امت کا اتفاق ہے کہ صحابہ تمام کے تمام عدول ہیں صحابی کا نام روایت میں لینا ضروری نہیں ہے ۔ ﴿﴾ حضرت امام نووی فرماتے ہیں .... وجهالة اسم الصحابی لا یضر لانهم کلهم عدول (المجموع شرح المہذب جلد ا رص ۲۹۳ النووی) اور صحابی کے نام کا نہ ہونا کوئی نقصان دہ نہیں کیونکہ صحابہ تمام عادل ہیں ۔ غیر مقلدین کے امام شوکانی نے لکھا ہے اور جب تمہارے لئے ہر اس شخص کی عدالت ظاہر ہوگئی ۔ جس کو صحبت حاصل ہے تو سمجھ لے کہ جب راوی یہ کہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے اور اس کا نام نہیں تو یہ حجت ہے اور نام کا نہ لینا صحابہ کی بالعموم عدالت کے ثبوت کے سبب کوئی نقصان نہیں دیتا ۔ (ارشاد الفحول ص ۶۷)

﴿۷﴾ علامہ عراقی فرماتے ہیں۔ واذاقال سمعت رجلا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل لان الکل عدول (التقیید والایضاح شرح مقدمہ ابن الصلاح رص ۴۷) اور جب راوی کہے کہ میں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص سے سنا تو یہ قبول کیا جائے گا۔ کیونکہ تمام اصحاب عادل ہیں۔ ﴿۸﴾ امام زیلعی حنفی فرماتے ہیں وان جهالة اسماء هم لا یضرهم (نصب الرایہ رص ۲۶۷ ج ۱) اور صحابہ کے اسماء کا نہ ہونا حدیث میں مضر نہیں ہے۔ ﴿۹﴾ علامہ منذری فرماتے ہیں۔ فان جهالة اسم الصحابی غیر مؤثرة فی صحة الحدیث (مختصر السنن للمنذری رص ۲۲۷ ج ۱) یعنی صحابی کا نام نہ لینا صحت حدیث پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ ﴿۱۰﴾ علامہ عینی حنفی فرماتے ہیں۔ ولا یقال هذا روایة عن مجهول لان الصحابة کلهم عدول فلایضر ذلک (عمدۃ القاری رص ۱۹۶ ج ۷ وص ۵۳ ج ۱۱) اور اس روایت کو مجہول سے روایت نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ تمام صحابہ عدول ہیں اور روایت میں نام نہ آنا نقصان دہ نہیں ہے۔ ﴿۱۱﴾ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ والصحابة کلهم عدول فلا یضر الجهل با سمائهم (شرح نخبۃ الفکر رص ۱۵۳) صحابہ تمام عادل ہیں ان میں سے کسی کے نام کا نہ ہونا نقصان دہ نہیں ہوتا۔ ﴿۱۲﴾ مولوی ظفر عثمانی دیوبندی نے لکھا ہے۔ جهالة الصحابی لا تضر صحة الحدیث فانهم کلهم عدول (قواعد علوم الحدیث رص ۱۳۴) صحابی کے نام کا نہ جاننا صحت حدیث کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تمام عادل ہیں اور ﴿۱۳﴾ مولوی خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے نقل کیا ہے۔ قلت قد اجمعت الامة ان الصحابة کلهم عدول فلا یضر الجهل باعیانهم ..... (بذل المجہود رص ۲۲۲ ج ۱) میں کہتا ہوں کہ تمام

امت کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں پس ان کے نام کی جہالت مضر نہیں ہے۔ یہی بات مندرجہ ذیل علماء و محدثین نے بھی تحریر فرمائی ہے۔ امام سیوطی تدریب الراوی ص ۲۱۴ ج ۲، امام سخاوی فتح المغیث ص ۱۰۸، امام آمدی الاحکام ص ۱۲۸ ج ۲، امام اثرم عن الامام احمد تدریب الراوی رص ۱۹۷ ج ۱، امام بخاری عن الحمیدی تدریب ص ۱۹۷ ج ۱، علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری ص ۳۰۰ ج ۱ علامہ قسطلانی، ارشاد الساری ص ۳۱۳ ج ۳، نواب صدیق الحسن بھوپالوی الحصول الماحول ص ۲۳، امام باجی مالکی الاحکام فی اصول لاحکام رص ۳۰۲ ابن تیمیہ مسودہ رص ۲۶۳ امام غزالی علامہ المستصفی رص ۱۶۴ ج ۱، علامہ تاج الدین سبکی جمع الجوامع رص ۱۶۷ ج ۲، علامہ امیر بادشاہ حنفی و امام ابن الھمام تیسر التحریر رص ۶۴ ج ۳ وغیرہم۔

اب اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اس حدیث میں رجل منھم رضی اللہ عنھم ہے۔ لھذا ہمیں کیا پتہ کہ وہ کون ہے۔ لہذا اس کا نام جو ہے معلوم ہونا چاہیے۔ آپ یہ تمام حوالہ جات پڑھیں کہیں بھی منافقین اور مرتدین کی احتمال آفرینی کا ذکر نہیں ہے۔ یقیناً یہ تمام محدثین اس قسم کے خطرات سے بخوبی واقف تھے۔ یہ کس قدر بے تکی اور جہالت کی بات ہے کہ صحابہ کی عدالت پر شک کیا جائے یا تو یہ شخص مطلق جاہل ہے یا پھر در پردہ روافض کی ترجمانی کر رہا ہے۔ اور بدعتی ہے۔ جیسا کہ حضرت امام باجی مالکی نے فرمایا ہے۔ وقال قوم من المبتدعة حالهم فی وجوب السؤال عن عدالتهم حال غیر هم من الامة ...... (الاحکام الفصول فی احکام الاصول رص ۳۰۲) اور بدعتیوں کی قوم نے کہا ہے کہ صحابہ کی عدالت میں عام امت کے دوسرے لوگوں کی طرح سوال کرنا واجب ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ یہ صحابہ کرام کا نام لیکر ان کے گستاخ ہیں یہ شخص تو صرف عدالت صحابہ کو چیلنج کر

رہا ہے جبکہ اس گروہ کا ایک بڑا مولوی رشید احمد گنگوہی تو یہاں تک لکھ گیا ہے۔ کہ ''صحابہ کی تکفیر کرنے والا اپنے اس کبیرہ گناہ کے سبب سنت وجماعت سے خارج نہیں ہوگا'' (فتاویٰ رشیدیہ)۔ تو ثابت ہوا کہ یہ مذکورہ حدیث بالکل صحیح ہے اور مبتدعین نجدو دیوبند کے غلط عقائد کا سرعام مذاق اڑا رہی ہے۔ اب اس حدیث پر ایک آخری اعتراض باقی رہ گیا ہے۔ کہ وہ اعتراض یہ کہ یہ حدیث شاذ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کو شاذ کہنے والا شخص مطلقاً جاہل ہے۔ اس کو شاذ اور متبول روایت کا علم ہی نہیں ہے شاید انہی لوگوں کو دیکھ کر کسی نے کہا ہے۔

ع ....گر ہمیں مکتب است وہمیں ملا کار طفلاں تمام خواہد شود

شاذ روایت وہ ہوتی ہے کہ جس میں ایک ثقہ راوی اپنے سے اوثق راوی کی مخالفت کر رہا ہو یا بعض محدثین کے نزدیک مطلقاً ایسی زیادتی ہو جو کہ دیگر ثقات نے بیان نہ کی ہو جبکہ اس حدیث میں ایسا کوئی پہلو ہے ہی نہیں معترض کو چاہئے کہ دیگر اوثق رواۃ کی روایات کو تلاش کر کے بیان کرے کہ اس شخص سے اللہ کے پیارے محبوب ﷺ نے دو نمازوں پر اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ تب یہ روایت شاذ کہلا سکتی ہے۔ مگر ایسی کوئی روایت نہیں بفضلہٖ تعالیٰ اصول حدیث کی رو سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث نہ تو ضعیف ہے اور نہ ہی شاذ ہے جاہل کا اعتراض کرنا اس کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی جہالت سے محفوظ رکھے۔ آمین، بحرمت طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆